حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رمضان المبارک کیسے گذارتے؟

مصنف

مفتی محمد خان قادری

WWW.NAFSEISLAM.COM

کاروان اسلام 205 شادمان لاہور

الاہداء

میں اپنی اس کاوش کو دُنیائے اسلام کی خاتونِ اوّل محسنۂ اسلام، ملکۂ فردوس بریں اُم المؤمنین حضرت سیّدہ طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ

خدیجۃُ الکبریٰ سلام اللہ علیہا

کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں،

◎

پہلا ماں کہفِ امن و اماں
حق گذارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام
عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی
اُس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام
منزلٌ من قصب لا نصب لا صخب
ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

○

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ
وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ
فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ
اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ
الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا
هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا' لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں' تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے' ضرور اس کے روزے رکھے' اور جو بیمار یا سفر میں ہو' تو اتنے روزے اور دنوں میں' اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا' اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو' اور اللہ کی بڑائی بولو' اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی' اور کہیں تم حق گزار ہو۔

(سورہ البقرہ - 185' (ترجمہ کنز الایمان)

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳	انتساب	
۵	فہرست	
۱۶	ابتدائیہ	
۱۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کیسے گزارتے	
۲۱	فرضیت رمضان کا حکم دوسری ہجری میں آیا	
	فرضیت روزہ کا دن سوموار تھا۔	
۲۲	نزولِ قرآن سے پہلے ماہ رمضان سے تعلق	
۲۴	رمضان المبارک سے محبت	۱
۲۶	چھ ماہ پانے کی اور چھ ماہ قبولیت کی دعا	
۲۸	شعبان میں رمضان کی تیاری	۲
	شعبان کا چاند اور خصوصی اہتمام	۳
	شک کی صورت میں روزہ نہ رکھتے۔	۴
۳۰	رمضان کے چاند پر ایک مسلمان کی گواہی بھی قبول فرمالیتے۔	۵
۳۱	رمضان کا چاند دیکھنے پر مخصوص دعا فرماتے۔	۶
	آمدِ رمضان پر مخصوص دعا کا اہتمام۔	۷
۳۲	رنگ مبارک فق ہوجاتا۔	۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۹	آمدِ رمضان پر صحابہ کو مبارکباد دیتے۔	۳۲
۱۰	رمضان المبارک کو خوش آمدید کہتے۔	۳۳
	تم کس کا استقبال کر رہے ہو۔	۳۳
۱۱	خطبہ ارشاد فرماتے۔	۳۴
	استقبالیہ خطبہ کی تفصیل	۳۴
۱۲	تلاوتِ قرآن میں کثرت	۳۸
۱۳	ہر رمضان میں سارا قرآن سناتے	۳۹
	ان سے آپ قرآن مجید سنا بھی کرتے۔	۴۰
۱۴	جبریلِ امین کے ساتھ قرآن کا دور	۴۱
۱۵	آخری رمضان میں دو مرتبہ دور	۴۲
۱۶	سخاوت کی برسات	
	کثرت جود و سخا کی حکمتیں	۴۶
	خصوصی نوٹ	۴۸
۱۷	قیدیوں کو آزاد فرماتے۔	
۱۸	حالتِ روزہ میں مسواک فرمایا کرتے۔	۴۹
۱۹	پچھنے لگوا لیتے	
۲۰	سرمہ لگا لیتے	۵۰
۲۱	سترہ رمضان کی صبح قبا تشریف لے جاتے۔	
۲۲	ٹھنڈک حاصل فرماتے۔	۵۱
۲۳	ماہ رمضان کی اہمیت و فضیلت بیان فرماتے۔	۵۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۴	روزے کی فضیلت بیان فرماتے۔	۵۵
۲۵	روزہ دار کی فضیلت بیان فرماتے۔	۵۸
	جنت میں خصوصی دروازہ سے داخلہ	۵۹
	کبھی پیاس نہیں لگے گی۔	
	روزہ دار کے لیے پانچ بشارتیں۔	
	ہر وقت عبادت میں	۶۰
	جنت کا کھانا اور مشروب	
	روزہ دار کے لیئے دو خوشیاں	۶۱
	روزہ دار کے لیے ملائکہ کی دعا	
۲۶	روزہ کی نیت کا حکم فرماتے۔	۶۲
	قضا اور کفارہ روزہ کی نیت	
	روزہ رمضان کی نیت	
۲۷	سحری تناول فرماتے	۶۴
۲۸	سحری کو غذا مبارک قرار دیا	۶۶
۲۹	سحری کھجور سے فرماتے۔	
۳۰	کھجور کو بہترین سحری قرار دیا۔	۶۷
	کسی بھی شئ سے سحری کی جا سکتی ہے۔	۶۸
	امت مسلمہ اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق	
۳۱	امت کو سحری کرنے کی تعلیم دی	
	سحری کرنے والوں پر اللہ کی رحمتیں۔	۶۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۲	سحری میں برکت دعا فرمانے۔	۶۹
۳۳	سحری کرنے والوں کے لیے دعا فرماتے۔	۷۰
۳۴	سحری کے فوائد و حکمتیں بیان فرماتے۔	
۳۵	سحری میں تاخیر فرماتے۔	۷۱
	اگر بلال نہ ہوتے۔	۷۳
	آئمہ مساجد سے درخواست	۷۴
۳۶	امت کو بھی سحری میں تاخیر کا حکم	
	امت خیر پر رہے گی۔	۷۵
۳۷	روزہ کے آداب بیان فرماتے۔	۷۶
	زبان اور تمام اعضا کو محارم سے روکنا۔	
	محض کھانا پینا چھوڑ دینا کافی نہیں۔	۷۷
	زبان کو غیبت سے محفوظ رکھنا۔	۷۸
	کان، آنکھ اور زبان کا روزہ	۷۹
	حضرت ابوہریرہ کا معمول۔	۸۰
۳۸	سفر میں روزہ اور افطار کا معمول۔	۸۱
	سفر میں روزہ کا معمول۔	۸۲
۳۹	سفر میں روزہ کی اجازت دی۔	
۴۰	ابتداً روزہ بعد میں افطار۔	۸۳
۴۱	کوئی کسی پر طعن نہ کرتا۔	
	آج روزہ نہ رکھنے والے بازی لے گئے۔	۸۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	اس حال میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔	۸۵
۴۲	دشمن سے مقابلہ کے وقت۔	۸۶
۴۳	نسیاناً کھا پی لینے کا حکم بیان فرماتے۔	
۴۴	عمداً روزہ توڑنے پر کفارہ۔	۸۸
۴۵	قضا کے احکام بیان فرماتے۔	۹۰
۴۶	قضا کا طریقہ۔	۹۱
	عمر بھر میں قضا۔	۹۲
۴۷	عشرہ ذوالحج میں قضا کا معمول۔	
۴۸	میت کی طرف سے فدیہ۔	
	کچھ دیگر احادیث	۹۵
	مذکورہ احادیث اور ایصالِ ثواب	۹۶
۴۹	غروب آفتاب دیکھنے کا انتظام	۹۸
۵۰	ایک مرتبہ روزہ قضا کرنا پڑا	۹۹
۵۱	قبل از وقت افطاری پر سزا۔	
۵۲	افطاری میں تعجیل فرماتے۔	۱۰۰
	اجتماعی افطاری۔	۱۰۴
۵۴	مساکین کے ساتھ افطار	
۵۵	نماز سے پہلے افطار فرماتے۔	۱۰۵
۵۶	کھجور اور پانی سے افطار	۱۰۶
۵۷	دودھ کا استعمال۔	۱۰۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	تین اشیاء کا تذکرہ	۱۰۷
۵۸	آگ کی مس کردہ شئ	۱۰۸
۵۹	افطاری کی ایک حسین کیفیت	
۶۰	ابتداء کس سے فرماتے ؟	۱۰۹
۶۱	مشروب کا استعمال آہستہ آہستہ فرماتے	۱۱۰
	آئمہ مساجد سے درخواست	۱۱۱
۶۲	افطار کروانے پر اجر و ثواب بیان فرماتے	
۶۳	رزقِ حلال سے افطار پر اجر	۱۱۲
۶۴	افطار کے موقعہ پر دعا فرماتے	۱۱۳
	روزہ دار کی دعا۔	۱۱۴
۶۵	دعا میں کثرت فرماتے۔	۱۱۶
۶۶	دعا افطار کے بعد سنت ہے۔	
۶۷	نماز تراویح کا معمول۔	۱۱۹
۶۸	تین دن باجماعت تراویح۔	۱۲۰
۶۹	بیس رکعات کا معمول۔	۱۲۳
	ترک، حرام ہونے کی دلیل نہیں ہوا کرتا۔	۱۲۵
۷۰	آپ کی خصوصیت۔ صوم وصال۔	
۷۱	دن کو بھی روزہ، رات کو بھی روزہ۔	۱۲۶
	اس کھانے پینے سے کیا مراد ہے۔	۱۲۷
۷۲	مغرب وعشاء کے درمیان غسل فرماتے۔	۱۳۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۷۳	سر اقدس دھلاتے۔	۱۳۴
۷۴	آخری عشرہ میں پہلے سے بڑھ کر عبادت میں محنت فرماتے	۱۳۶
۷۵	وصال کا روزہ اور آخری عشرہ۔	۱۳۷
۷۶	کمر کس کر باندھ لیتے۔	۱۳۸
۷۷	تمام رات بیدار رہتے۔	۱۳۹
۷۸	سارے رمضان کا معمول۔	۱۴۰
۷۹	گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے۔	۱۴۱
۸۰	اعتکاف فرماتے۔	۱۴۲
۸۱	پہلے اور دوسرے عشرہ کا اعتکاف	
۸۲	شوال میں قضاء اعتکاف۔	۱۴۴
	اعتکاف ترک فرمانے کی حکمتیں۔	۱۴۵
	اہم نوٹ	۱۴۶
۸۳	وصال کے سال بیس دن اعتکاف۔	
	وصال کا کمالِ شوق۔	۱۴۹
۸۴	اعتکاف مسجد میں فرماتے نہ کہ حجرہ میں۔	
	حجرے میں اعتکاف نہیں ہوتا۔	۱۵۰
۸۵	اعتکاف کے لیے خیمہ لگواتے۔	۱۵۱
	خدارا سوچئے	۱۵۳
۸۶	خیمہ میں نماز فجر ادا کرکے داخل ہوتے	۱۵۴
	تنہائی اور خلوت کی تائید	۱۵۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۷	حسبِ ضرورت گفتگو فرماتے۔	۱۵۶
۸۸	حسبِ ضرورت ملاقات فرماتے۔	۱۵۷
	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی وجہ۔	
۸۹	بستر اور چارپائی۔	۱۶۰
	آپ کا مقام اعتکاف	
	محلِ اعتکاف اور ستون سریر۔	۱۶۱
	صحابہ اس مقام کی زیارت کرواتے۔	۱۶۱
۹۰	کھانا وہیں تناول فرماتے۔	۱۶۲
۹۱	شب قدر کی فضیلت بیان فرماتے۔	۱۶۳
۹۲	شب قدر کی علامات بیان فرماتے۔	۱۶۵
۹۳	شب قدر پانے کا طریقہ بیان فرماتے۔	۱۶۸
۹۴	تلاش شب قدر کی تلقین فرماتے۔	۱۶۹
۹۵	لیلۃ القدر کا معمول۔	۱۷۰
۹۶	دعا کی تعلیم دیتے۔	۱۷۱
	دعا کی تشریح۔	۱۷۲
	اس دعا کی جامعیت	۱۷۳
	دیگر معمولات پر اسے ترجیح دی جائے۔	۱۷۷
	معافی کی تعلیم میں حکمت	۱۷۸
۹۷	مسجد میں قیام کا معمول۔	۱۸۰
۹۸	غسل کا معمول۔	۱۸۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	خوشبو اور بہترین لباس۔	۱۸۲
۹۹	قیام میں تمام گھر والوں کو شریک کرنا۔	۱۸۴
	لیلۃ القدر تا قیامت باقی ہے۔	۱۸۵
	بعض لوگوں کا رد	۱۸۶
۱۰۰	شب قدر اور علم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۸۸
	اگر لوگ دیگر راتوں میں نماز ترک نہ کر دیں تو میں آگاہ کر دوں۔	
	اگر اجازت ہوتی تو میں آگاہ کر دیتا۔	۱۸۹
	صحابہ کا اس قدر سوال کرنا۔	۱۹۱
	جہنی کی رات۔	۱۹۴
	شب قدر اور اہل مدینہ کا معمول۔	۱۹۵
	ایک اور صحابی کو مطلع فرمانا۔	۱۹۷
	حضرت سفیان بن عیینہ کا قول۔	۱۹۸
	دوسرے حصہ کا رد۔	۱۹۹
	محدثین کی تائید۔	
	اشکال کا جواب۔	۲۰۱
	ارشاد نبوی سے تائید	
۱۰۱	رمضان کی آخری رات کی فضیلت بیان فرماتے۔	۲۰۲
	وداع رمضان اور صحابہ و تابعین کا معمول۔	۲۰۴
	کیسے تھے وہ لوگ۔	۲۰۶
	آپ کی ظاہری حیات میں زیادہ مرتبہ رمضان انتیس کا ہوا۔	۲۰۹

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۱۰	عیدرات میں شب بیداری کا معمول۔	۱۰۲
۲۱۳	عیدرات میں تکبیر الہٰی۔	
	اھم نوٹ	
۲۱۴	انعام خداوندی کلون	
۲۱۶	تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔	
	یوم عید اور معمولاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۰۳
۲۱۷	اچھے کپڑے پہننا۔	۱۰۴
۲۱۹	نماز عید الفطر سے پہلے کچھ کھانا۔	۱۰۵
۲۲۱	کھلے میدان میں نماز ادا کرنا۔	۱۰۶
۲۲۱	بعض مالکی علماء کی رائے۔	
۲۲۵	تمام خواتین کو شرکت کا حکم	۱۰۷
۲۲۶	پیدل چل کر جانا۔	۱۰۸
	آمد و رفت میں راستہ بدلنا۔	۱۰۹
	عیدگاہ میں نماز عید سے پہلے اور بعد میں نماز نہ پڑھنا	۱۱۰
۲۲۹	بغیر اذان و تکبیر کے نماز	۱۱۱
۲۳۰	نماز کی ادائیگی خطبہ سے پہلے۔	۱۱۲
۲۳۱	نماز میں سورۃ ق اور القمر کی تلاوت۔	۱۱۳
	خطاب نماز کے بعد فرماتے۔	۱۱۴
۲۳۲	خطبہ کے درمیان بیٹھنا۔	۱۱۵
۲۳۳	خطاب میں تکبیر کی کثرت۔	۱۱۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۱۷	خواتین کے اجتماع سے الگ خطاب ۔	۲۳۴
	چند اہم معلومات ۔	
۱۱۸	عید پر مبارکبادی ۔	۲۳۵
۱۱۹	صدقۂ فطر کی تعلیم ۔	۲۳۷
	گھر کے ہر فرد کی طرف سے ۔	۲۳۸
	اس کی مقدار ۔	۲۳۹
	ادائیگی کا وقت ۔	

کاش ہم پورا سال رمضان سے پائی ہوئی تربیت پر چل کر اپنی کھوئی ہوئی منزل کو پالیں۔

یہاں الحاج سہیل اقبال کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جن کے تعاون سے اس کتاب کی اشاعت ہوئی۔

دعا ہے اللہ تعالے اپنی رحمت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ہمیں شریعت کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔

آمین بجاھہ و بجاہ سید المرسلین

اسلام کا ادنیٰ خادم

محمد خان قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کیسے گزارتے

فرضیت روزہ کا دن سوموار تھا

سوموار کے دن کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات میں جلوہ افروز ہوئے رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت بھی اسی روز ہوئی

وفی یوم الاثنین من السنة الثانیة من الهجرة للیلتین خلتا من شعبان فرض الله الصیام علی المومنین۔	دوسری ہجری، دو شعبان بروز سوموار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رمضان کے روزے فرض فرمائے۔

(رسالہ رمضان، ۲۴)

فرضیتِ رمضان کا حکم دوسری ہجری میں آیا

یاد رہے رمضان المبارک میں فرضیت روزہ کا حکم دوسری ہجری کو مدینہ طیبہ میں نازل ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کو سب سے پہلے دو چیزیں عطا ہوئیں۔

۱۔ بیت اللہ کا قبلہ ہونا۔ ۲۔ رمضان کا روزہ۔

ان رمضان فرض فی شعبان فی السنة الثانیة من الهجرة	ہجرت کے دوسرے سال شعبان میں فرضیتِ رمضان کا حکم نازل ہوا۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۸۷)

نو مرتبہ رمضان: اس سے یہ حقیقت بھی سامنے آجاتی ہے کہ فرضیت

روزہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں نو مرتبہ رمضان پایا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات کے دس سال مدینہ طیبہ میں گزارے اور روزہ دو ہجری کو فرض ہوا۔ امام ابن حجر ہیثمی رقم طراز ہیں کہ بعض حفاظ حدیث نے یہ تصریح کی ہے۔

صام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تسعۃ رمضانات (اتحاف اہل الاسلام، ۹۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو مرتبہ رمضان کے روزے رکھے۔

نزولِ قرآن سے پہلے ماہ رمضان سے تعلق

رمضان المبارک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق روزہ فرض ہونے کے بعد قائم نہیں ہوا بلکہ آپ کا تعلق اس سے پہلے کا ہے، آپ اسی کے دنوں میں غار حرا کی خلوتوں میں بیٹھ کر اپنے مولیٰ سے تعلق مستحکم کرتے اور اسے سکون واطمینان کا ذریعہ بناتے تھے، وہ رمضان المبارک کے دن ہی تھے جن میں حضرت جبریل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا سرمدی پیغام بصورت "اقرأ باسم ربك الذی خلق" لے کر آپ کے پاس آئے اور اس وقت آپ غار حرا میں تشریف فرما تھے۔
ابن اسحاق نے حضرت عبید بن عمیر سے نقل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ایک ماہ غار حرا میں خلوت وتنہائی میں چلے جاتے حتیٰ کہ وہ ماہ آ گیا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت کا حکم دیا۔

وذلك الشهر شهر رمضان (السیرۃ النبویہ، ۱: ۲۳۵)

اور وہ ماہ، ماہ رمضان ہی تھا

اللہ تعالٰے نے متعدد جگہ قرآن کے نزول کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا اس کا نزول رمضان میں ہوا۔

۱۔ سورۃ بقرہ میں فرمایا۔

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن	رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

۲۔ سورۃ القدر میں ہے۔

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر	قرآن کو ہم نے شب قدر میں نازل فرمایا ہے۔

حالانکہ اوپر گزرا رمضان المبارک کے روزے مدینہ طیبہ میں ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئے تھے۔

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی اسی مسئلہ پر دلائل دیتے کے بعد کہتے ہیں۔

وبذلك ندرك عمق صلة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشہر رمضان واستعدادہ لہ قبل ان یبعثہ اللہ برسالۃ ویتلو ایاتہ	اس سے ہمیں معلوم ہو جانا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان المبارک کے ساتھ کتنا گہرا و مستحکم تعلق ہے اور آپ اعلان رسالت اور تلاوت آیات سے پہلے ہی اس کے لیے مستعد اور تیار تھے۔
(ھکذا صام رسول اللہ ۱۸)	

شیخ عطیہ محمد سالم کہتے ہیں۔

للرسول صلی اللہ علیہ وسلم ارتباط برمضان لا کغیرہ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان سے تعلق دوسرے لوگوں کی طرح

من عامة الناس فله ارتباط	نہیں رمضان سے آپ کا تعلق روزہ
قبل الصوم وبعد فان شئت	فرض ہونے سے پہلے کا ہے یوں
قلت قبل البعثة وبعدها۔	بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس سے آپ
(مع الرسول فی رمضان، ۹۰)	کا تعلق اعلان نبوت سے پہلے بھی تھا
	اور بعد میں بھی۔

آیئے اس مبارک ماہ میں آپ کے معمولات کا مطالعہ کریں۔

۱۔ رمضان المبارک سے محبت:

سب سے پہلا معمول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک سے محبت فرماتے اور اس کے پانے کی دعا کرتے رہتے۔ امام طبرانی کی اوسط میں اور مسند بزار میں ہے جیسے ہی رجب کا چاند طلوع ہوتا تو آپ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتے۔

اللھم بارک لنا فی رجب	اے اللہ ہمارے لیے رجب و
وشعبان وبلغنا رمضان	شعبان بابرکت بنا دے اور ہمیں
	رمضان نصیب فرما۔

مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی الفاظ یوں ہیں۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حضور علیہ السلام کا یہ معمول تھا۔
اذا دخل رجب قال اللھم	رجب شروع ہوتے ہی آپ یہ دعا
بارك لنا فی رجب وشعبان	فرماتے اے اللہ ہمارے رجب اور
وبارك لنا فی رمضان۔	شعبان کو بابرکت بنا اور رمضان میں بھی
(مسند احمد، ۱ - ۲۵۹)	برکتیں عطا فرما۔

فقیر کے پاس مسند احمد کا جو نسخہ ہے اس میں "وبارک لنا فی رمضان" (پس رمضان میں برکات نصیب فرما) کے کلمات ہیں جب کہ شیخ ابن رجب وغیرہ نے "بلغنا رمضان" (ہمیں رمضان نصیب فرما) کے الفاظ نقل کیئے ہیں۔ طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ بھی اس کی تائید کر رہے ہیں جب رجب اور شعبان کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے۔

اللھم بارک لنا فی رجب	اے اللہ رجب اور شعبان میں
وشعبان وبلغنا شھر رمضان	ہمارے لئے برکت عطا فرما اور
(مجمع الزوائد، ۲: ۱۶۵)	ہمیں ماہ رمضان نصیب فرما۔

شیخ ابن رجب یہ روایت نقل کر کے فائدہ کے طور پر کہتے ہیں کہ اس سے یہ سبق ملتا ہے انسان کو مبارک وقت پانے کے لیے دعا کرنی چاہیئے تاکہ وہ اس میں مزید نیک اعمال کر کے اپنے مولیٰ کا خوب قرب حاصل کر لے۔

وفی ھذا الحدیث دلیل	اس حدیث میں یہ رہنمائی ہے
علی استحباب الدعاء	کہ انسان کا مبارک اوقات میں
بالبقاء الی الازمان	اعمال صالحہ ہی کے لیے زندہ
الفاضلة لادراک	رہنے کی دعا کرنا مستحب ہے
الاعمال الصالحة	کیونکہ اگر انسان مومن ہے تو
فیھا فان المومن	اس کی عمر میں اضافہ خیر ہی کا
لا یزیدہ عمرہ الا خیرا	سبب ہوتا ہے اور وہ شخص
وخیر الناس من طال	سب سے بہتر ہے جس کی عمر لمبی

عمرہ وحسن عملہ — اور اعمال اچھے ہوں۔

(لطائف المعارف، ۲۳۴)

چھ ماہ پانے کی اور چھ ماہ قبولیت کی دعا

جب ہمارے اسلاف نے اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول پڑھا اور رمضان المبارک کی اہمیت ان کے سامنے واضح ہوئی تو ان کا عمل بھی پڑھ لیجئے۔ حضرت معلی بن فضل بیان کرتے ہیں۔

کانوا یدعون اللہ تعالی ستة اشھران یبلغھم رمضان ثم یدعونه ستة اشھران یتقبل منھم — صحابہ اور تابعین چھ ماہ رمضان پانے کی دعا کرتے اور چھ ماہ اس کی قبولیت کی دعا کرتے۔

(لطائف المعارف، ۲۸۰)

یعنی چھ ماہ آمد پہ خوشی اور چھ ماہ جدائی پر دکھ کا اظہار کرتے۔

۲۔ شعبان میں رمضان کی تیاری

آپ شعبان المعظم میں رمضان کے لیے تیاری فرماتے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رمضان کے علاوہ آپ سب سے زیادہ روزے جس ماہ میں رکھتے وہ ماہ شعبان ہے۔

کان اکثر صیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شعبان — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان میں اکثر روزہ رکھتے۔

(مجمع الزوائد ۳-۱۹۲)

اس کی ایک حکمت تو یہ بیان کی گئی ہے کہ شعبان میں شب برات میں بارگاہ الٰہی میں اعمال پیش ہوتے ہیں۔ آپ چاہتے تھے کہ میرے عمل حالت روزہ میں پیش ہوں جیسا کہ ایک حدیث ضعیف میں بھی ہے۔

لیکن اس کی ایک حکمت محدثین نے یہ بیان کی ہے کہ آپ شعبان میں رمضان المبارک کی تیاری فرماتے کیونکہ شعبان، رمضان کے لیے مقدمہ کی مانند ہے اس میں وہی اعمال ہوں جو رمضان میں ہوں گے۔

یسھل التاھب لتلقی	تاکہ رمضان کی برکات کو حاصل
رمضان و تترتاض النفوس	کرنے کے لیے مکمل تیاری ہو جائے
بذلک علی طاعۃ الرحمٰن	اور نفس، رحمٰن کی طاعت پر خوش
(لطائف المعارف ۲۵۸)	دلی اور خوب اطمینان سے راضی ہو جائے۔

جیسے فرائض سے پہلے سنتیں ہیں جن کے ذریعے انسان ذہن کو اپنے رب کی بارگاہ کی طرف متوجہ کرتا ہے تاکہ ادائیگی فرائض کی ذہنی تیاری ہو سکے۔ صحابہ کے معمول سے اس حکمت کی تائید بھی ہو جاتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعبان میں صحابہ کے معمول پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کان المسلمون اذا دخل	شعبان شروع ہوتے ہی مسلمان
شعبان اکبوا علی المصاحف	قرآن کی طرف جھک پڑتے، اپنے
فقروؤھا و اخرجوا	اموال کی زکوٰۃ نکالتے تاکہ
زکاۃ اموالھم تقویۃ	غریب، مسکین لوگ رمضان
للضعیف و المسکین	بہتر طور پر گزار سکیں۔
علی صیام و رمضان	

۳۔ شعبان کا چاند اور خصوصی اہتمام

چونکہ روزہ کا مدار چاند پر ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند۔ (خصوصاً شعبان کا) دیکھنے کا اہتمام فرماتے اگر چاند نظر آجاتا تو روزہ رکھتے اور اگر ابر وغیرہ کی وجہ سے دکھائی نہ دیتا تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے پھر روزہ رکھتے حضرت عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتحفظ من شعبان مالا یتحفظ من غیرہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کا جتنا خیال فرماتے اتنا کسی دوسرے ماہ کا نہ فرماتے

(ابوداؤد، باب اذا اغمی الشھر)

اپنے صحابہ کو شعبان کا چاند دیکھنے اور اسے شمار کرنے کی تلقین فرماتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں فرمایا کرتے۔

احصوا ھلال شعبان لرمضان ولا تخلطوا برمضان الا ان یوافق ذلک صیاما کان یصومہ احدکم (الترمذی)	رمضان کے لیے شعبان کے چاند کو شمار کرو اور اسے رمضان کے ساتھ خلط ملط نہ کرو مگر وہ آدمی روزہ رکھ سکتا ہے جو اس دن پہلے بھی روزہ رکھتا تھا۔

۴۔ شک کی صورت میں روزہ نہ رکھتے

اگر ابر وغیرہ کی وجہ سے چاند دکھائی نہ دیتا تو رمضان شروع نہ فرماتے

بلکہ شعبان کے تیس دن مکمل فرماتے ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے

یصوم لرؤیۃ رمضان	رمضان کا چاند دیکھنے پر روزہ
فان غم علیہ عد ثلاثین	شروع فرماتے اور اگر بادل وغیرہ
یوما ثم صام	کی وجہ سے چاند نظر نہ آتا تو
(ابو داؤد، باب اذا اغمی الشھر)	شعبان کے تیس دن مکمل فرماتے
	اور پھر روزہ شروع فرماتے ۔

اپنی امت کو بھی سہولت و آسانی کے لیے یہی تعلیم دی کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اگر ابر وغیرہ کی وجہ سے چاند دکھائی نہیں دیا تو پھر شک کے دن روزہ نہ رکھو بلکہ شعبان کے تیس دن مکمل کر کے پھر رمضان شروع کر د

یہی حکم عید کے لیے عطا فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

فلا تصوموا حتی تروہ ولا	چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور
تفطروا حتی تروہ فان غم	نہ دیکھے بغیر عید کرو اگر ابر وغیرہ
علیکم فاقدروا لہ ثلاثین	ہو تو تیس دن مکمل کیے جائیں ۔

(ابو داؤد ، ۱،۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان اللہ قد امدہ لرؤیتہٗ	اللہ تعالےٰ نے چاند دیکھنے تک
فان اغمی علیکم فاکملوا العدۃ	مہلت عطا فرمائی ہے اور اگر
(المسلم، کتاب الصیام)	موسم ابر آلود ہو تو تیس دن کی مدت
	مکمل کرلو ۔

۵-رمضان کے چاند پر ایک مسلمان کی گواہی بھی قبول فرما لیتے

رمضان کا چاند خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا اکثر صحابہ نے نہ دیکھا ہوتا مگر کوئی ایک مسلمان اس بات کی گواہی دے دیتا میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا اعلان کروا دیتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے ایک دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابصرت الہلال اللیلۃ	میں نے آج رات چاند دیکھا ہے

آپ نے فرمایا کیا تو توحید و رسالت کو مانتا ہے یعنی مسلمان ہے عرض کیا یارسول اللہ میں مسلمان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو بلایا اور فرمایا۔

اذن فی الناس فلیصوموا غداً	لوگوں میں اعلان کر دو کل کا روزہ رکھیں۔

(ابوداؤد ۳۲۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ لوگ چاند تلاش کر رہے تھے، مجھے چاند دکھائی دیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔

انی رأیتہ فصام وامر الناس بصیامہ (ابوداؤد ۳۲۰)	میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

٦- رمضان کا چاند دیکھتے پر مخصوص دعا فرماتے

ہر ماہ چاند کے طلوع ہونے پر دعا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا مگر رمضان شریف کا چاند ہوتا تو آپ یہ مخصوص دعا فرمایا کرتے تھے۔ نسائی میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کان اذا رای هلال رمضان
قال هلال رشد و خیر،
هلال رشد وخیر امنت،
بالذی خلقک

جب رمضان کا چاند دیکھتے تو یہ کہتے
یہ چاند خیر و برکت ہے۔ یہ چاند خیر و
برکت کا ہے میں اس ذات پہ ایمان
رکھتا ہوں جس نے تجھے پیدا فرمایا

(اتحاف اہل الاسلام : ۱۰۸، بحوالہ نسائی)

٧- آمد رمضان پر مخصوص دعا کا معمول

جب رمضان شریف شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں مخصوص دعا کیا کرتے۔

کان یقول اذا دخل شهر
رمضان اللهم سلمنی من
رمضان وسلم رمضان لی
وسلمه منی

جب رمضان شروع ہوجاتا تو آپ
صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے
اے اللہ مجھے رمضان کے لیے سلامتی
(صحت و تندرستی) عطا فرما اور میرے
لیے رمضان (کے اول و آخر کو بادل وغیرہ
سے) محفوظ فرما اور مجھے اس میں اپنی
نافرمانی سے محفوظ فرما۔

۸- رنگ مبارک فق ہو جاتا

جب رمضان المبارک آتا تو اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں کسی مشکل کی وجہ سے اس میں حقِ عبودیت میں کمی نہ ہو جائے آپ کا رنگ مبارک فق ہو جاتا، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت تھی۔

اذا دخل رمضان تغیر لونہ	جب رمضان المبارک شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ فق ہو جاتا

اس کی حکمت امام مناوی نے ان الفاظ میں بیان کی ہے

خشیۃ من ان یعرض لہ فیہ ما یقصر عن الوفاء بحق العبودیۃ فیہ (فیض القدیر ۵: ۱۳۲)	اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں کوئی ایسا عارضہ لاحق نہ ہو جائے جس کی وجہ سے اس میں حق عبودیت میں کمی واقع ہو جائے۔

۹- آمد رمضان پر صحابہ کو مبارک باد دیتے

جب یہ مقدس و مبارک ماہ اپنی رحمتوں کے ساتھ سایہ فگن ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو اس کی آمد کی مبارک دیتے۔ امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ کا مبارک معمول ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبشر اصحابہ یقول قد جاءکم شہر رمضان شہر مبارک کتب اللہ علیکم صیامہ تفتح	حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو یہ کہتے ہوئے مبارک باد دیتے کہ تم پر رمضان کا مہینہ آیا ہے جو نہایت بابرکت ہے اس کے روزے تم پر

فیہ ابواب الجنان و تغلق	اللہ نے فرض فرمائے ہیں اس میں
فیہ ابواب الجحیم و تغل فیہ	جنت کے دروازے کھول دیئے
الشیاطین فیہ لیلۃ خیر	جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے
من الف شھر من حرم	بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیطانوں کو
خیرھا فقد حرم	باندھ دیا جاتا ہے۔ اس میں ایک
(النسائی، باب فضل شھر رمضان)	رات ہے جو ہزار مہینے سے افضل ہے
	جو اس سے محروم ہو گیا وہ محروم ہی رہے گا۔

امام جلال الدین سیوطی اور شیخ ابن رجب کہتے ہیں مسئلہ مبارک باد کے لیے یہ حدیث بنیاد ہے۔

ھذا الحدیث اصل فی	رمضان کی مبارک باد پیش کرنے پر
التھنۃ شھر رمضان	یہ حدیث اصل ہے۔
(الحاوی للفتاوی ۱۹-۱۹۳)	

وہ ماہ مومن کے لیے کیوں مبارک باد کا سبب نہ ہو گا؟ جس میں جنت کے دروازے کھل جائیں، شیطان پہ پابندی لگ جائے اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جائیں۔

۱۰- رمضان المبارک کو خوش آمدید کہتے

صحابہ کو مبارک باد اور ان پر اس کی اہمیت واضح کرنے کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک کو خوش آمدید فرماتے کنز العمال اور مجمع الزوائد میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔

اتاکم رمضان سید الشھور	لوگوں تمہارے پاس رمضان تمام
فمرحبا بہ واھلا	مہینوں کا سردار آگیا۔ ہم اسے خوش
(مجمع الزوائد ۳-۱۴۰)	آمدید کہتے ہیں۔

۱۱۔ آمدِ رمضان پر خطبہ ارشاد فرماتے

جس دن رمضان المبارک کا چاند طلوع ہونے کی امید ہوتی اور شعبان کا آخری دن ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں صحابہ کرام کو جمع فرما کر خطبہ ارشاد فرماتے جس میں رمضان المبارک کے فضائل و وظائف اور اہمیت کو اجاگر فرماتے تاکہ اس کے شب و روز سے خوب فائدہ اٹھایا جائے اور اس میں غفلت ہرگز نہ برتی جائے اس کے ایک ایک لمحہ کو غنیمت جانا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے اس اہم معمول کو اپنے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

لما حضر رمضان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد جاءکم رمضان شہر مبارک

جب رمضان المبارک کا ماہ آتا تو آپ فرمایا کرتے تمہارے پاس ایک مقدس ماہ کی آمد ہو گئی ہے۔

(مسند احمد، ۳ - ۱۵۸)

استقبالیہ خطبہ کی تفصیل

کتب احادیث میں رمضان المبارک کی آمد کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ خطبہ کی تفصیل بھی ملتی ہے جسے ہم شستہ و واضح ترجمہ نقل کر دیتے ہیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا اے لوگو!

۱۔ قد اظلکم شہر عظیم مبارک

تم پر ایک نہایت ہی مبارک ماہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔

۲- شهر فيه ليلة خير من الف شهر	اس میں ایسی ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔
۳- شهر جعل الله صيامه فريضة وقيامه تطوعاً	اللہ تعالیٰ نے اس کا روزہ فرض فرمایا اور اس میں قیام کو ثواب واجر کے قابل بنایا ہے۔
۴- من تقرب فيه بخصلة من الخير كان كمن ادى فريضة فيما سواه	جو شخص اس میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب چاہے گا وہ اس کی مثل درجہ پائے گا جس نے کسی دوسرے مہینے میں فرض ادا کیا۔
۵- ومن ادى فريضة فيه كان كمن ادى سبعين فريضة فيما سواه	جس نے اس میں کسی فرض کو ادا کیا ـــ وہ ایسے ہے جیسے کسی نے غیر رمضان میں ستر فرائض ادا کیے ہوں۔
۶- وهو شهر الصبر والصبر ثوابه الجنة	یہ ماہ صبر ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔
۷- وشهر المواساة	یہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کا مہینہ ہے
۸- وشهر يزاد فى رزق المومن فيه	اس ماہ میں مومن کے (ظاہری و روحانی) رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔
۹- من فطر فيه صائما كان مغفرة لذنوبه وعتق رقبته	جس نے کسی کا روزہ افطار کروایا وہ اس کے گناہوں کی معافی اور

من النار وكان له مثل اجره من غير ان ينتقص من اجره شئ

دوزخ سے آزادی کا سبب ہوگا اور اسے روزہ دار کی مثل ثواب ملے گا لیکن روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

اس پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب میں یہ طاقت کہاں کہ روزہ دار کو سیر کر کے کھلائیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (میرا مقصد سیر کر کے کھلانا نہیں)

١٠- يعطى الله هذا الثواب من فطر صائما على تمرة او على شربة او مذقة لبن

یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے گا جو ایک کھجور یا گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ دودھ پلا دے۔

١١- وهو شهر اوله رحمة واوسطه مغفرة وآخره عتق من النار۔

اس ماہ کا پہلا رحمت، درمیانہ حصہ مغفرت وبخشش اور آخری حصہ آگ سے آزادی کا ہوتا ہے۔

١٢- من خفف مملوكه فيه غفر الله له واعتقه من النار

جس نے اپنے ملازم کے بوجھ کو اس میں ہلکا کیا اللہ تعالےٰ اسے بخش دے گا اور دوزخ سے آزادی عطا فرمائے گا۔

١٣- واستكثروا فيه من اربعة خصال خصلتين ترضون بهما ربكم وخصلتين لا غناء بكم عنها

اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھو ان میں دو ایسی ہیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو اور دو ایسی ہیں جن کے بغیر تمہارا گزارہ نہیں ہو سکتا۔

۱۴- اما الخصلتان اللتان ترضون بهما ربکم فشهادة ان لا اله الا الله وتستغفرونه — وہ دو چیزیں جن سے اپنے رب کو راضی کرو کلمہ طیبہ کا ذکر اور استغفار و توبہ۔

۱۵- واما الخصلتان اللتان لا غناء بکم عنهما فتسالون الله الجنة وتعوذون به من النار — وہ دو چیزیں جن کے بغیر بخشش نہیں، اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو اور دوزخ سے اسکے دامن رحمت کی پناہ مانگو۔

۱۶- ومن سقی صائما سقاه الله من حوضی شربة لا یظمأ حتی یدخل الجنة (صحیح ابن خزیمہ) — اور جس نے کسی روزہ دار کو افطاری کے وقت، پانی پلایا اللہ تعالیٰ (روز قیامت) میرے حوض سے اسے وہ پانی پلائیں گے جس کے بعد دخول جنت تک پیاس نہیں لگے گی۔

تم کس کا استقبال کر رہے ہو؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

لما اقبل شهر رمضان — جب رمضان شریف آتا

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے فرماتے سبحان اللہ جانتے ہو۔

ماذا تستقبلون؟ — تم کس کا استقبال کر رہے ہو؟ اور

ماذا یستقبلکم؟ — تمہارا کون استقبال کر رہا ہے۔

توحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا بابی انت وامی یارسول اللہ، کوئی وحی نازل ہونے والی ہوگی یا کسی دشمن سے مڈبھیڑ ہونے والی ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ایسی کوئی بات نہیں تم۔

لکن شہر رمضان یغفر اللہ تعالیٰ فی اول لیلۃ لکل اھل ھذہ القبلۃ	رمضان کا استقبال کر رہے ہو جس کی پہلی رات تمام اہل قبلہ کو معاف کر دیا جاتا ہے ۔

(فضائل الاوقات للبیہقی، ۱۰۰)

۱۲- تلاوتِ قرآن میں کثرت

رمضان المبارک کے ساتھ قرآن مجید کا جو گہرا تعلق ہے وہ کسی پر مخفی نہیں اس کا نزول اسی ماہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس پر شروع ہوا۔ اس تعلق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون جان سکتا ہے۔ ان دونوں کا تعلق اس ارشاد نبوی سے بھی واضح ہو جاتا ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصیام و القرآن یشفعان للعبد یوم القیامۃ یقول الصیام ای رب منعتہ الطعام والشھوات بالنھار ویقول القرآن منعتہ النوم باللیل فشفعنی فیہ فیشفعان	روزہ اور قرآن قیامت کو بندے کی شفاعت کریں گے روزہ کہے گا اے اللہ میں نے اسے کھانے اور خواہشات سے دن کو روکے رکھا، قرآن کہے گا میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا میں اس کی شفاعت کرتا ہوں ہماری شفاعت قبول فرما۔

(مسند احمد، ۲، ۱۷۴)

اگرچہ پورا سال تلاوت قرآن آپ کا وظیفہ تھی مگر رمضان میں تلاوت میں اور کثرت فرماتے، سال کی بقیہ راتوں میں نوافل اور تہجد میں خوب قرآن پڑھتے مگر جب رمضان آجاتا تو اس کی راتوں میں پہلے سے بھی طویل قرأت کرتے،

مسند احمد میں ہے کہ آپ کے رازدان صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان المبارک کی راتوں میں آپ کی تلاوت کے بارے میں بیان کرتے ہیں مجھے ایک دفعہ رمضان کی رات میں آپ کی معیت میں نماز ادا کرنے کا شرف ملا،

فقرأ بالبقرة ثم بآل	آپ نے سورہ بقرہ پڑھی پھر آل
عمران ثم بالنساء لایمر	عمران، پھر النساء پڑھی جس آیت
بآیة تخویف الا وقف	میں خوف الٰہی کا ذکر آتا وہاں ٹھہر
وسأل فما صلی الرکعتین	کر اللہ تعالیٰ سے مانگتے ابھی آپ
حتی جاء بلال فاذن	نے دو رکعتیں مکمل نہیں کیں تھیں
بالصلاۃ	تو بلال نے فجر کی اذان دے دی۔

یعنی تمام رات قرآن کی تلاوت جاری رہی۔

امام ابن حجر مکی رمضان اور قرآن کے تعلق کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہی وجہ ہے۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم	آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی
یطیل القرآن فی قیام رمضان	راتوں میں دیگر راتوں کی نسبت
لیلاً اکثر من غیرہ	زیادہ تلاوت فرمایا کرتے۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۲۹۲)

۱۳۔ ہر رمضان میں سارا قرآن سناتے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ہر سال رمضان المبارک میں سارا قرآن مجید سناتے اور وصال کے سال دو دفعہ قرآن مجید سنایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا قرآن مجید کی

کونسی قرات افضل ہے انہوں نے فرمایا۔

قرأۃ عبد اللہ	حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرات سب سے افضل ہے۔

اس پر دلیل دیتے ہوئے فرمایا۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یعرض علیہ القرآن فی کل رمضان مرۃ الا العام الذی قبض فیہ فانہ عرض علیہ مرتین	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ہر رمضان میں ایک دفعہ مکمل قرآن سناتے، جس سال آپ کا وصال مبارک ہوا اس مرتبہ دو دفعہ آپ نے انہیں قرآن سنایا۔

(ابن سعد ۲-۳۴۲)

ان سے آپ قرآن مجید سنا بھی کرتے

انہی کو یہ شرف بھی حاصل ہے ان سے آپ قرآن مجید کی تلاوت سُنا کرتے۔

بخاری ومسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قرآن کی تلاوت سناؤ میں نے عرض کیا یارسول اللہ

اقرأ علیک وعلیک انزل	آپ صاحب قرآن ہیں میں کیسے آپکو سناؤں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انی احب ان اسمعہ من غیری	میں دوسرے کی زبان سے سننا پسند کرتا ہوں۔

میں نے سورہ نساء کی تلاوت کی جب میں اس آیت مبارک پہ پہنچا۔

فکیف اذا جئنا من کل امۃ	وہ کیا سماں ہوگا جب ہم ہر امت

بشهید وجئنا بک علی هولاء — سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ

شہیدا — کو ان تمام پر گواہ بنائیں گے۔

فرمایا کافی ہے۔ میں نے آپ کے چہرہ اقدس کی طرف دیکھا تو

فاذا عیناہ تذرفان — آپ کی مقدس آنکھیں آنسوؤں

سے تر تھیں۔

۱۴۔ جبریلِ امین کے ساتھ قرآن کا دور

رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کا یہ عالم تھا کہ حضرت جبریلِ امین رمضان کی ہر رات سدرہ چھوڑ کر حجرہ نبوی میں آجاتے۔ ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک جو حصہ قرآن نازل ہو چکا ہوتا اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کرتے یعنی جبریلِ امین آپ کو قرآن سناتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبریلِ امین کو سناتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے

وکان یلقاہ جبریل فی — رمضان کی ہر رات جبریلِ امین

کل لیلۃ من رمضان فید — آپ سے ملاقات کرتے اور آپ

ارسہ القرآن — سے قرآن کا دور کرتے۔

(البخاری، کتاب الصوم)

بعض روایات میں الفاظ کچھ یوں ہیں۔

فکان جبریل یتعاھدہ — جبریلِ امین ہر سال آتے تو ایک

کل سنۃ فیعارضہ بما — رمضان سے دوسرے رمضان

نزل علیہ من رمضان — تک قرآن مجید کے نازل شدہ حصہ

الی رمضان — کا آپ کے ساتھ دور کرتے۔

(فتح الباری ۹، ۳۱)

۱۵۔ آخری رمضان میں دو مرتبہ دور

اگرچہ ہر سال رمضان میں جبریل امین آپ سے ایک دفعہ قرآن کا دور کیا کرتے مگر جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا اس رمضان میں دو دفعہ جبریل امین نے آپ کے ساتھ قرآن کا دور کیا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وصال کے سال آپ نے مجھے فرمایا۔

ان جبریل کان یعرض علی القرآن فی کل سنۃ مرۃ فقد عرض علی العام مرتین	جبریل ہر سال مجھ سے قرآن کا دور ایک مرتبہ کرتے اس سال انہوں نے مجھ سے دو دفعہ دور کیا ہے۔

(ابن سعد، ۲۔ ۱۹۵)

۱۶۔ سخاوت کی برسات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات میں سب سے بڑے سخی ہیں، آپ کی بارگاہ سے سائل کبھی خالی نہیں لوٹا۔ اگر اس وقت کچھ پاس نہ ہوتا تو قرض اٹھا کر لوگوں کی ضروریات کو پورا فرماتے۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس شی کا بھی سوال کیا گیا آپ نے عطا فرمائی ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا مجھے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں آتی ہیں انکی مقدار عطا

کرو آپ نے اسے عطا کیں اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا۔

اسلموا فان محمد العطی	اسلام قبول کرو کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ
عطاء ما یخاف الفقر	علیہ وسلم اسی طرح سخاوت کرتے ہیں
(المسلم، کتاب الفضائل)	کہ انہیں فقر کی فکر ہی نہیں

۲- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ آپ کی سخاوت کے بارے میں بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مجھے نہایت ہی مبغوض اور ناپسند تھی لیکن مجھے آپ نے ہمیشہ اسقدر عطا فرمایا۔

حتی انہ لاحب الناس	کہ آپ مجھے سب سے بڑھ کر
الی	محبوب ہو گئے۔

(المسلم، کتاب الفضائل)

امام ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے موقعہ پر صفوان بن امیہ کو تین بار سو سو اونٹ عطا فرمائے۔

۳- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ہے حنین سے واپسی پر بہت سے دیہاتی لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ کر سوال کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لو کان لی عدد هذه العضاه	اگر ان درختوں کی مانند میرے
نعماً قسمته بینکم ثم لا	پاس مال و دولت ہوتی تو میں
تجدونی بخیلاً ولا کذوبا	تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا تم
ولا جبانا	مجھے اس معاملہ میں بخیل، جھوٹا اور
(البخاری، کتاب الجہاد)	بزدل نہ پاتے۔

۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے

ماسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً فقال لا
(البخاری، کتاب الادب)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بھی مانگا گیا آپ نے کبھی انکار نہیں فرمایا۔

خود اپنی زندگی فقر و فاقہ میں بسر فرماتے مگر لوگوں پر عطیات کی ایسی بارش فرماتے کہ قیصر و کسریٰ بھی اس پر حیران ہو جاتے پھر آپ کی سخاوت محض مال و دولت لٹانے تک ہی محدود نہ تھی بلکہ تمام انواع سخاوت پر مشتمل تھی۔

من بذل العلم والمال وبذل نفسه لله تعالٰی فی اظہار دینه وھدایة عبادہ وایصال النفع الیھم بکل طریق من اطعام جائعھم ووعظ جاھلھم وقضاء حوائجھم وتحمل اثقالھم

اگر وہاں مال لٹایا جاتا تھا تو علم بھی تقسیم کیا جاتا تھا اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب اور اس کے بندوں کی رہنمائی کے لیے جد وجہد کی جاتی مثلاً بھوکوں کو کھانا کھلانا، جہال کو نصیحت کرنا، خلقت کی حاجتوں کو پورا کرنا اور ان کے بوجھوں کو بانٹنا بھی تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت مبارکہ اعلان نبوت کے بعد شروع نہیں ہوئی بلکہ جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کے ساتھ میل جول ہوا اس وقت سے ہے اعلان نبوت کے وقت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہ نے جن کلمات کے ساتھ آپ کی مدح کی ہے وہ ملاحظہ کیجئے۔

واللہ لا یخزیك اللہ ابدا انك تصل الرحم وتقری الضیف وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتعین علی نوائب الحق
(البخاری، باب بدء الوحی)

اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی پریشان نہیں فرمائے گا کیونکہ آپ تو رشتہ کو جوڑنے والے، مہمان نواز، لوگوں کا بوجھ اٹھانے والے، بےسہاروں کا سہارا اور حق کی راہ میں مشکلات پر تعاون فرمانے والے ہیں

ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت میں ہر دن رات اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ جب رمضان المبارک کا چاند طلوع ہوتا تو سخاوت میں اور اضافہ فرما دیتے صحابہ کا بیان ہے ہم نے رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کی برسات کو تیز ہوا سے بڑھ کر دیکھا ہے۔

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے مگر۔

وکان اجود ما یکون فی شہر رمضان	ماہ رمضان میں آپ کی سخاوت اور زیادہ ہو جاتی۔

روایت کے آخری الفاظ ہیں۔

فاذا لقیہ جبریل کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اجود بالخیر من الریح المرسلۃ	جب جبریل امین آجاتے تو آپ کی سخاوت کی برسات کا مقابلہ تیز ہوا نہ کر پاتی۔

(البخاری، کتاب الصیام)

ابن سعد میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

فاذا اصبح النبی صلی اللّٰہ علیہ من لیلۃ التی یعرض فیہا ما یعرض اصبح وھو اجود من الریح المرسلۃ لا یسأل شیأ الا اعطاہ	رات کو جبریل امین آپ سے قرآن کا دور کرتے جب صبح ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیز ہوا سے بھی بڑھ کر سخاوت فرماتے۔ آپ سے جو شے بھی مانگی جاتی آپ عطا فرماتے۔

(الطبقات، ۲- ۱۹۵)

○

کثرت جود و سخا کی حکمتیں

رمضان المبارک میں سخاوت میں اضافہ کی متعدد حکمتیں ہیں۔

۱۔ ماہ رمضان میں اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر انعامات و اکرام میں اضافہ فرما دیتے ہیں۔

فکان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یؤثر متابعۃ سنۃ اللّٰہ فی عبادہ

(غایۃ الاحسان، ۲۴)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بندوں کے بارے میں سنتِ الٰہیہ کو اپناتے اور جود و سخا میں اضافہ کر دیتے۔

۲۔ رمضان میں صدقہ دیگر مہینوں کے صدقہ سے افضل ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

افضل الصدقۃ صدقۃ فی رمضان

(کنز العمال، ۱۶۲۴۹)

رمضان میں صدقہ دیگر صدقات سے افضل ہوتا ہے۔

۳۔ روزہ داروں اور طاعتِ الٰہی بجالانے والوں کی اعانت ہے اور اس سے ان کی مثل اجر نصیب ہوتا ہے، حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من فطر صائما کان لہ مثل اجرہ غیر انہ لا ینقص من اجر الصائم شئی

(الترمذی، کتاب الصوم)

جس کسی نے روزہ افطار کروایا اسے اس کی مثل اجر ملے گا اور روزہ دار کے اجر میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی۔

۴ - رمضان المبارک خصوصی طور پر غمخواری اور تعاون کا مہینہ ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وشھر المواساۃ وشھر یزاد	رمضان کا مہینہ غمخواری کا مہینہ ہے
فی رزق المومن فیہ	اور اس میں مومن کے رزق میں
(صحیح ابن خزیمہ)	اضافہ کیا جاتا ہے۔

۵ - روزہ اور صدقہ کا اجتماع حصول جنت کا سبب ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک محل ہے جس کا باہر، اندر اور اندر سے باہر سے دکھائی دے گا صحابہ نے عرض کیا۔

لمن ھی یا رسول اللہ ؟	یا رسول اللہ یہ کس کا ہوگا !

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لمن طیب الکلام واطعم	اس کا ہے جس نے کلام اچھا و پاکیزہ
الطعام وادام الصیام وصلی	کیا، کھانا کھلایا، روزہ رکھا اور اس
باللیل والناس نیام	وقت رات کو نماز پڑھی جب لوگ
(الترمذی، ۱۹۸۵)	سو جائیں۔

۶ - چونکہ جبریل امین کی آمد محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام محبت ہوتا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقعہ پر خوب صدقات فرماتے۔ اس سے ائمہ امت نے یہ استدلال فرمایا جب کسی صالح شخص سے ملاقات نصیب ہو تو آدمی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے مخلوق خدا پر خرچ کرے۔ شارح مسلم امام نووی فوائد حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں زیادۃ الجود والخیر عند لقائہ، اس حدیث میں یہ تعلیم ہے جب کسی نیک آدمی سے ملاقات ہو تو خوب سخاوت کرنی چاہیے (شرح نووی ۱۵ - ۶۹)

خصوصی نوٹ

جب ہر نیک و صالح کی ملاقات پر یہ معمول نہایت ہی پسندیدہ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے تو جب اس امت کو اللہ تعالے نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے تو اس وقت امتی کا خوشی کا اظہار کرتے ہوئے صدقات وخیرات کرنا کتنا پسندیدہ عمل ہوگا؟

جن لوگوں کو آپ کی غلامی واتباع سے صالحیت نصیب ہوئی ان کی ملاقات و زیارت کے وقت اظہار خوشی اور صدقات وخیرات کو جائز سمجھنا اور ان کے مقتدا اور سرچشمہ ہدایت ونور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے موقعہ پر ان اعمال کو بدعت قرار دینا خود سوچئے کتنا بڑا ظلم وزیادتی ہوگی؟

۱۷ قیدیوں کو آزاد فرماتے

رمضان المبارک میں سخاوت، فیاضی کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ قیدیوں کو آزاد فرماتے۔ امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے اور ابن سعد نے طبقات میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا جب رمضان المبارک شروع ہوتا تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

اطلق کل اسیر واعطی کل سائل	آپ تمام قیدیوں کو آزاد اور ہر سوالی کو عطا فرماتے۔

(فضائل الاوقات، ۱۴۴)

امام عبدالرؤف المناوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

وفیہ ندب عتق الاسارى عند اقبال رمضان والتوسعة	اس معمول نبوی میں یہ تعلیم ہے کہ آمد رمضان پر قیدیوں کو رعایت

علی الفقراء والمساکین — دی جائے اور فقراء و مساکین پر
(فیض القدیر، ۵: ۱۳۲) — خوب خرچ کیا جائے۔

۱۸۔ حالت روزہ میں مسواک فرمایا کرتے

مسواک کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو پیار تھا وہ ہر صاحب فہم پر واضح ہے، حالت روزہ میں بھی آپ مسواک فرمایا کرتے تھے۔

ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک معمول ان الفاظ میں مروی ہے۔

رائیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستاک وھو صائم مالا اعد ولا احصی

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت روزہ میں بے شمار اور لاتعداد دفعہ مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

ابن ماجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عالی منقول ہے

خیر خصال الصائم السواک (السنن الکبریٰ، ۴: ۲۷۲)

روزہ دار کی بہتر خصلت مسواک کرنا ہے۔

۱۹۔ پچھنے لگوا لیتے

جسم سے فاسد مواد خارج کرنے کے لیے پچھنے لگوائے جاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احتجم وھو صائم (متفق علیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت روزہ میں پچھنے لگواتے۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ خون کا عطیہ دینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہاں اسقدر نہ دیا جائے کہ کمزوری کی وجہ سے روزہ ختم کرنا پڑے۔

۲۰۔ سرمہ لگا لیتے

روزہ کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آنکھوں میں سرمہ لگا لیتے تھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کان یکتحل وھو صائم	حالت روزہ میں سرمہ لگا لیا کرتے

(ابو داؤد، کتاب الصیام)

امام ابو داؤد نے یہ تصریح فرمائی ہے جس روایت میں حالتِ روزہ میں سرمہ لگانے سے منع کیا گیا ہے اس کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے واضح کہہ دیا ہے۔

ھو حدیث منکر	وہ روایت منکر ہے یعنی قابل
(ابو داؤد، کتاب الصیام)	استدلال نہیں۔

۲۱۔ سترہ رمضان کی صبح قبا تشریف لے جاتے

جس طرح ہر ہفتہ کے دن قبا تشریف جانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، اسی طرح رمضان المبارک کے سترہویں صبح بھی آپ قبا تشریف لے جاتے خواہ وہ کونسا دن ہوتا شیخ ابو موسیٰ المدائنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یأتی قباء صبیحۃ سبع	رمضان کی سترہ تاریخ کو قبا تشریف

عشرتو من رمضان ای	ے جایا کرتے خواہ وہ کونسا
یوم کان	دن ہوتا۔

(اتحاف اھل الاسلام، ۲۰۳)

۲۲۔ ٹھنڈک حاصل فرماتے

اگر گرمی شدید ہوتی تو حالت روزہ میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے سر اقدس پر پانی ڈالتے، ابوداؤد میں ایک صحابی سے مروی ہے۔

رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالعرج یصب علی رأسہ الماء وھو صائم من العطش او من الحر	میں نے مقام عرج پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ کے حال میں دیکھا کہ پیاس یا گرمی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر پانی ڈالا جا رہا ہے

(ابوداؤد، باب الصائم یصب علیہ الماء)

عرج مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے۔

بل ثوبا فالقی علیہ وھو صائم	حالت روزہ میں تر کپڑا ان پر ڈالا جاتا تھا۔

(الصیام و رمضان، ۲۳۵)

یاد رہے ایسے عمل کے ذریعے عبادت میں بے صبری اور تنگی کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ورنہ اس میں کراہت ہے۔ یہ محض عبادت میں تعاون کے لیے ہونا چاہیئے۔

۲۲۔ ماہ رمضان کی اہمیت وفضیلت بیان فرماتے

جیسا کہ خطبہ مبارک سے واضح ہوا صحابہ کے سامنے ماہ رمضان کی اہمیت اور فضیلت بیان فرماتے تاکہ امت اس کی خوب قدر کرے اور اس میں عبادت الٰہی میں اضافہ کرے۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب رمضان شروع ہوتا ہے۔

فتحت ابواب الجنۃ و غلقت	جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے
ابواب النار و صفدت الشیاطین	ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دیئے
(بخاری و مسلم)	جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے

۲۔ ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے انہی سے مذکورہ الفاظ کے بعد نقل کیا کہ رمضان کی ہر رات ندا دینے والا یہ ندا دیتا ہے۔

یا باغی الخیر اقبل و یا باغی	اے خیر کا لانے والے اس میں جلدی کر اور
الشر اقصر و للہ عتقاء من	اے شر کے درپے اس سے باز آجا، اسکی ہر
النار و ذلک کل لیلۃ	رات اللہ تعالٰے دوزخیوں کو آزاد فرماتا
(السنن الکبریٰ، ۴، ۳۰۳)	ہے۔

۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رمضان کی ہر رات یہ آواز دی جاتی ہے کوئی ہے معافی مانگنے والا اسے معافی دیدی جائے، کوئی ہے دعا کرنے والا اس کی دعا قبول کی جائے، کوئی ہے سائل اسے عطا کیا جائے، ہر روز افطار کے وقت

عتقاء من النار ستون الفا	ساٹھ ہزار دوزخی آزاد کیے جاتے

فاذا کان یوم الفطر اعتق مثل ما اعتق فی جمیع الشھر
پس جب عید کا دن آتا ہے تو تمام ماہ میں آزاد کردہ دوزخیوں کی مقدار کے برابر افراد کو آزادی دی جاتی ہے۔

(کنز العمال، ۴-۲۳۷)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے ہر دن اور رات میں اللہ تعالےٰ

الف الف عتیق من النار
ایک کروڑ آدمی کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے

اور جب رمضان کی انتیس رات آتی ہے تو

اعتق اللہ فیہا مثل جمیع ما اعتق فی کل شھر
تمام ماہ میں آزاد کردہ کی مقدار اس میں آزاد کیے جاتے ہیں۔

(اتحاف، ۴۶)

۵۔ امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

سید الشھور رمضان وسید الایام الجمعة
تمام مہینوں کا سردار رمضان اور تمام دنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے۔

(ابن عساکر، ۷: ۲۵۶)

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے حالتِ ایمان اور رضائے الٰہی کی خاطر رکھے۔

غفرلہ ما تقدم من ذنبہ
اسکے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں

(بخاری ومسلم)

۷۔ طبرانی نے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک آدمی دیکھا جو پیاس کی وجہ سے زبان لٹکائے ہوئے تھا وہ جب بھی حوض کی طرف آتا اسے دور کر دیا جاتا

فجاءہ صیام رمضان فسقاہ ورواہ	انکے پاس رمضان کے روزے آتے اور انہوں نے
(رسالہ رمضان، ۶۹)	اسے خوب سیر کر کے پانی پلایا

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کی خاطر ابتدا سال سے لے کر دوسرے سال تک جنت کو خوب سجایا جاتا ہے۔

فاذا کان اول یوم من رمضان	جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے
ہبت ریح تحت العرش من	تو عرش کے نیچے سے جنت کے
ورق الجنۃ علی الحور العین	پتوں، حوروں پر ہوا چلتی ہے۔

اور وہ حوریں کہتی ہیں اے ہمارے رب اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے ایسے خاوند بنا جس کے ساتھ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، اور ان کی آنکھیں ہماری وجہ سے ٹھنڈی ہوں (شعب الایمان بیہقی)

۹۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی آمد پر ایک دن فرمایا۔

اتاکم رمضان شھر برکۃ	تمہارے پاس ماہ برکت رمضان آیا ہے
یغشاکم اللہ فیہ ینزل	اللہ تعالیٰ اس میں تم پر خصوصی توجہ فرماتا ہے
الرحمۃ ویحط الخطایا و	اپنی رحمت نازل فرماتے ہوئے گناہ معاف
یستجیب فیہ الدعا ینظر	اور دعائیں قبول فرماتا ہے، اس میں تمہارے
اللہ تعالیٰ الی تنافسکم فیہ	شوق و ذوق کو ملاحظہ فرماتا ہے اور ملائکہ میں

دیباھی یکم ملائکۃ — تم پر فخر فرماتا ہے۔

لہٰذا تم اس میں خوب نیکی و خیر بجالاو، بد بخت ہے جو اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی آخری رات کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا

یغفر لامته فی اخر لیلة فی رمضان	رمضان کی آخری رات میں امت کی بخشش کردی جاتی ہے۔

عرض کیا گیا یارسول اللہ

اھی لیلة القدر؟	کیا وہ لیلۃ القدر کی رات ہوتی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا ولکن العامل انما یوفی اجرہ اذا قضی عملہ (مسند احمد)	نہیں لیکن کام مکمل کرنے والے کو اس کی محنت پر کامل اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔

۲۴۔ روزے کی فضیلت بیان فرماتے

رمضان کی اہمیت کے ساتھ ساتھ روزے کی فضیلت و اہمیت بھی اجاگر فرماتے۔

۱۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصیام جنة من النار کجنة احدکم من القتال (النسائی، کتاب الصیام)	روزہ دوزخ سے محفوظ رکھنے والا ہے جیسے ڈھال تمہیں قتال کے موقع پر محفوظ رکھتی ہے۔

امام بیہقی نے انہی سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

الصوم جنة من عذاب اللہ — روزہ اللہ کے عذاب سے ڈھال ہے

(اتحاف، ۲۵۰)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے اللہ تعالےٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

حصنا امتی الصیام والقیام — میری امت کی دو حفاظت گاہیں ہیں

(مسند احمد، طبرانی) — روزہ اور رات کا قیام،

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کل حسنة لعشر امثالہا الی سبعمائة — ہر نیکی کا اجر دس سے لے کر سات

ضعف الا الصوم — سو تک ہے مگر روزہ (اس کے اجر کی

(فتح الباری، ۴، ۱۱۰) — کوئی حد نہیں

۴۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ کا ارشاد گرامی ہے

ان الصوم لی وانا اجزی بہ — روزہ میرے لیے ہوتا ہے اور

(المسلم، کتاب الصیام) — میں اس کی جزا ہوں۔

۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شئی کی زکوٰۃ ہے۔

وزکاة الجسد الصوم — جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

(المعجم الکبیر، ۶، ۲۳۸)

۶۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہر شی کا ایک دروازہ ہوتا ہے۔

وباب العبادۃ الصیام — عبادت کا دروازہ روزہ ہے

(اتحاف السادۃ المتقین، ۴، ۹۲)

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصیام نصف الصبر — روزہ، صبر کا نصف ہے

یاد رہے ایک روایت میں صبر کو نصف ایمان فرمایا گیا ہے لہذا روزہ ایمان کا چوتھائی قرار پائے گا۔

۸۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دن روزہ رکھا۔

باعد اللہ منہ جھنم مسیرۃ مائۃ عام — اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دوزخ سے سو سال کی مسافت دور فرمادیگا

(النسائی)

۹۔ نسائی اور ابن خزیمہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ مجھے کسی عمل کی نصیحت فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

علیک بالصوم فانہ لاعدل لہ — روزہ رکھا کرو اس کے برابر کوئی نہیں

میں نے دوبارہ عرض کیا یارسول اللہ

مرنی بعمل؟ — مجھے اور کوئی عمل بتائیے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

علیک بالصوم فانہ لامثیل لہ — روزہ رکھا کرو اس کا کوئی بدل نہیں۔

میں نے سہ بار عرض کیا یا رسول اللہ اس کے علاوہ کوئی عمل فرمایا

علیک بالصوم فانہ لا مثل لہ	روزہ دار بنو روزہ کی مثل ہی نہیں۔

صحیح ابن حبان میں اسی روایت کے الفاظ یہ ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ

دلنی علی عمل ادخل بہ الجنۃ	مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس کی وجہ سے میں جنتی ہو جاؤں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

علیک بالصوم فانہ لا مثیل لہ	روزہ رکھا کرو اس کی کوئی مثل نہیں

راوی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ اسقدر روزہ کے پابند ہو گئے۔

لا یری فی بیتہ الدخان نہاراً الا اذا نزل بہم ضیف	ان کے گھر دن کا اگر چولہا جلتا تو محسوس ہو جاتا آج کوئی مہمان آیا ہوا ہے۔

(غایۃ الاحسان، ۳۵)

یعنی مہمان کی وجہ سے دن کو کھانا پکتا ورنہ نہیں۔

۴۵ روزہ دار کی فضیلت بیان فرماتے

رمضان المبارک اور روزہ کی برکات کے ساتھ ساتھ روزہ دار کا مقام مرتبہ بھی بیان فرماتے۔

جنت میں خصوصی دروازہ سے داخلہ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام "ریان" ہے روز قیامت فرمایا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں؟ آواز سن کر روزہ دار کھڑے ہوں گے انہیں ریان دروازے سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

فاذا دخلوا غلق علیھم فلم یدخل منہ احد (بخاری ومسلم)

جب روزہ دار داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی داخل نہ ہوگا۔

کبھی پیاس نہیں لگے گی

انہی سے یہ مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس دروازے سے داخل ہوگا وہ ایسا مشروب پیئے گا۔

ومن شرب لم یظمأ ابدا (النسائی، کتاب الصیام)

جو اسے پی لے گا اسے کبھی پیاس محسوس نہ ہوگی۔

روزہ دار کے لئے پانچ بشارتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کو رمضان کے حوالے سے ایسی پانچ چیزیں عطا ہوئی ہیں جو سابقہ کسی امت کو نصیب نہیں ہوئیں۔

۱۔ خلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک	روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔
۲۔ تستغفر لھم الحیتان حتی یفطروا	افطار تک سمندر کی مچھلیاں روزہ داروں کے لئے دعا کرتی ہیں۔
۳۔ یزین اللہ عز وجل کل یوم جنتہ	ہر روز جنت کو مزین کیا جاتا ہے۔
۴۔ تصفد فیہ مردۃ الشیاطین	شیاطین کو رمضان میں قید کر دیا جاتا ہے۔
۵۔ یغفر لھم فی اخر لیلۃ	آخری رات امت کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

ہر وقت عبادت میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار ہر وقت عبادت میں ہوتا ہے۔

وان کان نائما علی فراشہ — اگرچہ وہ بستر پر سویا ہوا ہو

(کنز العمال، ۲۳۸۶۲)

جنت کا کھانا اور مشروب

انہی سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے روزے نے کھانے پینے سے روک رکھا۔

اطعمہ اللہ من ثمار	اللہ تعالٰے جنت سے اسے پھل
الجنۃ وسقاہ من شرابہا	کھلائے گا اور جنت کے شروب سے
(اتحاف اہل الاسلام، ٣٦)	اسے سیراب فرمائے گا۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔

فرحۃ عند فطرہ وفرحۃ	ایک خوشی بوقت افطار اور دوسری
عند لقاء ربہ	اپنے رب تعالٰے سے ملاقات کے
(مسند احمد، ۲: ۱۰۱)	وقت

روزہ دار کے لئے ملائکہ کی دعا

ایک آدمی نے اگر نفل روزہ رکھا ہوا ہے دوسرا آدمی اس کے پاس کھارہا ہے تو جب تک کھانے والا فارغ نہیں ہوتا روزہ دار کے لئے اللہ تعالٰے کے فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کے پاس جب کوئی کھانا کھاتا ہے

لم تزل یصلی علیہ الملائکۃ	تو ملائکہ اس کے فارغ ہوتے
حتی یفرغ من طعامہ	تک روزہ دار کے لیے اللہ تعالٰے
(مسند احمد، ۶: ۳۶۵)	سے دعا کرتے ہیں۔

۲۶۔روزہ کی نیت

یاد رہے کسی عمل کا ثواب نیت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

انما الاعمال بالنیات — اعمال کا مدار نیت پر ہے۔

نیت دل کے عزم اور مصمم ارادے کا نام ہے یعنی عمل کرتے وقت انسان یہ ارادہ کرے میں یہ کام اپنے خالق و مالک کی رضا جوئی کے لئے کر رہا ہوں روزہ تو نام ہی طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کھانے پینے اور جماع سے رک جاتا ہے۔

قضا اور کفارہ روزہ کی نیّت

اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ قضا و کفارہ کے روزہ کی رات کو نیت کرنا ضروری ہے امام نووی فرماتے ہیں۔

ولا نعلم احد اخالف فی ذلک — ہمارے علم میں اس بارے میں کسی کو اختلاف نہیں۔

(المجموع ۶، ۳۳۷)

روزہ رمضان کی نیت

اس بارے میں اختلاف ہے دیگر علماء کی رائے یہ ہے کہ رات ہی کو نیت کرنا ضروری ہے لیکن علماء احناف کی تحقیق یہ ہے کہ روزہ کا اکثر حصہ گزر جانے سے پہلے نیت کر لینے سے روزہ ادا ہو جائے گا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عاشوراء میں ایک آدمی کو حکم دیا جاؤ یہ اعلان کر دو۔

ان من اکل فلیصم ومن لم یاکل فلا یاکل (البخاری)	جس نے کھایا ہوا ہے وہ روزہ رکھ لے اور جس نے نہیں کھایا وہ اب نہ کھائے

دیگر لوگوں کی دلیل یہ روایت ہے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من لم یبیت الصیام من اللیل فلا صیام لہ (النسائی)	جس نے رات نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں۔

روایت کے بارے میں احناف کا موقف ہے کہ یہ مرفوع نہیں بلکہ موقوف ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں۔

والصحیح عن ابن عمر موقوف	صحیح یہی ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے

امام ترمذی کی رائے ہے

الموقوف اصح	اصح یہی ہے کہ یہ صحابی کا قول ہے۔

امام نسائی کی تحقیق یہ ہے

الصواب عندی انہ موقوف ولم یصح رفعہ (فقہ الصوم، ۲، ۵:۲۰)	میرے نزدیک درست یہی ہے کہ یہ موقوف ہے اور اس کا فرمان نبوی ہونا صحیح نہیں۔

اگر اسے مرفوع تسلیم کر لیا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ کامل روزہ وہ ہے جس کی نیت رات کو کر لی جائے امام بدرالدین عینی احناف کی طرف سے یہی بات یوں بیان کرتے ہیں۔

بعد التسلیم بصحتہ وسلامتہ عن الاضطراب بانہ محمول علی نفی الفضیلۃ والکمال کما فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلاۃ لجار المسجد الا فی المسجد۔
(عمدۃ القاری ۱۰: ۳۰۶)

اگر اسے صحیح اور اضطراب سے محفوظ مان ہی لیا جائے تو یہ نفی فضیلت و کمال پر محمول ہوگی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے علاوہ نہیں ہوتی۔

۲۷۔ سحری تناول فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں سحری تناول فرماتے اور اسے غدا مبارک (صبح کا بابرکت کھانا) قرار دیتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سحری کے وقت فرمایا کھانے کے لیے کچھ لاؤ۔

فاتیتہ بتمر واناء فیہ ماء — میں نے آپ کی خدمت اقدس میں کھجور اور پانی پیش کیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انظر رجلاً یاکل معی — دیکھو کوئی ہے جو میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔

میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے ستو تناول کیے ہیں اور روزہ کی نیت کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہم نے بھی تو روزہ رکھنا ہے۔ تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری میں شریک ہوتے (النسائی، السحور بالسویق والتمر)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی سے ہے

تسحر نا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کیا کرتے تھے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب سحری ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرمایا کرتے۔

قربی الینا الغداء المبارك	ہمارے لیے صبح کا بابرکت کھانا لاؤ

(النسائی، کتاب الصیام)

ایک صحابی سے مروی ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سحری کے وقت گیا۔

دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یتسحر	جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں داخل ہوا تو آپ سحری فرما رہے تھے۔

فرمانے لگے۔

انہا برکۃ اعطاکم اللہ ایاھا فلا تدعوہ (النسائی، فضل السحور)	سحری سراپا برکت ہے اللہ تعالیٰ نے خصوصاً یہ تمہیں عطا فرمائی ہے اسے ترک نہ کیا کرو۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السحور فی رمضان قال ھلم الی الغداء المبارک	مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی سحری میں شرکت کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا آؤ بابرکت کھانے میں شریک ہو جاؤ۔

(مسند احمد، ۴: ۱۲۶)

۲۸۔ سحری کو غدا مبارک قرار دیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کو صبح کا بابرکت کھانا قرار دیا جیسا کہ بعض مذکورہ روایات میں ذکر ہوا۔

حضرت معدی کرب رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سحری کھانے کا حکم ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا۔

فانہ ھو الغداء المبارک	کیونکہ یہ صبح کا بابرکت کھانا ہے

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سحری میں شرکت کی دعوت دیتے ہوئے یہ کلمات سنے۔

ھلموا الی الغداء المبارک	صبح کے بابرکت کھانے میں آؤ شرکت کرو۔

(النسائی، تسمیۃ السحور غداء)

۲۹۔ سحری کھجور سے فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطاری کی طرح سحری بھی کھجور سے فرماتے اور وہ بھی زیادہ نہیں ہوا کرتی تھیں بلکہ اکثر فقط دو کھجوریں اور پانی ہوتا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس جو سحری پیش کی جاتی تھی۔

ربما لم یکن الا تمرتین — وہ اکثر دو کھجوریں ہوا کرتی تھیں

(مع الرسول فی رمضان، ۲۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں سحری کا بندوبست کرو۔

فاتیتہ بتمر واناء فیہ ماء — تو میں نے کھجور اور ایک برتن میں پانی لاکر پیش کیا۔

(النسائی، السحور بالتمر)

۳۰۔ کھجور کو بہترین سحری قرار دیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے ساتھ سحری کرنے کو بہترین سحری قرار دیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نعم سحور المومن التمر — مومن کی بہترین سحری کھجور ہے

(ابو داؤد، ۲۳۴۵)

امام طبرانی نے حضرت سائب بن یزید اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

نعم السحور التمر — بہترین سحری کھجور ہے۔

(المعجم الکبیر، ۷: ۱۸۹، ۷: ۲۸۳)

کسی بھی شئی سے سحری کی جا سکتی ہے؟

باقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لیئے کسی شئی کو بھی مخصوص نہیں فرمایا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اراد ان یصوم فلیتسحر بشیٔ	جو بھی روزے رکھنا چاہے وہ کسی نہ کسی شئی سے سحری کرلے

(مسند احمد، ۳: ۳۶۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تسحروا ولو بشربۃ من ماء	سحری کرو خواہ پانی کا ایک گھونٹ ہو۔

(الکامل لابن عدی، ۲: ۶۷۶)

امت مسلمہ اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق

سحری کو امت مسلمہ اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق قرار دیا، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فصل ما بین صیامنا وصیام اھل الکتاب اکلۃ السحر	ہمارے روزے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان سحری تناول کرنے کا فرق ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد)

۳۱ امت کو سحری کرنے کی تعلیم دی

اپنی امت کو رمضان المبارک میں سحری کرنے کی تعلیم دی تاکہ امت

مشقت میں نہ پڑے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تسحروا فان فی السحور	سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں
برکۃ	برکت ہے۔

(المسلم، کتاب الصیام)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

السحور کلہ برکۃ فلا تدعوہ	سحری سراپا برکت ہے اسے
(مسند احمد، ۳ : ۱۲)	ترک نہ کیا کرو۔

سحری کرنے والوں پر اللہ کی رحمتیں

مذکورہ روایت میں ہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کرو اگرچہ پانی کے گھونٹ پر ہو

فان اللہ وملائکتہ	اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے
یصلون علی المتسحرین	سحری کرنے والوں پر رحمتیں نازل
(مسند احمد، ۳ : ۱۲)	کرتے ہیں۔

۳۲۔ سحری میں برکت کی دعا فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی سحری میں برکت کی دعا بھی فرمائی، امام دار قطنی نے "الافراد" میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا نقل کی ہے

اللھم بارک لامتی	اے اللہ میری امت کی سحری

نی سحورنا ھا میں برکت عطا فرما۔

اس کے بعد فرمایا سحری کیا کرو اگرچہ پانی کا گھونٹ ہو یا ایک کھجور ہو یا زبیب کے دانے ہو کیونکہ سحری کرنے والوں کے لیئے ملائکہ دعا کرتے ہیں۔ (اتحاف اہل الاسلام، ۱۶۵)

۳۳۔ سحری کرنے والوں کے لیئے دعا فرماتے

سحری کے ساتھ ساتھ سحری کرنے والوں کو بھی اپنی مبارک دعا سے نوازا، امام طبرانی نے حضرت ابوسوید رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا روایت کی ہے۔

اللھم صل علی المتسحرین — اے اللہ سحری کرنے والوں پر اپنی رحمتوں کا نزول فرما۔

(اتحاف، ۱۶۶)

۳۴۔ سحری کے فوائد وحکمتیں بیان فرماتے

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کو سراپا برکت قرار دیا جیسا کہ اوپر بیان ہوا واقعۃً اس طعام سے بڑھ کر برکت والا طعام کون ہو سکتا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طاعت وفرمانبرداری کا سبب بنے۔

۲۔ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کی مخالفت قرار دیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

۳۔ یہ روزہ رکھنے میں معاون ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

استعینوا بطعام السحر علی صیام النھار وبقیلولۃ — سحری کے کھانے سے دن کے روزہ پر اور رات کے قیام پر

النهار علی قیام اللیل — دن کے قیلولے سے مدد حاصل کرو

(ابن ماجہ، المستدرک، ۱: ۴۲۵)

۳۵۔ سحری میں تاخیر فرماتے

سحری تناول فرمانے میں جلدی نہ کرتے بلکہ اس میں خوب تاخیر سے کام لیتے یعنی طلوع فجر کے قریب سحری کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم انبیا کی جماعت ہیں۔

امرنا ان نؤخر سحورنا — ہمیں سحری میں تاخیر کا حکم دیا گیا ہے۔

(السنن الکبری، کتاب الصیام)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سحری کی۔ پھر دونوں نماز فجر کے لیے نکلے راوی حدیث نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا سحری سے فراغت اور نماز کے درمیان کتنا وقت تھا؟ تو انھوں نے فرمایا!

قدر ما یقرأ الانسان خمسین آیۃ — اتنے وقت میں آدمی قرآن کی پچاس آیات کی تلاوت کر سکتا ہے۔

(بخاری باب وقت الفجر)

دوسری روایت میں سحری اور اذان کے درمیان اتنا وقت بیان ہوا ہے (البخاری، کتاب الصوم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کرنے کا شرف حاصل تھا ان سے عرض کیا گیا۔

ای ساعۃ تسحرت مع — آپ نے کونسے وقت میں

لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کی؟

تو انہوں نے فرمایا۔

هو النهار الا ان الشمس لم تطلع	خوب روشنی ہو چکی تھی البتہ سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔

(النسائی)

یعنی طلوع فجر کے قریب سحری کی تھی۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں اپنے گھر سحری کرتا

ثم تكون سرعتي ان ادرك السجود مع رسول الله صلى الله عليه وسلم	پھر بڑی جلدی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کے لیے حاضر ہو جاتا۔

(البخاری کتاب الصوم)

بخاری کی ہی دوسری روایت کے الفاظ ہیں میں سحری کرتا۔

ثم يكون سرعة بي ان ادرك صلاة الفجر مع رسول الله	اور پھر جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز فجر ادا کرنے کے لیے
(البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ)	حاضر ہو جاتا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں نماز فجر کی اطلاع کے لیے حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ رکھنے کا ارادہ تھا۔

فدعا بقدح فشرب و سقاني ثم خرج الى	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا اس سے خود بھی پیا

المسجد للصلاة	اور مجھے بھی پلایا اس کے بعد
(مسند احمد)	نماز کے لیے مسجد کی طرف تشریف
	لائے۔

اگر بلال نہ ہوتے

مصنف عبدالرزاق میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ سحری فرما رہے تھے حضرت بلال نے عرض کیا یارسول اللہ نماز. آپ نے سحری جاری رکھی دوبارہ حاضر ہوئے تو ابھی سحری فرما رہے تھے سہ بارہ عرض کیا یارسول اللہ

قد واللہ اصبحت	اللہ کی قسم صبح ہوگئی ہے۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ بلال پر رحم فرمائے۔

لولا بلال لرجونا ان	اگر بلال نہ ہوتے تو امید تھی
یرخص لنا حتی تطلع الشمس	ہمیں طلوع آفتاب تک سحری
(ھکذا صام رسول اللہ، ۵۸)	کی اجازت مل جاتی۔

ان روایات سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سحری طلوعِ فجر کے بالکل قریب فرمایا کرتے۔

شیخ ابنِ ابی جمرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سحری اور اس میں تاخیر کی حکمت یوں تحریر کرتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
علیہ وسلم ینظر ما ھو الا	امت پر شفقت فرماتے ہوئے ایسے
رفق با لله فیفعلہ لانہ	کیا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

لولم یتسحر لا تبعوہ فشق
علی بعضھم ولو تسحر فی
جوف اللیل لشق ایضاً
علی بعضھم ممن یغلب
علیہ النوم فقد یفضی
الی ترک الصبح او یحتاج
الی المجاھدۃ بالسھر

سحری نہ فرماتے تو لوگ آپ کی اتباع کرتے تو بعض پر یہ شاق ہو جاتا اور اگر سحری نصف رات میں فرماتے ان لوگوں پر شاق ہو جاتا جن پر نیند غالب آجاتی تو اس سے یا تو نماز صبح کا ترک لازم آتا یا زیادہ دیر بیدار رہنا پڑتا۔

یعنی سحری میں تاخیر کا اہم فائدہ یہ ہے کہ روزہ دار کو نماز صبح کی ادائیگی میں آسانی ہو اگر طلوع فجر سے کافی دیر پہلے سحری کر لی جائے تو نیند کے غلبہ کی وجہ سے نماز رہ جانے کا امکان ہوتا ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہی تعلیم عطا فرمائی کہ طلوع فجر کے قریب سحری کھاؤ اور پھر سونے کے بجائے نماز کے لیے مسجد چلے جاؤ اور نماز باجماعت ادا کرو

ائمہ مساجد سے درخواست

اسی لیئے ائمہ مساجد سے درخواست ہے وہ بھی رمضان المبارک میں جماعت کا وقت ایسا رکھیں کہ لوگوں کو جماعت کے لیے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے مثلاً سحری کے بعد پندرہ یا بیس منٹ کے وقفہ کے بعد جماعت کروا دی جائے۔ اگر نماز میں زیادہ تاخیر کر دی جائے گی تو ممکن ہے بعض نمازی نیند کے غلبہ کی وجہ سے جماعت سے محروم ہو جائیں گے بلکہ ہو سکتا ہے نماز ہی رہ جائے اس لیئے حکمت یہی ہے کہ سحری اور نماز کے درمیان وقفہ کم از کم سے رکھا جائے۔

۳۶۔ امت کو بھی سحری میں تاخیر کا حکم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بھی رمضان میں سحری، کو موخر کرنے کا حکم دیا۔ تاکہ انہیں خوب آسانی ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بکروا بالا فطار واخروا السحور۔	فطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کیا کرو

(الکامل لابن عدی، ۶: ۳۲۳)

حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ؟ بدولد اور رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تسحروا من آخر اللیل	سحری رات کے آخری حصہ میں کیا کرو

(مجمع الزوائد، ۳: ۱۵۱)

امت خیر پر رہے گی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت اس وقت تک خیر پر رہے گی۔

مااخروا السحور وعجلوا الافطار	جب تک وہ سحری میں تاخیر سے اور افطار میں جلدی سے کام لے گی۔

(مسند احمد)

۳۷۔ روزہ کے آداب بیان فرماتے

ہر عبادت کے کچھ آداب ہوتے ہیں اگر ان کو پیشِ نظر رکھ کر اس عبادت کو بجا لایا جائے تو اس کے ثمرات ہوتے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کے آداب بھی بیان فرمائے تاکہ امت حالت روزہ میں ان کا خصوصی خیال رکھے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

الصیام جنة مالم یخرقها	روزہ آدمی کے لئے ڈھال کا کام دیتا ہے بشرطیکہ وہ اسے پھاڑ نہ ڈالے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ ارشاد فرمایا تو عرض کیا گیا۔

وبم یخرقه ؛	اسے کس کے ساتھ پھاڑا جاسکتا ہے؟

ارشاد فرمایا۔

بکذب او غیبة	جھوٹ یا غیبت کے ساتھ۔

(المعجم الاوسط للطبرانی)

زبان اور تمام اعضا کو محارم سے روک لیا جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو نہ بری بات کرے اور نہ غلط کام کرے اگر اس سے کوئی لڑے یا اسے کوئی گالی دے تو وہ کہے

انی صائم — میں حالت روزہ میں ہوں۔

(المسلم، کتاب الصیام)

امام حاکم اور بیہقی نے انہی سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ محض کھانے پینے کا نام ہی نہیں۔

انما الصیام من اللغو والرفث	روزہ تو لغویات اور بری باتوں سے بچنے کا نام ہے۔

(السنن الکبری، ۴، ۲۷۰)

محض کھانا پینا چھوڑ دینا ہی کافی نہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

من لم یصم جوارحہ عن محارمی فلا حاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ من اجلی	جس کے اعضا حرام کاموں سے نہیں رکتے اس کا میری خاطر نہ کھانے اور نہ پینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۱۷۵)

امام نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الصائم اذا لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ	روزہ دار اگر جھوٹ اور غلط عمل ترک نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کو یہ حاجت نہیں کہ وہ محض کھانا اور پینا ترک کردے۔

زباں کو غیبت سے محفوظ رکھا جائے

جس طرح زبان کو جھوٹ اور فحش کلامی سے بچانا ضروری ہے اسی طرح اسے غیبت سے محفوظ رکھنا بھی نہایت ہی لازم ہے، قرآن نے غیبت کو اپنے مردہ بھائی کے گوشت کو کھانا قرار دیا ہے۔

محدث ابن ابی الدنیا اور ابویعلی نے خادم رسول حضرت عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، دو خواتین نے روزہ رکھا ان کے بارے میں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، ان پر پیاس کی وجہ سے روزہ اسقدر مشکل ہوگیا ہے کہ قریب ہے وہ ہلاک ہوجائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا پھر وہ شخص دوبارہ آیا اور عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کو بلاؤ، جب وہ آگئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پیالے لانے کا حکم فرمایا، انہیں ایک ایک پیالہ دیا اور فرمایا اس میں قئی کرو، جب انہوں نے قئی کی تو ان کے اندر سے خون، پیپ اور گوشت کے لوتھڑے نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں نے حلال پر روزہ رکھا مگر حرام کے ساتھ افطار کیا۔

جلست احداهما الی الاخری فجعلتا تأکلان من لحوم الناس	ان دونوں نے بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھایا یعنی لوگوں کی غیبت کی ہے۔

دوسری روایت میں فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لو بقیتا فی بطونهما لاکلتهما النار	مجھے قسم اس ذاتِ اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر ان کے بطن

(غایۃ الاحسان ، ۳۸)　　میں یہ باقی رہتا تو نہیں آگ جلاتی ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے دو آدمیوں نے ظہر وعصر کی نماز ادا کی وہ حالت روزہ میں تھے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا وضو اور نماز لوٹاؤ اپنے روزہ کو جاری رکھو مگر اس کی جگہ ایک روزہ بطور قضا رکھو انہوں نے عرض کیا

لم یا رسول اللہ ؟　　اس کی وجہ کیا ہے ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اغتبتم فلانا　　تم نے فلاں کی غیبت کی ہے

کان، آنکھ اور زبان کا روزہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما فرمایا کرتے تھے جب تم روزہ رکھو تو

فلیصم سمعک وبصرک　　تمہارے کان ، آنکھیں اور

ولسانک عن الکذب　　زبان جھوٹ اور گناہ سے

والمأثم ودع اذی　　رک جائیں۔

الخادم

(غایۃ الاحسان ، ۳۸)

کچھ ائمہ نے ان ارشادات عالیہ کی بنا پر فرمایا ہے کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے امام اوزاعی اور امام ابراہیم نخعی (امام اعظم کے استاذ) کا یہی قول ہے ، جمہور علماء کی رائے یہ ہے اس سے روزہ ٹوٹتا تو نہیں ہے مگر

تبطل ثواب الصوم و	روزہ کا ثواب اور اس پر
تذهب فائدته	مترتب ثمر مثلاً قبولیت
المترتبة عليه من	دعا اور گناہوں پر مغفرت ختم
قبول الدعاء وغفران	ہو جاتا ہے۔
الذنوب	

(غاية الاحسان، ۳۸)

حضرت ابوہریرہ اور انکے شاگردوں کا معمول

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور انکے تلامذہ کا یہ معمول ملتا ہے کہ وہ حالت روزہ میں کوشش کرتے کام کاج سے فارغ ہو کر مسجد میں چلے جائیں۔ ان سے اس کی وجہ پوچھی جاتی تو فرماتے

نطهر صيامنا	ہم اپنے روزہ کو پاکیزہ رکھنا چاہتے ہیں۔

انہی احادیث اور اقوال صحابہ کے پیش نظر شیخ حلیمی رقمطراز ہیں کہ روزہ دار کو چاہیے

ان يصوم بجميع جوارحه	کہ اپنے تمام اعضاء، جسم،
ببشرته وبعينه وبلسانه	آنکھ، زبان اور دل کے ساتھ
وبقلبه فلا يغتب	روزہ رکھے غیبت نہ کرے
ولا يشتم ولا يخاصم	گالی نہ دے، کسی سے نہ جھگڑے
ولا يكذب ولا يفنى زمانه	نہ غلط بیانی کرے اپنا وقت
بانشاد الاشعار ورواية	غلط اشعار اور قصوں میں ضائع
الاسمار والمضحكات والثناء	نہ کرے، غیر مستحق کی تعریف

علی من لا یستحق والمدح والذم لغیر حق ویدہ فلا یمدھا الی باطل ورجلہ فلا یمشی بہا الی باطل وبجمیع قوی بدنہ فلا یستعملہا فی باطل

نہ کرے بغیر حق کسی کی مدح وذم نہ کرے، ناجائز کام کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے نہ پاؤں سے اس طرف چلے اپنے بدن کی تمام قوتوں کو کسی ناجائز کام میں استعمال نہ کرے۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۱۷۷)

۳۸۔ سفر میں روزہ اور افطار کا معمول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام جس طرح دیگر مہینوں میں اسلام کو پھیلانے کے لئے جدوجہد جاری رکھتے رمضان المبارک میں اس سے بڑھ کر محنت کرتے یہ نہیں کہ رمضان ہے اس میں ہم جہاد پر نہیں جائیں گے بلکہ جب بھی ضرورت پیش آئی انہوں نے اللہ تعالےٰ کے حکم پر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں تین اہم سفر فرمائے۔

۱۔ دوسری ہجری میں غزوہ بدر کے لئے

۲۔ آٹھ ہجری میں فتح مکہ کے لئے۔

۳۔ نو ہجری کو غزوہ تبوک کے لیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت سفر میں روزہ رکھنا بھی ثابت اور چھوڑنا بھی ثابت ہے، بعض اوقات رکھ کر چھوڑنا بھی ثابت ہے

یعنی حسبِ حال و ضرورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا یا چھوڑا۔

سفر میں روزہ کا معمول

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ہے ہم ایک دفعہ سخت گرم موسم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر نکلے حتیٰ کہ ہر آدمی گرمی سے اپنے سر کو ڈھانپ رہا تھا۔

وما فینا صائم الا ما کان من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابن رواحہ (بخاری و مسلم)	ہم میں سوائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے کسی نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا۔

۳۹۔ سفر میں روزہ کی اجازت دی

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ اکثر روزہ رکھا کرتے تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

الصوم فی السفر ؟	کیا میں حالت سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان شئت فصم وان شئت فافطر (بخاری و مسلم)	تمہاری مرضی چاہو روزہ رکھو چاہو ترک کر دو۔

۴۰۔ ابتداً روزہ بعد میں افطار

بعض اوقات ایسے بھی ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداً روزہ رکھا، دوران سفر اگر تکلیف و ضرورت محسوس ہوتی تو روزہ افطار فرما دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے لئے سفر فرمایا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار افراد تھے۔ تمام کے تمام حالت روزہ میں تھے جب مقام عفان پر پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ لوگ روزہ کی وجہ سے پریشان ہیں تو آپ نے پانی کا پیالہ منگوا کر اسے بلند فرمایا حتیٰ کہ اسے تمام لوگوں نے دیکھا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نوش فرما کر روزہ ختم کر دیا، بعد میں عرض کیا اب بھی کچھ لوگ روزہ میں ہیں تو فرمایا وہ عاصی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں سفر فرمایا جب مقام عفان پر پہنچے۔

دعا باناء من ماء نشرب نہاراً لیراہ الناس فافطر	آپ صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں پانی منگوا کر پیا تا کہ لوگ دیکھ کر روزہ چھوڑ دیں۔

(البخاری)

۴۱۔ کوئی کسی پر طعن نہ کرتا

بعض اوقات دوران سفر کچھ صحابہ حالت روزہ میں اور کچھ حالت افطار میں ہوتے دونوں عمل جائز ہونے کی بنا پر کوئی کسی پر طعن نہ کرتا، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا۔

ولا یعیب بعضھم علی بعض — لیکن کسی نے کسی پر طعن نہ کیا۔

دوسری روایت میں کہتے ہیں صحابہ کی رائے یہ تھی۔

ان من وجد قوۃ تصام فان ذلک حسن ویرون ان من وجد ضعفا فافطر فان ذلک حسن (المسلم) — جس میں قوت وطاقت وہ روزہ رکھ لے اور یہ اس کے لئے بہتر ہے اور جس کے اندر کمزوری وضعف ہے۔ وہ روزہ چھوڑ دے اس کے لئے یہی بہتر ہے۔

آج روزہ نہ رکھنے والے بازی لے گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے، جو روزہ دار تھے وہ تمام کے تمام تھکاوٹ کی وجہ سے لیٹ گئے۔

قام المفطرون تضربوا الابنیۃ وسقوا الرکاب — روزہ چھوڑنے والے اٹھے انہوں نے خیمے لگائے اور سواریوں کو پانی پلایا۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ذھب المفطرون الیوم بالاجر (بخاری مسلم) — آج اجر وثواب روزہ چھوڑنے والے لے گئے۔

اس حال میں روزہ رکھنا نیکی نہیں

اگر روزہ کی وجہ سے حالت سفر میں انسان نڈھال ہو جائے یا دشمن سے مقابلہ کی وجہ سے افطار ضروری ہو تو اس حال میں روزہ رکھنا نیکی نہیں

حضرت کعب بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے ہم سخت گرمی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں تھے، ایک شخص درخت کے سایہ میں لیٹ گیا اور وہ سخت تکلیف میں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

ما لصاحبکم ای وجع بہ؛ — تمہارے ساتھی کو کیا تکلیف ہے؟

عرض کیا یا رسول اللہ تکلیف تو کوئی نہیں۔

ولکنہ صائم وقد اشتد علیہ الحر — یہ حالت روزہ میں ہے اور گرمی شدید ہے۔

اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیس من البر ان تصوموا فی السفر علیکم برخصۃ اللہ التی رخص لکم۔ — سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں تم پر وہ رخصت لازم ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔

(فقہ الصوم، ۲: ۶۵۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران سفر ایک آدمی کے ارد گرد لوگوں کو جمع ہوئے دیکھ کر پوچھا اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے بتایا اس روزہ رکھا ہوا ہے اور تکلیف میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیس من البر الصوم فی السفر — حالت سفر میں روزہ نیکی نہیں ہے،

(مسند احمد، ۳: ۲۹۹)

۴۲۔ دشمن سے مقابلہ کے وقت

اگر دشمن سے مقابلہ ہو تو افطار بہتر ہے تاکہ میں کمزوری کی وجہ سے پریشانی لاحق نہ ہو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف سفر کیا تو ہم حالتِ روزہ میں تھے، ہم ایک جگہ اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انکم قد دنوتم من عدوکم — تم دشمن کے قریب آ گئے ہوں
والفطر اقوی لکم — لہٰذا افطار تمہاری توانائی کے لیے بہتر ہے۔

اس میں رخصت تھی خواہ کوئی روزہ رکھے یا ترک کرے، آگے ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انکم مصبحوا عدوکم — تم صبح دشمن سے مقابلہ کرنے
والفطر اقوی فافطروا — والے ہو اور افطار طاقت و قوت کا سبب ہے لہٰذا تم آج روزہ نہ رکھو۔
(المسلم)

اس کے بعد سب نے روزہ نہ رکھا۔

۴۳۔ نسیاناً کھا پی لینے کا حکم

اگر کوئی آدمی حالت روزہ میں بھول کر کھا پی لے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حالت روزہ میں بھول کر کھا لیا وہ روزہ مکمل کرے اس

کا روزہ ٹوٹتا نہیں۔

فانما اطعمہ اللہ وسقاہ — اسے یہ اللہ تعالٰے نے کھلایا
(بخاری ومسلم) — پلایا ہے

۲۔ دار قطنی میں انہی سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لیتا ہے تو اس پر کوئی قضا نہیں۔

فانما ھو رزق ساقہ اللہ — اسے یہ رزق اللہ تعالٰے
الیہ — پہنچایا ہے۔

امام دار قطنی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا

واسنادہ صحیح — اس کی سند صحیح ہے۔

دار قطنی کی دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

فلا قضاء علیہ ولا کفارۃ — اس پر نہ قضا ہے اور نہ کفارہ
(سنن دار قطنی)

حضرت ام اسحاق غنویہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھی، وہاں میں اور حضرت ذوالیدین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا تناول کرنا شروع کیا آپ نے مجھے پر عنایت کرتے ہوئے فرمایا اے ام اسحاق

اصیبی من ھذا؟ — اس سے گوشت حاصل کرو۔

اس وقت مجھے روزہ یاد آگیا میرا ہاتھ وہیں رک گیا نہ آگے کروں نہ پیچھے فرمایا کیا ہوا؟ عرض کیا۔

کنت صائمۃ فنسیت — میں تو روزہ دار تھی بھول گئی

حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ کہنے لگے

الآن بعد ما شبعت؟ — اب سیر ہونے کے بعد؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اتمی صومک فانما ھو رزق ساقہ اللہ الیک — اپنے روزے کو مکمل کر لو یہ رزق تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کیا ہے

(مجمع الزوائد بحوالہ مسند احمد)

۴۴۔ عمداً روزہ توڑنے پر کفارہ

اگر کوئی آدمی رمضان کا روزہ جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے توڑ دے تو اس پر کفارہ لازم ہو جاتا ہے وہ غلام آزاد کرے (آج یہ صورت باقی نہیں رہی) ساٹھ روزے مسلسل رکھے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ہلاک و برباد ہو گیا ہوں فرمایا کیا ہوا؟ عرض کیا میں نے رمضان المبارک میں حالت روزہ میں بیوی سے جماع کر لیا ہے فرمایا غلام آزاد کرو عرض کیا اس کی طاقت نہیں فرمایا ساٹھ روزے مسلسل رکھو عرض کیا اس کی طاقت نہیں فرمایا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانے کی طاقت ہے عرض کیا آقا یہ طاقت بھی نہیں۔ وہاں بیٹھ گیا اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کھجوروں کا ٹوکرا لایا گیا جس میں پندرہ صاع کھجور تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں لے جاؤ۔

تصدق بھذا — اور مساکین پر صدقہ کر دو۔

اس پر عرض کرنے لگا کیا کوئی ہم سے بھی زیادہ محتاج ہے؟

فما بین لابتیھا اھل بیت احوج الیہ منا — ان دو پہاڑوں کے درمیان ہم سے کوئی غریب نہیں۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مسکرائے کہ آپ کی مبارک داڑھیں

ظاہر ہوئیں فرمایا!

اذھب فاطعمہ اھلک۔ جاؤ اپنے اہل ہی کو کھلا دو

(بخاری و مسلم)

ابن ماجہ میں آگے یہ الفاظ بھی ہیں۔

وصم یوما مکانہ اس کی جگہ ایک روزہ رکھ لو

(ابن ماجہ، باب ماجاء فی کفارۃ من افطر)

ابو داؤد میں ساتھ استغفار کا بھی اضافہ ہے۔

صم یوما واستغفر اللہ ایک روزہ رکھ لو اور اللہ تعالٰے

(ابو داؤد، کفارۃ من اتی اھلہ فی رمضان) سے معافی مانگ لو

حافظ ابن حجر عسقلانی اس اضافہ کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

قلت وقد ورد الامر بالقضاء فی ھذا الحدیث فی روایۃ ابی اویس وعبد الجبار وھشام بن سعد کلھم عن الزھری واخرجہ البیھقی من طریق ابراھیم بن سعد عن اللیث عن الزھری وحدیث ابراھیم بن سعد فی الصحیح عن الزھری نفسہ لغیر ھذہ الزیادۃ وحدیث اللیث عن الزھری فی الصحیحین بدونھا ووقعت	ابو اویس، عبد الجبار اور ہشام بن سعد تمام نے امام زہری سے اس حدیث میں یہ بھی روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی ایک روزہ بطور قضا رکھنے کا حکم دیا، اسے امام بیہقی نے ابراہیم بن سعد انہوں نے لیث سے انہوں نے زہری سے روایت کیا ہے، ابراہیم بن سعد سے صحیح میں خود زہری سے اس اضافہ کے بغیر ہے اسی طرح

الزیادة ایضًا فی مرسل سعید بن المسیب و نافع بن حبیب والحسن و محمد بن کعب ومجموع ھذہ الطرق تعرف ان لھذہ الزیادة اصلاً

(فتح الباری، ۴: ۱۳۹)

بخاری و مسلم میں لیث کے حوالے سے بھی زہری سے بغیر اضافہ کے مروی ہے لیکن سعید بن مسیب، نافع بن جبیر، حسن، محمد بن کعب سے مرسل میں اضافہ ہے ان تمام طرق کو سامنے رکھ کر سمجھ آتی ہے کہ اس اضافہ کی اصل ہے

۵۴ قضا کے احکام

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے اگر مرض یا سفر کی وجہ سے رمضان المبارک میں روزہ نہ رکھا جا سکا ہو

فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ

(البقرۃ)

تو اس کی جگہ دیگر ایام میں روزہ رکھ لیا جائے۔

یعنی جس قدر روزے رہ جائیں ان کی قضا فرض ولازم ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تک قضا روزہ کو ادا نہ کر لیا جائے باقی روزے بھی مقبول نہیں ہوتے

من ادرك رمضان وعليه من رمضان شيء لم يقضه فانه لا يقبل منه حتى يصومه

(مجمع الزوائد، ۴: ۱۴۹)

جس نے رمضان پایا اور اس پر رمضان کی قضا تھی تو روزہ قضا کرنے تک اسکی کوئی شی مقبول نہ ہوگی۔

۴۶ قضا کا طریقہ

روزے کی قضا میں یہ ضروری نہیں کہ مسلسل روزہ رکھا جائے بلکہ کچھ دن چھوڑ کر بھی قضا جائز ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قضاء رمضان ان شاء فرق وان شاء تابع (سنن الدار قطنی)	رمضان کی قضا میں اجازت ہے خواہ اسے مسلسل قضا کر لیا جائے یا متفرق طور پر

اس روایت کو ابن جوزی نے صحیح قرار دیا ہے۔

(الصیام در رمضان، ۲۵۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا قضا رمضان کے لیئے مسلسل روزہ رکھنا ضروری ہوتا ہے یا درمیان میں وقفہ بھی کیا جا سکتا ہے؛ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بتاؤ اگر تمہارے ذمہ کسی کا قرض ہو تم ایک یا دو دو درہم سے اس کی ادائیگی کرو تو کیا قرض ادا نہیں ہو جائے گا عرض کیا گیا وہ ادا ہو جائے گا فرمایا۔

واللہ احق ان یعفو	اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ عفو و درگزر فرمانے والے ہیں۔

امام دار قطنی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں

واسنادہ حسن الا انہ مرسل (سنن الدار قطنی)	اس کی سند حسن ہے البتہ روایت مرسل ہے۔

عمر بھر میں قضا

بہتر تو یہی ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے روزہ کی قضا کر لی جائے۔ لیکن عمر بھر میں جب بھی قضا کر لئے جائیں قضا ہو جائیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہمارے جو روزے ایام مخصوصہ کی وجہ سے قضا ہو جاتے

فما استطیع ان اقضیہ الا فی شعبان	ہم ان کی قضا شعبان میں کیا کرتی تھیں۔

(البخاری)

۴۷۔ عشرہ ذوالحج میں قضا کا معمول

احادیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول ملتا ہے اگر سفر وغیرہ کی وجہ سے روزہ رہ جاتا تو اس کی قضا عشرہ ذوالحج میں فرماتے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔

اذا فاتہ شئی من رمضان قضاہ فی عشر ذی الحجۃ (الطبرانی بحوالہ کنز احصام، ۱۴۵)	رمضان کا جو روزہ رہ جاتا اس کی قضا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحج کے عشرہ میں فرماتے۔

۴۸۔ میت کی طرف سے فدیہ

اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس پر روزوں کی قضا ہو تو اس کے

ورثا کے لیئے بہتر ہے وہ اس کے روزوں کے عوض فدیہ ادا کریں بشرطیکہ وہ طاقت رکھتے ہوں بخاری ومسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من مات وعلیہ صیام صام عنہ ولیہ	جب فوت ہونے والے پر روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے

مسند بزار میں ہے

فلیصم عنہ ولیہ ان شاء	ولی اگر چاہے تو روزہ رکھ سکتا ہے۔

مجمع الزوائد میں اس روایت کے بارے میں ہے۔

واسنادہ حسن	اس کی سند حسن ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں میں ان کی طرف سے قضا کر سکتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لو کان علی امک دین اکنت قاضیۃ عنہا ؟	اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا کیا تم ادا نہ کرتے ؟

عرض کیا ہاں فرمایا

فدین اللہ احق ان یقضی	اللہ تعالیٰ کا دین ادائیگی کے زیادہ حق دار ہے

(بخاری ومسلم)

باقی اس سے مراد یہ نہیں کہ ولی روزہ رکھے بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کے روزوں کے عوض فدیہ ادا کرے کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا

بیان ہے

لا تصوموا موتاکم واطعموا عنھم	اپنی اموات کی طرف سے روزہ نہ رکھو بلکہ ان کی طرف سے ساکین کو کھلاؤ

اس طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔

لا یصل احد عن احد ولا یصم احد عن احد	کوئی دوسرے کی طرف سے نماز نہ پڑھے نہ کوئی دوسرے کی طرف سے روزہ رکھے۔

امام نسائی نے اسے سند صحیح سے روایت کیا ہے

مذکورہ دونوں حضرات متعلقہ مسئلہ کے بارے میں ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے راوی ہیں اور انھوں نے احادیث کا معنی خود متعین کردیا کہ ولی روزہ نہ رکھے بلکہ فدیہ ادا کرے۔

امام بدرالدین عینی رقمطراز ہیں

وقد اجمعوا علی انہ لا یصلی احد عن احد فکذلک الصوم لان کلا منھما عبادۃ بدنیۃ	اس پر تمام کا اتفاق ہے کہ کوئی دوسرے کی طرف سے نماز نہ پڑھے اسی طرح روزہ کا معاملہ ہے کیونکہ دونوں ہی ہی عبادت بدنیہ ہیں

آگے چل کر شیخ ابن قصار کے حوالے سے لکھتے ہیں

لو جاز ان یصوم احد عن احد فی الصوم لجاز ان	اگر دوسرے کی طرف سے روزہ رکھنا جائز ہوتا تو لوگوں

لیصلی الناس عن الناس	کا ایک دوسرے کی طرف سے
(عمدۃ القاری، ۱۱: ۶۰)	نماز ادا کرنا بھی درست ہوتا۔

کچھ دیگر احادیث

مذکورہ احادیث میں جس طرح آیا ہے کہ فوت ہونے والے کے روزہ کا فدیہ دینے سے میت کو فائدہ ہوتا ہے اسی طرح حج کے بارے میں بھی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک آدمی حاضر ہوا عرض کی میرے والد فوت ہو گئے ہیں ان پر حج فرض تھا کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ فرمایا اگر تمہارے والد پر کسی کا قرض ہوتا تو کیا تم ادا نہ کرتے؟ عرض کیا ہاں ضرور کرتا فرمایا۔

فاحج عن ابیک	تو اپنے والد کی طرف سے
(النسائی)	حج کرو۔

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی وہ فوت ہو گئی ہیں۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں فرمایا اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا کیا تم ادا کرتے؟

عرض کیا ہاں ضرور کرتے فرمایا

اقضوا اللہ فاللہ احق	اللہ کا قرض بھی ادا کرو اللہ
بالوفاء	تعالیٰ تو ادائیگی کا زیادہ حقدار
(البخاری)	ہے۔

مذکورہ احادیث اور ایصال ثواب

یہ تمام احادیث صحیحہ واضح کر رہی ہیں کہ اسلام میں میت کے لیے ایصالِ ثواب جائز ہے، شیخ عبدالرحمٰن حسن المیدانی استاذ جامعہ ام القریٰ مکہ المکرمہ اسی مسئلہ پر دلائل دیتے ہوئے کہتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے کسی کی نیکی کی طرف رہنمائی کی جتنے لوگ وہ نیکی بجا لائیں اسے اس پر ثواب ہو گا اور ان کے عمل میں بھی کسی قسم کی کوئی کمی نہ ہو گی اور جس نے برائی کی دعوت دی، اس برائی کا ارتکاب کرنے والوں کی تعداد اسے گناہ ہو گا اور ان کے گناہ میں کوئی کمی بھی نہ ہو گی۔

مخالفین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جن لوگوں کے ذہن میں اللہ تعالےٰ کے مقدس فرمان

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی	انسان کے لئے وہی کچھ ہے جو اس نے کمایا

کا معنی یہ سمایا ہوا ہے کہ انسان کو فقط اپنے عمل کا ہی صلہ مِل سکتا ہے کسی غیر کے عمل سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

مع ان حرف الجر فی "للانسان" تدل علی الاستحقاق او الملک ونفی الاستحقاق او الملک لا یستلزم نفی الوصول الفضل الله، فاذا جاءت الادلة الاخری المثبتة بفضل الله	حالانکہ للانسان میں حرف جر "ل" استحقاق یا ملکیت پر دال ہے اور استحقاق یا ملکیت کی نفی اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایصال کی نفی کو مستلزم نہیں جب دوسرے دلائل اللہ کے فضل کو ثابت کر رہے ہیں یا

ادالتی تاذن بان یعمل	وہ دلائل جو واضح کر رہے ہیں
الانسان العمل الصالح لغیرہ	کہ انسان دوسرے کے لیے عمل
فلایصح رفضها او تاویلها	صالح کر سکتا ہے اب انہیں ترک
ولا اعتساقها عن تیسیرها	کرنا یا ان کی تاویل کرنا ان سے
بل یجب التبصر والتروی	منہ موڑنے کے مترادف ہے
حتی یصل الانسان الی الفهم	بلکہ ان کو مشعل بنانا چاہیے تاکہ
الصحیح فیجمع بین الادلة	فہم صحیح تک پہنچا جا سکے اور
ویوجه کلاً وفق دلالة	تمام دلائل پر تطبیق پیدا کی جا
الصحیحة	سکے۔

باقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان جب فوت ہو جاتا ہے تو تین صورتوں کے علاوہ اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں صدقہ جاریہ وہ علم جس سے نفع اٹھایا گیا وہ نیک اولاد جو دعا کرے،

اس کا مفہوم فقط اتنا ہے کہ جب ان تین اعمال میں سے وہ عمل نہ ہوگا تو اس پر فوت ہونے والا ثواب واجر پر ایسا استحقاق نہ ہو گا کہ وہ حق مطالبہ رکھتا ہو۔

لکنه لایبین انه ینقطع	لیکن اس میں یہ بیان نہیں
عنه فضل الله لسبب آخر	ہے کہ کسی اور سبب سے
کدعاء المؤمنین له وشفاعة	اسے اللہ تعالٰے کا فضل
من یاذن الله لهم	نصیب نہیں ہو سکتا مثلاً
بالشفاعة ولایبین انه	اہلِ ایمان کی دعا، اللہ کی

ينقطع عنه اجر عمل	طرف سے شفیع کی شفاعت
المؤمنين له اذا قبله	اور اس میں یہ بیان ہے کہ میت کی
الله وتفضل عليه بثوابه	خاطر کیا جاتے والا اہل ایمان کا عمل منقطع
فليس فی الحديث مايدل	ہو جاتا ہے جبکہ اللہ تعالےٰ اسے قبول فرما
على هذا منطوقًا ولا مفهومًا	کر اس کا ثواب عنایت فرما دے حدیث
ولا لزومًا على تقدير الجد	میں اس پر ہرگز دلالت نہیں نہ لفظاً
اللوازم	نہ مفهومًا اور نہ لزومًا۔

(الصيام ورمضان، ۲۷۴-۲۷۵)

۹۴ غروب آفتاب دیکھنے کا انتظام

روزہ افطار کا مدار چونکہ غروب آفتاب پر موقوف ہے اللہ تعالےٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ	روزے کو رات تک پورا کرو۔

رات کی ابتدا غروب آفتاب ہی سے ہوتی ہے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی جگہ تشریف فرما ہوتے جہاں سے سورج دکھائی دیتا تو فبہا ورنہ کسی آدمی کو بلند جگہ پہ کھڑے ہو کر غروب آفتاب کو دیکھنے کا حکم دیتے، جب وہ آدمی سورج کے غروب ہونے کی اطلاع دیتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطار فرماتے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اذا كان صائمًا امر رجلا	جب حالت روزہ میں ہوتے تو کسی
ان يقوم على نشز من الارض	شخص کو بلند جگہ چڑھ کر سورج غروب
فاذا قال قد وجبت الشمس	ہونے کے دیکھنے کا حکم دیتے جب وہ غروب

افطر — کی اطلاع دیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطاری فرماتے۔

(المجمع الزوائد بحوالہ طبرانی، ۳: ۱۵۵)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ ہیں

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان صائما امر رجلا اوفی علی نشز فاذا قال غابت الشمس افطر

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ دار ہوتے تو کسی آدمی کو بلند جگہ پر چڑھنے کا حکم دیتے جب وہ اطلاع دیتا سورج ڈوب گیا ہے تو آپ افطار فرماتے

(المستدرک، کتاب الصوم)

۵۰۔ ایک مرتبہ روزہ قضا کرنا پڑا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ایسا بھی ہوا، ایک دن اسقدر بادل چھائے کہ غالب گمان ہوا کہ سورج غروب ہوگیا ہے لوگوں نے افطاری کرلی کچھ ہی دیر بعد بادل ہٹا تو دیکھا دن ابھی باقی تھا تو وہ روزہ قضا کیا گیا۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہا یہ واقعہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

افطرنا یوما فی رمضان فی غیم فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم طلعت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ہم نے رمضان المبارک میں بادل کے دن روزہ افطار کرلیا تو پھر سورج سامنے آگیا۔

(ابو داؤد، باب الفطر قبل غروب الشمس)

۵۱۔ قبل از وقت افطاری پر سزا

تو سورج کا یقینی طور پر ڈوب جانا افطار کے لیئے ضروری ہے اگر کوئی

شخص اس سے پہلے افطار کرتا ہے تو اس کا روزہ ہی نہ ہوگا اور وہ سخت سزا و عذاب پائے گا، امام ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سویا ہوا تھا میرے پاس دو آدمی آئے وہ مجھے اٹھا کر ایک پہاڑ پر لے گئے (اس تفصیلی حدیث کا ایک حصہ یہ ہے) پھر مجھے آگے لے گئے۔

فاذا انا بقوم معلقين	تو وہاں ایک قوم کو الٹا لٹکایا
بعراقيبهم مشققة اشدا	گیا تھا اور ان کی باچھوں کو چیرا
قهم وما قال قلت من	جا رہا تھا جن سے خون بہہ رہا تھا
هولاء قال الذين يفطرون	فرمایا میں نے پوچھا یہ کون لوگ
رمضان قبل تحلة صومهم	ہیں؟ بتایا گیا یہ رمضان کا روزہ
(صحیح ابن خزیمہ، حدیث ۱۹۸۶)	وقت آنے سے پہلے ہی افطار کر لیتے تھے۔

یہی وجہ ہے اگر سورج دکھائی نہ دے رہا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو اونچی جگہ چڑھ کر اسے دیکھنے کا حکم فرماتے جب وہ شخص آگاہ کرتا کہ سورج ڈوب گیا ہے تو پھر آپ افطاری فرماتے۔

۵۲ افطاری میں تعجیل فرماتے

جب سورج ڈوب جانے کا یقین ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی تاخیر کے روزہ افطار فرما لیتے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رمضان میں ہم ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب سورج ڈوب گیا تو آپ نے حضرت بلال سے فرمایا (سواری رد کو)

انزل فاجدح لنا	اور اتر کر ہمارے لئے ستو تیار کرو

انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ابھی روشنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اترو اور ستو تیار کرو، انہوں نے اتر کر ستو تیار کر کے پیش کیے آپ نے نوش فرما کر افطاری کی اور فرمایا

اذا غابت الشمس من ھھنا	جب ادھر سے سورج ڈوب
وجاء اللیل من ھھنا فقد	جائے اور ادھر سے رات آ
افطر الصائم	جائے تو روزہ دار افطار کر لے

(المسلم، کتاب الصیام)

امام نووی اس حدیث کا مفہوم واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، جب سورج غروب ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو افطاری کے لیے تیاری کا حکم دیا، ان کے ذہن میں آیا کہ غروب آفتاب کے بعد ابھی روشنی اور سرخی باقی ہے اور افطاری اس روشنی کے اختتام پر ہونی چاہیے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرما دیا کہ جب سورج غروب ہو گیا ہو تو روزہ افطار کر لیا جائے اس کے بعد اگر روشنی رہتی ہے تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —— ہم تمام انبیاء علیہم السلام کو یہ حکم دیا گیا ہے۔

ان نعجل افطارنا و نوخر	ہم افطار میں جلدی، سحری میں
سحورنا و نضع ایماننا	تاخیر اور نماز میں دائیں ہاتھ کو
علی شمائلنا فی الصلاۃ	بائیں ہاتھ پر رکھیں۔

(المعجم الکبیر ۱۱: ۷)

حضرت مالک بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں اور حضرت مسروق دونوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا دو صحابہ

ہیں ان میں سے ایک افطاری اور نماز مغرب میں جلدی کرتے ہیں جبکہ دوسرے ان میں تاخیر سے کام لیتے ہیں۔

انہوں نے پوچھا جلدی کونسے صحابی کرتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیا تو فرمانے لگیں۔

ھکذا کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصنع	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔

(النسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل پر اللہ تعالےٰ کی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔

احب عبادی الی اعجلھم فطراً	مجھے وہ بندہ محبوب ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔

(الترمذی، کتاب الصوم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگ جب تک افطاری میں جلدی سے کام لیں گے خیر پر ہی قائم رہیں گے۔ (المسلم کتاب الصیام)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لن تزال امتی علی سنتی مالم ینتظر بفطرھم طلوع النجوم	میری امت اس وقت تک میرے طریقہ پر رہے گی جب تک وہ افطار کے لیئے ستاروں کے طلوع ہونے کا انتظار نہیں کرے گی۔

(مجمع الزوائد، ۳: ۱۵۴)

انہی سے مروی ہے

ما رأيت رسول الله صلى الله	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عليه وسلم صلى صلاة المغرب	کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے نماز مغرب
حتى يفطر ولو كان على	سے پہلے افطاری نہ فرمائی ہو اگرچہ وہ
شربة ماء	پانی کا گھونٹ ہی ہو۔

(المستدرک، کتاب الصیام)

۵۲ افطار میں شرکت فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی صحابی افطار کی دعوت دیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دعوتِ افطار قبول فرماتے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے انہوں نے افطاری کے لیے روٹی اور زیتون پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرما کر فرمایا۔

افطر عندكم الصائمون	تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار
واكل طعامكم الابرار	کیا نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا
وصلت عليكم الملائكة	اور تم پر ملائکہ نے رحمت کی دعا کی

(ابوداؤد باب الدعا لرب الطعام)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

افطر رسول الله صلى الله	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
عليه وسلم عند سعد بن معاذ	سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاں افطاری
فقال افطر عندكم الصائمون	کی اور فرمایا، روزہ داروں نے تمہارے
واكل طعامكم الابرار وصلت	ہاں افطاری کی نیک لوگوں نے کھانا کھایا

علیکم الملائکۃ : ملائکہ نے تمہارے لئے دعا کی ۔

(ابن ماجہ ، ۱۲۶)

۵۴۔ اجتماعی افطاری

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھی اجتماعی افطاری بھی ہوا کرتی تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے

افطرنا مرۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقرب الیہ زیتاً فاکل واکلنا

ہم نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزہ افطار کیا آپ کی خدمت اقدس میں زیتون پیش کیا گیا، آپ نے اسے تناول فرمایا اور ہم نے بھی ۔

جب آپ فارغ ہوئے تو یہ دعا فرمائی ۔

اکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملئکۃ وافطر عندکم الصائمون

تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا، ملائکہ نے دعا کی اور تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا

(فتاویٰ رضویہ، ۱ : ۶۴۳)

۵۵۔ مساکین کے ساتھ افطار

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تربیت کا ہی اعجاز تھا کہ آپ کے صحابہ افطار تنہا نہ کرتے بلکہ اپنے ساتھ معاشرے کے فقرا و مساکین کو بھی شامل کر لیتے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں مروی ہے ۔

ولا یفطر الا مع المساکین : مساکین کے بغیر افطار نہ فرماتے

فاذا منعهم اهله عنه لم — اگر گھر والے اسے محروم کرتے
يتعش تلك الليلة — تو اس رات کھانا ہی نہ کھاتے

بلکہ ان کا یہ بھی معمول تھا کہ اگر وہ کھانا کھا رہے ہوتے کوئی سائل آجاتا

اخذ نصيبه من الطعام و — تو کھانے کا اپنا حصہ اٹھا کر فی الفور
قام فاعطاه السائل فيرجع — سائل کو دے دیتے جب واپس
وقد اكل اهله مابقي في — آتے تو بقیہ کھانا گھر والے کھا
الجفنة فيصبح صائما ولم — چکے ہوتے بغیر کھائے رات بسر کر
ياكل شيئا۔ — دیتے بلکہ صبح روزہ رکھ لیتے۔

(لطائف المعارف، ۳۱۴)

۵۵ نماز سے پہلے افطار فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب ادا کرنے سے پہلے افطار فرما لیا کرتے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

كان يفطر قبل ان يصلي — نماز سے پہلے روزہ افطار فرماتے

(ابوداؤد، کتاب الصیام)

محدث ابن حبان نے "الثقات" میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول مبارک ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

انه صلى الله عليه وسلم اذا كان — آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب
صائما في الصيف لم يصل — روزہ میں ہوتے تو اگر موسم گرما

حتی یاتیہ رطب وماء فیا — ہوتا تو نماز سے پہلے تازہ کھجور
کل فاذا کان صائماً فی الشتاء — اور پانی اور اگر موسم سرما ہوتا تو
لم یصل حتی یاتیہ تمرو — خشک کھجور اور پانی تناول فرماتے
ماء

حافظ ابن حجر مکی لکھتے ہیں آپ کے اس معمول مبارک سے واضح ہو جاتا ہے کہ افطار کو نماز سے موخر کرنا سنت کے خلاف ہے۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۱۵۰)

اس کی تائید شریعت کے اس حکم سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ حالت بھوک میں کھانا پہلے اور نماز بعد میں ادا کی جائے۔

۵۶۔ کھجور اور پانی سے افطار

افطار کے لیے ماکولات اور مشروبات میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پسندیدہ چیز یہ کھجور اور پانی تھا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کان یفطر علی رطبات — تازہ کھجور کے ساتھ افطار فرماتے
فان لم تکن فعلی — اگر تازہ نہ ہوتیں تو خشک کھجور اور
تمرات فان لم تکن — اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند
حسا حسوات من ماء — گھونٹ کے ساتھ افطار فرماتے۔

(ابوداؤد، کتاب الصیام)

نماز سے پہلے افطار کے معمول میں گزرا اگر موسم گرما ہوتا تو تازہ کھجور اور

پانی اور اگر موسم سرما ہوتا تو خشک کھجور اور پانی سے افطاری فرماتے

۵۷۔ دودھ کا استعمال

اکثر کھجور اور پانی استعمال فرماتے مگر بعض اوقات دودھ بھی استعمال فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دودھ کے بارے میں مروی ہے۔

انه صلی اللہ علیہ وسلم یفطر علی لبن وعلی تمر العجوۃ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ اور عجوہ کھجور کے ساتھ بھی روزہ افطار فرمایا۔

امت کو بھی انہی چیزوں کے ساتھ افطاری کی تعلیم عطا فرمائی حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم افطار کرو

فلیفطر علی تمر فان لم یجد فلیحس حسوۃ من ماء

(صحیح ابن حبان، ۱۹۲)

تو کھجور کے ساتھ کرو اگر نہ ملے تو پانی کے چند گھونٹ کے ساتھ کرو۔

تین اشیاء کا تذکرہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ مبارکہ میں بھی تین اشیاء کا تذکرہ ملتا ہے جب صحابہ نے آپ سے عرض کیا ہم میں سے ہر کسی میں یہ طاقت کہاں ہے کہ وہ روزہ دار کو سیر کر کے کھلائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیعطی اللہ هذا الثواب من فطر صائما علی تمرۃ او علی

اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اس شخص کو عطا فرمائے گا جس نے کسی کا روزہ

تمرة او مذقة من لبن

افطار کرو یا خواہ وہ کھجور کے ساتھ ہو یا پانی یا دودھ کا گھونٹ ہو۔

۵۸۔ آگ کی مس کردہ شی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس شی سے روزہ افطار کرنا پسند فرماتے جسے آگ نے مس نہ کیا ہو۔

انه صلی اللہ علیه وسلم کان یحب یفطر علی ثلاث تمرات او شیٔ لم تصبه النار

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین کھجوروں سے اور ہر شی سے افطاری پسند فرماتے جسے آگ نے مس نہ کیا ہوتا۔

(الجامع الصغیر حدیث ۶۹۹۷)

اس کی حکمت اہل علم نے یہ بیان کی ہے کہ طعام جنت سے مناسبت کی بنا پر تھا

وفی تجنب ما اصابته النار تفاؤلاً بطعام الجنة

آگ سے پکی ہوئی سے بچنا، جنتی کھانے سے مناسبت کی بنا پر تھا۔

(مع الرسول فی رمضان ۲۸۶)

۵۹۔ افطاری کی ایک حسین کیفیت

امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ نے "کشف الغمہ عن جمیع الامۃ" میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

افطاری کی ایک نہایت ہی حسین کیفیت ذکر کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دست مبارک میں کھجور لیتے اور غروبِ آفتاب کا انتظار فرماتے جیسے ہی وہ ڈوبتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور منہ میں ڈال لیتے روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو صائم یترصد غروب الشمس بتمرۃ فلما توارت القاھا فی فیہ (کشف الغمہ، کتاب الصوم)	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں دیکھا آپ کھجور پکڑے سورج کے غروب ہونے کا انتظار فرما رہے ہیں جیسے ہی وہ ڈوبا آپ نے کھجور منہ میں ڈال لی

۶۰۔ ابتدا کس سے فرماتے؟

افطار میں کھجور، پانی اور دودھ پسند فرماتے رہا یہ معاملہ کہ ان میں سے ابتدا کس سے فرماتے تو سابقہ احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا کھجور سے فرماتے اس کے بعد مشروب لیتے کیونکہ ان میں الفاظ ہیں۔

فان لم یجد تمرات حسا حسوات من ماء	اگر کھجور نہ ہوتی تو چند گھونٹ پانی پر افطار فرماتے۔

اسی لیے امام نووی نے المجموع میں تصریح فرمائی۔

والصواب فطرہ علی تمر ثم ماء للحدیث الصحیح فیہ (اتحاف اھل الاسلام، ۱۵۴)	درست یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کھجور لیتے پھر پانی پیا کرتے حدیث صحیح سے ثابت ہے۔

لیکن ایک روایت سے معلوم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے موقع پر

پہلے مشروب (پانی) لیتے پھر کھجور وغیرہ کا استعمال فرماتے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبدأ بالشراب اذا کان صائما	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حالت روزہ میں ہوتے تو افطار کے وقت ابتدا مشروب سے فرماتے۔

امام عبدالروف المناوی اس کے تحت لکھتے ہیں۔

اذا اراد الفطر فیقدمہ علی الاکل	آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت مشروب کو ماکول پر مقدم فرماتے۔

(فیض القدیر، ۵: ۱۹۸)

اس تعارض کا ازالہ اس روایت سے ہوجاتا ہے جسے امام ترمذی نے نقل فرمایا۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم یفطر فی الشتاء بتمرات وفی الصیف علی الماء	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موسم سرما میں کھجور سے افطار فرماتے اور موسم گرما میں پانی سے

(اتحاف اھل الاسلام، ۱۵۳)

یعنی سردی کے موسم میں کھجور اور گرمی میں پانی پہلے لیتے۔

یاد رہے امام ترمذی والی روایت شاید نفل روزہ کے بارے میں ہو کیونکہ آپ کی ظاہری حیات میں رمضان المبارک موسم گرما میں ہی آیا۔

۶۱۔ مشروب کا استعمال آہستہ آہستہ فرماتے

ام المومنین نے آپ کے مشروب لینے کی کیفیت بھی بیان فرمائی یوں نہ ہوتا

کہ آپ ایک سانس میں مشروب پی لیتے بلکہ گھونٹ گھونٹ کر کے مشروب لیتے۔

وکان لایعب یشرب مرتین او ثلاثا	آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی ایک سانس میں ہی نہ پیتے بلکہ دو یا تین دفعہ سانس لے کر پیتے۔
(الجامع الصغیر، حدیث ۶۹۵۶)	

ائمہ مساجد سے درخواست

ہمارے ہاں یہ دیکھا گیا ہے کہ اکثر مساجد میں افطار کے بعد مغرب کی جماعت میں وقفہ نہیں کیا جاتا فی الفور نماز شروع کروا دی جاتی ہے بہت سے لوگوں کی جماعت رہ جاتی ہے اور جو شامل ہوتے ہیں وہ بھی دوڑ کر پہنچتے ہیں نہ تسلی سے افطاری کی جا سکتی ہے اور نہ اطمینان سے جماعت میں شرکت، اس لئے مساجد کے ائمہ اور انتظامیہ سے ہماری درخواست ہے کہ وہ درمیان میں دس منٹ کا وقفہ کر لیں تاکہ افطاری اور نماز کی ادائیگی اطمینان سے کی جا سکے۔

۶۲- افطار کروانے پر اجر و ثواب بیان فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کے احترام میں اس کے افطار کروانے کی تلقین فرماتے ہوئے اس کا اجر و ثواب بیان کرتے سابقہ خطبہ میں گزرا آپ نے فرمایا جس نے کسی کا روزہ افطار کر دیا اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، اسے جہنم سے آزادی دیدی جاتی ہے اور روزہ دار کے ثواب میں کمی کیے بغیر اسے روزہ دار کے برابر ثواب و اجر ملتا ہے۔

ابن خزیمہ نے صحیح میں اور ابو الشیخ نے کتاب الثواب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی روزہ دار

کو سیر کر کے کھلانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو آپ نے فرمایا ایک مٹھی طعام دیدے میں نے عرض کیا اگر روٹی کا ٹکڑا نہ ہو آپ نے فرمایا

فمذقۃ من لبن قال افرأیت	تو دودھ کا ایک گھونٹ عرض کیا اگر
ان لم یکن عندہ قال فشربۃ	دودھ بھی نہ ہو تو فرمایا پانی کا گھونٹ
من ماء	کافی ہے۔

(کنز العمال، حدیث ۲۳۶۵۸)

۶۳۔ رزق حلال سے افطار پر اجر

ہر مسلمان کو ہر حال میں رزق حرام سے بچنا ضروری ہے ایسے نہ ہو سارا دن روزہ رکھ کر حرام پر افطار کر کے روزہ ضائع کر لیا جائے بجائے برکتوں اور سعادتوں کو حاصل کرنے کے انسان ان سے محروم کر دیا جائے اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رزق حلال سے افطار کی تلقین فرمائی اور اس پر اجر بیان فرمایا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بھی کسی روزہ دار کو کھانا یا مشروب پیش کیا۔

من کسب حلال صلت علیہ	اور وہ اس کی حلال کمائی تھی اس
الملائکۃ فی ساعات شھر	پر پورا رمضان ملائکہ دعا کرتے ہیں
رمضان وصلی علیہ جبرئیل	اور جبرئیل انہیں شب قدر کے لئے
لیلۃ القدر	دعا کرتے ہیں۔

(المعجم الکبیر، ۶ : ۳۲۱)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

صافحہ جبرئیل لیلۃ القدر	ایسے شخص کے لیے شب قدر جبرئیل
ومن صافحہ جبرئیل تکثر	مصافحہ کرتے ہیں اور جس کے ساتھ

دموعہ دیرق قلبیہ	وہ معافی کریں اسکے دل میں رقت اور اسے حالت زاری نصیب ہوتی ہے۔

۶۴۔ افطار کے موقعہ پر دعا فرماتے

جن مواقع پر دعائیں بارگاہ ایزدی میں قبول ہوتی ہیں ان میں سے ایک افطاری کا وقت بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقعہ پر خود بھی دعا فرماتے اور امت کو بھی اسکی تلقین فرمائی اس موقعہ پر آپ سے درج ذیل مختلف الفاظ میں دعائیں ملتی ہیں۔

۱۔ حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ دعا کرتے۔

اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت (ابو داؤد، کتاب الصیام)	اے اللہ میں نے تجھے راضی و خوش کرنے کے لئے روزہ رکھا اور تیرے عطا کردہ رزق سے افطار کیا۔

۲۔ امام ابن سنی نے انہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات مبارکہ نقل کیے ہیں۔

الحمد للہ الذی اعاننی فصمت ورزقنی فافطرت (عمل الیوم واللیلۃ، ۴۷۳)	تمام حمد اس ذات اقدس کی جس نے میری مدد فرمائی میں نے روزہ رکھا اور مجھے رزق عطا فرمایا تو میں نے افطار کیا۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے جب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار فرماتے تو یہ کلمات کہتے ۔

ذھب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء اللہ تعالیٰ ۔

پیاس چلی گئی، رگیں تر ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اجر حاصل ہوگیا ۔

(المستدرک ، ۱: ۴۲۲)

خود حضرت ابن عمر سے افطاری کے وقت یہ دعا منقول ہے ۔

الحمد للہ اللھم انی اسئلك برحمتك التی وسعت کل شئی ان تغفرلی

(اتحاف اھل الاسلام ، ۱۵۷)

تمام حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اے اللہ میں آپ سے اس رحمت کے واسطہ سے اپنی بخشش مانگتا ہوں جو ہر شی سے بڑھ کر ہے ۔

امت کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا جب افطاری کرو تو پڑھو

بسم اللہ والحمد للہ اللھم لك صمت وعلی رزقك وعلیك توکلت سبحانك وبحمدك تقبل منی انك انت السمیع العلیم

(عمل الیوم واللیلۃ ، ۴۷۴)

اللہ کے نام سے شروع ۔ تمام حمد اللہ کے لئے ہے، اے اللہ تیری رضا کے لئے میں نے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری ذات منزہ ہے اور تیری ہی حمد ہے مجھ سے قبول فرما تو ہی سننے اور جاننے والا ہے

روزہ دار کی دعا

ساتھ اس بات کی بھی نشاندہی فرمادی کہ روزہ دار کی دعا بارگاہ ایزدی سے رد نہیں کی جاتی بلکہ مقبول ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی دعا رد نہیں کی جاتی، عدل کرنے والا حاکم،

والصائم حتی یفطر — روزہ دار کی بوقت افطار

اور مظلوم کی دعا، اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

بعزتی لانصرك ولو بعد حین — مجھے اپنی عزت کی قسم میں تیری مدد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ ٹھہر کر ہو۔

(الترمذی، ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے۔

ان للصائم عند فطرہ دعوۃ لا ترد — روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی۔

(ابن ماجہ، ۱۷۵۳)

خصوصی نکتہ

رمضان کے روزہ اور دعا کا آپس میں اتنا گہرا تعلق ہے کہ اللہ تعالے نے ماہ رمضان کے روزے کی فرضیت اور اس کے فضائل و احکام بیان کرتے ہوئے درمیان میں ارشاد فرمایا۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

(البقرہ، ۱۸۶)

اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو میں قریب ہوں جب کوئی دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں پس تم میری مانو اور مجھ پر ایمان لے آؤ تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

جو بندے کو آگاہ کر رہا ہے ان دنوں اپنے رب سے پہلے سے بھی جی بھر کر مانگا جائے۔

۶۵۔ دعا میں کثرت فرماتے

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس راز سے کما حقہ آگاہ تھے اس لیے رمضان المبارک میں کثرت کے ساتھ دعا فرماتے، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالٰے عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا مبارک معمول یہ تھا۔

اذا دخل رمضان ابتهل فی الدعاء	جب رمضان شروع ہو جاتا تو دعا میں تضرع اور کثرت فرماتے۔

امام مناوی نے اس کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا۔

ای تضرع واجتهد فیه (فیض القدیر، ۵: ۱۳۲)	یعنی زیادہ آہ و زاری اور اس میں محنت فرماتے

۶۶۔ دعا افطار کے بعد سنت ہے

اگرچہ افطاری سے قبل بھی دعا جائز ہے مگر معمول نبوی اور سنت دعا افطار کے بعد ہے کیونکہ احادیث میں یہی ہے کہ آپ افطار فرما کر دعا کیا کرتے تھے مثلاً ابوداؤد میں حضرت معاذ بن زہرہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کان اذا افطر قال اللهم صمت وعلی رزقك افطرت (سنن ابوداؤد، باب القول عند الافطار)	جب افطار فرما لیتے تو یہ دعا فرماتے اے اللہ میں نے تیری خوشنودی کیلئے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔

حضرت ملا علی قاری نے، شیخ ابن الملک کے حوالے سے " اذا افطر قال" کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

ای قرأ بعد الافطار (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصوم)	روزہ افطار کرتے کے بعد یہ دعا کرتے

بعض لوگوں نے یہاں افطار سے " ارادۂ افطار" مراد لیا ہے اعلیحضرت

فاضل بریلوی ان کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فحمل الفطر علی معنی ارادۃ الافطار صرف عن الحقیقۃ من دون حاجۃ الیہ وذا لایجوز وھکذا فی افطرت	لفظ افطر کو بغیر کسی ضرورت کے اس کے حقیقی معنی سے ہٹانا جائز نہیں یہی معاملہ لفظ افطرت کا ہے۔

(فتاوی رضویہ، ۱۰: ۶۳۰)

واقعتہً اگر آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی افطار کے وقت دعاؤں کے الفاظ پر نظر ڈالے تو از خود واضح ہوجاتا ہے کہ آپ کی دعا افطار کے بعد تھی مثلاً آپ کے الفاظ ہیں۔

وعلی رزقک افطرت	میں نے تیرے ہی رزق پر افطار کیا

آپ کی ایک دعا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں منقول ہے۔

ذھب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء اللہ	پیاس چلی گئی، رگیں تر ہوگئیں اور ان شاء اللہ اجر ثابت ہوگیا۔

(المستدرک ۱: ۴۲۲)

یہ الفاظ کس قدر واضح طور پر نشاندہی کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا افطار کے بعد ہوا کرتی تھی۔

امام ابن حجر مکی نے افطاری کے موقعہ پر دعا کے بیان کے لئے عنوان ہی یہ قائم فرمایا ہے۔

الاذکار التی تقال عقب	وہ دعائیں اور وظائف جو بعد از

الفطر — افطاری کیے جاتے چاہیں۔

آگے چل کر فرماتے ہیں راوی حدیث کے الفاظ " کان اذا افطر قال" واضح کر رہے ہیں

ان هذه الاذكار انما يسن	کہ ان اذکار کو افطار کے بعد
الاتيان بها عقب الفطر	بجالانا سنت ہے۔

کچھ لوگوں نے کہا دعا افطاری سے پہلے ہو یا بعد میں دونوں میں مساوات ہے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا۔

الظاهر انه بعد الافطار و	ظاہر یہی ہے کہ افطار کے بعد یا پہلے
قيله سواء في اتيانه بالمستحب	دونوں کو مستحب ہونے میں برابر
ضعيف لمخالفته لصريح الاحاديث	قرار دینا ضعیف ہے کیونکہ یہ
المذكورة	صریح احادیث کی مخالفت ہے

(اتحاف اهل الاسلام/۱۵۷)

اسی مسئلہ کے بارے میں اعلحضرت فاضل بریلوی کی خدمت میں مولانا عبد المجید چشتی فریدی پانی پتی نے ۱۵ رمضان ۱۳۱۲ کو ایک استفسار ارسال کیا جس میں انہوں نے دونوں طرف کے اقوال مع دلائل ذکر کیے، اعلحضرت قدس سرہ نے اس پر مستقل ایک رسالہ بنام " العروس المعطار فی من دعوۃ الافطار" تحریر فرمایا جس میں پانچ دلائل سے واضح کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا افطار کے وقت دعا کا معمول افطار کے بعد تھا نہ کہ

جواب میں لکھتے ہیں۔

مقتضائے دلیل یہ ہے کہ (آدمی) یہ دعا روزہ افطار کر کے پڑھے،

(فتاویٰ رضویہ، ۱۰: ۶۳۴)

ایک اور مقام پر اسی دعا پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فی الواقع اس کا محل بعد افطار ہے (فتاویٰ رضویہ، ۱۰: ۶۲۹)

۶۷۔ نمازِ تراویح کا معمول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارا سال رات کو بارگاہ خداوندی میں قیام کرتے مگر رمضان المبارک کی راتوں میں خصوصاً قیام کرتے ہوئے نمازِ تراویح ادا فرماتے اور رمضان میں قیام کی فضیلت بیان کرتے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ
(بخاری، باب فضل من قام رمضان)

جس نے ایمان اور رضا الٰہی کی خاطر رمضان المبارک میں قیام کیا اسکے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

انہی سے دوسری روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کان یرغب فی قیام رمضان من غیر ان یامرھم فیہ بعزیمۃ
(المسلم، باب فی قیام رمضان)

قیام رمضان کا شوق دلاتے لیکن اس کا پابند نہ فرماتے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی خطبہ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

شھر جعل اللہ صیامہ فریضۃ وقیامہ تطوعا
(صحیح ابن خزیمہ)

اللہ تعالےٰ نے اس کے روزے فرض اور اس کا قیام نفل قرار دیا ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

ان اللہ قد فرض علیکم	اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے
صیام رمضان وسنت	فرض فرمائے اور میں نے تمہارے
لکم قیامہ	لئے قیام سنت فرمایا ہے۔

(رسالہ رمضان، ۷۷)

۶۸۔ تین دن باجماعت تراویح

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کو باہر تشریف لائے اور مسجد میں نماز پڑھی، صحابہ نے بھی آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی، دن کو صحابہ کے درمیان رات کی نماز وقیام کا تذکرہ ہوا تو دوسری رات پہلے سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے، تمام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی دن کو دیگر لوگوں کو بھی اطلاع ہو گئی لہذا تیسری رات اور زیادہ لوگ جمع ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

فلما کانت اللیلۃ	جب چوتھی رات آئی تو اس
الرابعۃ عجز المسجد عن	قدر لوگ جمع ہوئے کہ مسجد
اھلہ	ناکافی ہو گئی۔

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات تشریف نہ لائے، نماز فجر کے لئے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب میں فرمایا۔

انہ لم یخف علی	تمہاری موجودگی مجھ پر مخفی نہیں

مکانکم ولکنی خشیت	تھی لیکن مجھے اس بات کا اندیشہ
ان تفترض علیکم فتعجزوا	ہوا کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ کر دی
عنھا	جائیں اور تم ان کی ادائیگی سے عاجز
(البخاری، فضل من قام رمضان)	آجاؤ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں چٹائی کا حجرہ بنوایا اور کئی راتیں نماز ادا کی صحابہ کو اطلاع ملی تو وہ بھی جمع ہو گئے اور نماز میں شریک ہونے لگے، ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آواز نہ سنی تو گمان کرنے لگے شاید آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہو گئے ہیں بعض صحابہ نے کھنکارنا شروع کیا تاکہ ہماری موجودگی محسوس فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ انور سے باہر تشریف لائیں، اس موقعہ پر آپ تشریف لائے اور فرمایا میں تمہاری کیفیت اور خواہش سے آگاہ ہوں۔

حتی خشیت ان یکتب	حتی کہ مجھے خوف لاحق ہوا
علیکم ولو کتب علیکم ما	کہیں تم پر لازم نہ ہو جائیں اگر
قمتم بہ فصلوا ایھا	لازم ہو جائیں تو تم قائم نہ رکھ
الناس فی بیوتکم فان	سکتے لوگو اپنے گھر میں ادا کرو
افضل صلوٰۃ المرء فی	کیونکہ فرض نماز کے علاوہ
بیتہ الا الصلوٰۃ المکتوبۃ	ہر نماز گھر میں افضل ہے۔

(المسلم، استحباب النافلۃ فی بیتہ)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے صحابہ مسجد نبوی میں متفرق طور پر قیام کیا کرتے، پانچ پانچ چھ چھ ہو کر ایک دوسرے سے

قرآن سنتے، ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا میرے حجرے کے سامنے چٹائی کا پردہ بنا دو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے بہت سے صحابہ وہاں جمع ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رات کافی دیر تک نماز پڑھائی، حجرہ میں تشریف لائے اور وہ چٹائی اسی حالت پر رہی تاکہ دوسری رات بھی قیام کیا جا سکے، دن کو دیگر صحابہ کو بھی اطلاع ہو گئی تو تمام مسجد لوگوں سے بھر گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھا کر گھر تشریف لے گئے لیکن لوگ وہیں ٹھہرے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے لوگوں کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ گزشتہ رات کی نماز و قیام کے بارے میں سن کر صحابہ اس لئے اکٹھے ہوتے تاکہ آپ کی اقتدا میں نماز ادا کریں، فرمایا عائشہ

اطوی عنا حصیرک — اپنی چٹائی وہاں سے اکٹھی کر لو۔

میں نے ارشاد گرامی کے مطابق چٹائی اٹھا لی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات گھر میں قیام فرمایا اور لوگ مسجد میں ٹھہرے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے لئے تشریف لائے تو فرمایا لوگوں اللہ کی قسم بحمد اللہ میں بیدار رہا اور تمہارا مجتمع ہونے سے بھی میں آگاہ تھا۔

ولکنی تخوفت ان یفرض علیکم — مگر مجھے اندیشہ ہوا کہیں تم پہ یہ قیام فرض و لازم نہ ہو جائے

(مسلم)

۶۹۔ بیس رکعات کا معمول

رمضان المبارک کی راتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو خصوصی نماز (تراویح) ادا کرتے اس کی رکعتیں بیس تھیں امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعات اور وتر ادا فرمایا کرتے،

(غایۃ الاحسان، ۶۷)

جیسا کہ پیچھے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک نماز تراویح پڑھائی اس کے بعد جماعت نہ ہوئی حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی نماز تراویح لوگ اپنے اپنے گھروں میں یا مساجد میں تنہا ادا کیا کرتے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مشہور قاری قرآن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو تراویح کی جماعت کا حکم دیا اس کے بعد یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے۔

کان القیام علی عہد عمر بثلاث وعشرین رکعۃ	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعتیں ادا کی جاتی تھیں۔

(عمدۃ القاری، ۱۱: ۱۲۷)

یعنی بیس رکعات تراویح اور تین وتر ادا کیا جاتے تھے۔

حضرت اعمش، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں۔

کان یصلی عشرین رکعۃ	آپ بیس رکعات اور تین وتر
و یوتر بثلاث	ادا فرماتے

(عمدہ القاری، ۱۱: ۱۲۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے آپ نے قاری قرآن کو نماز تراویح کی جماعت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔

یصلی بھم رمضان	رمضان میں بیس رکعات
عشرین رکعۃ	لوگوں کو پڑھایئے۔

(عمدۃ القاری، ۱۱، ۱۲۷)

باقی ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعات پر اضافہ نہ فرماتے تھے اس سے مراد تہجد کی نماز ہے کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں ہوتی گویا اس روایت میں آپ کی تہجد کی نماز کا بیان ہے، آج تک حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا میں بیس رکعات ہی ادا کی جاتی ہیں مدینہ منورہ کے قاضی عطیہ محمد سالم نے اس موضوع پر مستقل کتاب "التراویح اکثر من الف عام فی مسجد النبی علیہ الصلوٰۃ السلام" لکھی ہے جس میں بڑی تفصیل کے ساتھ اس معمول کو واضح کیا ہے۔

مسجد نبوی شریف کے ایک مدرس شیخ ابوبکر الجزائری تراویح کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

اختلف فی عدد رکعاتہا	تراویح کی رکعتوں میں اختلاف
والاکثرون علی انہا عشرون	ہے اکثریت کی رائے میں بیس
رکعۃ دون الوتر	رکعات ہیں

(رسالۃ رمضان، ۱۷)

ترک حرام ہونے کی دلیل نہیں ہوا کرتا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک معمول کو ترک کر دینے کے باوجود تا قیامت امت کا با جماعت تراویح کا معمول ہے جو واضح کر رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی عمل کو ترک فرمانا ضروری نہیں اس کی حرمت کی وجہ سے ہو بلکہ اس کی متعدد حکمتیں ہو سکتی ہیں جیسا کہ مذکورہ معمول ترک فرمانے کی خود حکمت بیان فرما دی کہ مجھے اندیشہ ہے کہیں تم پر یہ نماز فرض ولازم نہ ہو جائے اس مسئلہ کی تفصیلی بحث ہماری کتاب "مسئلہ ترک" میں ملاحظہ کیجئے

۷. آپ کی خصوصیت صوم وصال

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ مغرب کے وقت افطار کرنے کے بجائے سحری کے وقت افطار فرماتے، یعنی سحری ہی آپ کی افطاری بھی ہوتی، آپ کے ان روزں کو صوم وصال کہا جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یواصل الی السحر	سحری کے وقت روزہ افطار

(مجمع الزوائد، ۳: ۱۶۱) فرماتے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یواصل من السحر الی السحر — سحری سے لیکر دوسری سحری تک روزہ رکھتے

(المعجم الاوسط للطبرانی)

۱۷۔ دن کو بھی روزہ، رات کو بھی روزہ

بعض اوقات افطار ہی نہ فرماتے مسلسل روزہ رہتا جیسے دن کو رکھتے رات کو بھی روزہ ہی رہتا کیونکہ بخاری میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو صوم وصال سے منع کرتے ہوئے فرمایا اگر تم صوم وصال ضرور رکھنا ہی چاہو۔

فلیواصل الی السحر — تو صرف سحری تک رکھ سکتے ہو۔

انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ تو وصال کا روزہ رکھتے ہو۔ (یعنی افطار فرماتے ہی نہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انی لست کھیئتکم انی ابیت لی مطعم یطعمنی وساق یسقینی — میں تمہاری مانند نہیں ہوں میں اس حال میں رات بسر کرتا ہوں مجھے کھلانے والا کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے۔

(البخاری، باب الوصال)

شیخ ابن رجب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

وظاھر ھذا یدل علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم — یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بھی

كان يواصل الليل كله، | حالت روزہ میں ہی رہتے ۔

(لطائف المعارف، ۴۴۳)

امام بدر الدین عینی فرماتے ہیں وصال کا حقیقی معنی یہی ہے

ان يصل صوم يوم بصوم يوم اخر من غير اكل او شرب بينهما هذا هو الصواب في تحقيق الوصال | ایک دن کے روزے کے ساتھ ہی بغیر کھائے پیئے دوسرے دن کا روزہ رکھ لینا وصال کہلاتا ہے اور اس کا معنی صحیح یہی ہے

(عمدۃ القاری، ۱۱: ۷۳)

اس کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی میں جس کھانے پینے کا ذکر آیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟

۱۔ بعض نے اس سے حقیقۃً کھانا مراد لیتے ہوئے کہا، رات کو اللہ تعالٰی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصی نعمت عطا فرما دیتا تھا۔

۲۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ ایسی خصوصی قوت نصیب ہو جاتی جو بھوک پیاس سے مانع ہو جاتی تھی۔

مگر دونوں پر اشکال وارد ہو جاتا ہے پہلے پر یہ کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسی کھانا کھاتے تو روزہ دار ہی نہ رہتے چہ جائیکہ وصال کا روزہ ہو دوسرے پر یہ کہ اگر بھوک پیاس محسوس ہی نہیں ہوتی تو روزہ کا مقصد فوت ہو گیا، اس لئے بعض اہل معرفت نے کھانے پینے سے مراد بیان کرتے ہوئے اور معنی بیان کیا، امام نووی شرح المہذب میں لکھتے ہیں۔

معناه ان محبة الله شغلتني عن الطعام والشراب

اللہ تعالیٰ کی محبت مجھے کھانے پینے کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتی۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۱۶۱)

شیخ ابن قیم نے بڑی تفصیل کے ساتھ یہی معنی تحریر کیا ہے

ان المراد به ما يغذيه الله به من معارفه، وما يفيض على قلبه من لذة مناجاته وقرة عينه بقربه، وتنعمه بحبه، والشوق اليه، وتوابع ذلك من الأحوال التي هي غذاء القلوب، ونعيم الأرواح، وقرة العين، وبهجة النفوس والروح والقلب بما هو أعظم غذاء وأجوده وانفعه، وقد يقوى هذا الغذاء حتى يغني عن غذاء الأجسام مدة من الزمان، كما قيل:

اس سے مراد وہ غذا ہے جو اللہ تعالیٰ معارف کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرماتا، وہ لذتِ مناجات ہے جو آپ کے قلبِ اقدس کو نصیب ہوتی اللہ تعالیٰ کے قرب کی ٹھنڈک، اس کی محبت کا انعام اور اس کا شوق اور دیگر ایسے احوال وکیفیات جو دلوں کی غذا، ارواح کے لئے نعمت، آنکھوں کے لئے ٹھنڈک، نفوس اور روح اور دل کے لئے ایسی غذا جو تمام غذاؤں سے بڑھ کر عمدہ اور نافع ہوتی ہے۔ یہ غذا اس قدر قوی ہے کہ انسان مدت تک غذا جسمانی سے

لها احاديث من ذكراك
تشغلها عن الشراب و
تلهيها عن الزاد لها
بوجهك نور تستضئ
به . ومن حديثك في
أعقابها حادي إذا اشكت
من كلال السير أوعدها
روح القدوم فتحيا
عند ميعاد ومن له أدنى
تجربة وشوق، يعلم استغناء
الجسم لغذاء القلب والروح
عن كثير من الغذاء الحيواني
ولاسيما المسرور الفرحان
الظافر بمطلوبه الذي قد
قرت عينه بمحبوبه،
وتنعم بقربه، والرضى
عنه، والطاف محبوبه
وهداياه وتحفه تصل اليه
كل وقت، ومحبوبه يعني به
معتن بأمره، مكرم له غاية
الاكرام مع المحبة التامة
له، أفليس في هذا أعظم

بے نیاز کر دیتی ہے جیسا کہ
کسی نے خوب کہا تیری یادوں
نے نفس کو کھانے پینے سے
بالاتر کر دیا ہے، اس کے لیے
تیری زیارت و دیدار روشنی
کا سبب ہے اور تیری باتیں
اس کیلئے حدی کا کام دیتی ہیں
جب سفر کی تھکاوٹ پریشان
و مضطرب کرتی ہے تو تیری یاد
ہی روح و دل کو دوبارہ
زندگی عطا کرتی ہے۔ اور
جسے بھی اس معاملۂ محبت
کا تھوڑا سا تجربہ اور شوق ہے
وہ جانتا ہے قلب و روح
کی غذا آدمی کو غذا حیوانی و جسمانی
سے بے نیاز کر دیتی ہے خصوصًا
وہ خوشی و لذت جو لیسے
مقصود و مطلوب کے حصول
پر ہوتی ہے کہ اس کی آنکھیں
محبوب کے دیکھنے سے ٹھنڈک
پاتی ہیں، اس کا قرب و رضا
اسکی سب سے بڑی نعمت

غذاء لهذا المحب؟ فكيف
بالحبيب الذى لا شيء أجل
منه، ولا أعظم، ولا أجمل
ولا أكمل، ولا أعظم
إحسانا إذا امتلأ قلب
المحب بحبه، وملأ
حبه جميع اجزاء قلبه
وجوارحه وتمكن
حبه منه اعظم تمكن،
وهذا حاله مع حبيبه
أفليس هذا المحب عند
حبيب يطعمه ويسقيه
ليلا ونهارا؟ ولهذا
قال "إني اظل عند ربي
يطعمني ويسقيني" ولوكان
ذلك طعاما وشرابا للفم
لما كان صائما فضلا عن
كونه مواصلا، وايضا
فلو كان ذلك في الليل
لم يكن مواصلا، ولقال
لاصحابه اذ قالوا له
انك تواصل لست اواصل

ہوتی ہے، محبوب کے الطاف
ہدایا و تحائف اسے ہر وقت
سامنے رہتے ہیں، محبوب اسے
ہر شئی محبوب ہو اور محبت کاملہ
کے ساتھ اس کے آرام و اکرام
میں مستغرق ہو۔
کیا یہ محب کے لئے
سب سے بڑی غذا نہیں
ہو گی؟
کیا مقام ہوگا اس محبوب
کے ملنے پر جس سے بڑھ کر
کوئی بڑا، بزرگ، اعظم،
اجمل، اکمل اور محسن ہی نہیں،
جب محب کا دل اس کی
محبت میں ڈوبا ہو، اس
کی محبت سے محب کے دل
اور تمام اعضاء جوارح سرشار
و مالا مال ہوں، اس کی محبت
کا — محب میں راج ہو،
یہ شان حضور کو اپنے خالق کے
ساتھ حاصل ہے کیا ایسا محب
دن رات اپنے محبوب سے

ولم يفعل لست كهيئتكم
بل اقرهم على نسبة الوصال
اليه، وقطع الالحاق بينه
وبينهم في ذلك بما بينه
من الفارق، كما في صحيح مسلم،
من حديث عبد الله بن عمر،
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
واصل في رمضان، فو
اصل الناس فنهاهم،
فقيل له انت تواصل
فقال اني لست مثلكم اني

سے کھا پی نہیں رہا ہوتا؟
اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میں اپنے رب کے ہاں رات
بسر کرتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے
اور پلاتا بھی اب اگر یہ کھانا پینا عملاً
ہو تو روزہ نہیں چہ جائیکہ وصال کا
روزہ ہو اور اگر رات کو ایسا ہوتا تو
پھر بھی آپ صاحب وصال نہ رہتے
یہی وجہ ہے جب صحابہ نے عرض
کیا آپ وصال فرماتے ہیں تو آپ نے
اس کا انکار نہیں فرمایا بلکہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری
مثل نہیں ہوں میں کھلایا اور پلایا جاتا
ہوں۔

۲۶۔ مغرب و عشاء کے درمیان غسل فرماتے

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مغرب و عشاء کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرمایا کرتے۔

۱۔ امام ابن ابی عاصم نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو عبادت میں پہلے سے بھی بڑھ کر محنت فرماتے۔

فاغتسل بین الاذانین

اور مغرب و عشاء کے درمیان غسل فرماتے۔

(لطائف المعارف، ۳۴۳)

یہاں دونوں اذانوں سے مراد مغرب و عشاء ہیں۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول مبارک ان الفاظ میں مروی ہے۔

کان یغتسل بین العشائین کل لیلۃ یعنی من العشر الاواخر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں مغرب و عشاء کے درمیان غسل فرمایا کرتے۔

(لطائف المعارف، ۳۴۶)

۳۔ امام ابن ابی عاصم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں انہوں نے ایک رات رمضان المبارک میں آپ کے ساتھ شب بیداری کی۔

فاغتسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسترہ حذیفہ وبقیت فضلۃ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پردہ کیا

فاغتسل بها حذيفة وستره النبي صلى الله عليه وسلم۔	بقیہ پانی سے حضرت حذیفہ نے غسل کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں۔

قام النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة من رمضان فى حجرة من جريد النخل فصبت عليه دلو من ماء (اتحاف اهل الاسلام، ۲۱۰)	رمضان کی رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی شاخوں سے بنے ہوئے حجرہ میں قیام فرمایا اور میں نے پانی کا ڈول آپ پر انڈیل دیا۔

شیخ ابن رجب اور امام ابن حجر مکی دونوں نے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں بیان کیا۔

ومنها اغتساله صلى الله عليه وسلم بين العشائين، (لطائف المعارف، ۳۴۶) (اتحاف اهل الاسلام، ۲۱۰)	مغرب وعشاء کے درمیان غسل فرمانا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں شامل ہے۔

یہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں مگر اعمال میں حدیث ضعیف مقبول ہوتی ہے اور پھر محدثین وفقہاء کرام نے ان سے استدلال کیا اور ان میں بیان کردہ عمل کو اپنا معمول بنایا۔

امام ابن جریر اہل علم کا معمول یوں بیان کرتے ہیں۔

كانوا يستحبون ان يغتسلوا كل ليلة من ليالى العشر الاخير (هكذا افطر رسول الله، ۱۴)	اہل علم ومعرفت رمضان کے آخری عشرہ میں ہر رات غسل کرنا مستحب جانتے ہیں۔

امام ابراہیم نخعی تابعی کا معمول یہ تھا۔

یغتسل فی العشر کل لیلۃ	آخری عشرہ رمضان میں ہر رات غسل کرتے۔

(لطائف المعارف، ۳۴۶)

حضرت ایوب السختیانی کے بارے میں منقول ہے وہ تیئس اور چوبیس رمضان کی رات غسل کرتے نئے کپڑے پہنتے اور فرماتے تیئس اہل مدینہ کی رات اور چوبیس ہماری رات ہے۔ حضرت زر بن جیش، ستائیس رات کو غسل فرماتے۔

خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول یہ ملتا ہے جب رمضان کی چوبیسویں رات آتی۔

اغتسل و تطیب ولبس	غسل کرتے، خوشبو لگاتے نیا حلہ،
حلۃ ازارا و رداء فاذا	تہبند اور چادر اوڑھتے جب صبح
اصبح طواھما فلم	ہوتی تو انہیں طے کر کے رکھ دیتے
یلبسھا الی مثلھا من قابل	اور پورا سال ایسے کپڑے نہ پہنتے۔

(لطائف المعارف، ۳۴۶)

۱۷۔ سر اقدس دھلاتے

حالت اعتکاف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک عمل بھی ملتا ہے کہ آپ اس طرح لیٹ جاتے کہ سر اقدس مسجد سے باہر ہوتا سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سر اقدس کو دھوتیں اور اسے کنگھی کرتیں۔

بخاری میں ام المومنین سے مروی ہے۔

کان یخرج راسہ من	آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت
المسجد وھو معتکف	اعتکاف میں سر اقدس مسجد سے

فاغسلہ	باہر نکالتے اور میں اسے دھویا کرتی۔

(البخاری، باب غسل المعتکف)

دوسری روایت میں حضرت عروہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے

ان کانت ترجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھی حائض وھو معتکف فی المسجد وھی فی حجرتھا یناولھا رأسہ	آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس کو حالت اعتکاف میں کنگھی وغیرہ کیا کرتیں حالانکہ یہ اپنے حجرہ میں ہوتیں۔

(البخاری باب المعتکف یدخل رأسہ البیت)

امام بدرالدین عینی اس کی تفصیلی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں حجرہ انور کا دروازہ مسجد شریف کی طرف تھا۔

وکانت عائشۃ تقعد فی حجرتھا من وراء القبۃ ویقعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد خارج الحجرۃ فیمیل رأسہ الیھا۔	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ میں قبہ کے پیچھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے باہر مسجد شریف فرما ہوتے اور اپنا سر اقدس ان کی طرف جھکا دیتے

(عمدۃ القاری، ۱۱ : ۱۵۸)

سر اقدس کا دھلانا بھی واضح کر رہا ہے کہ معتکف غسل کر سکتا ہے یہی وجہ ہے امام بخاری نے اس حدیث کو اس عنوان کے تحت ذکر کیا

ہے باب غسل المعتکف (اعتکاف کرنے والا غسل کر سکتا ہے)

اس گفتگو سے یہ بھی آشکار ہو جاتا ہے کہ معتکف غسلِ جمعہ اور عبادت میں ذوق و شوق کی بحالی کے لیے غسل کر سکتا ہے اور ظاہر ہے یہ مسجد سے باہر ہی ہوگا نہ کہ مسجد کے اندر۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی معتکف کے غسل جمعہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اما غسل جمعہ روایتے صریح دراں از اصول نمی یابم جز آنکہ در شرح اورادگفتہ است کہ بیروں می آید برائے غسل فرض باشد یا نفل (اشعۃ اللمعات، ۲: ۱۲۰)	غسل جمعہ کے بارے میں اصول میں کوئی صریح روایت ہم نے نہیں پائی شرح اوراد میں ہے کہ معتکف غسل کے لیے باہر آسکتا ہے۔ خواہ غسل فرض ہو یا نفل۔

آپ پیچھے تفصیلاً پڑھ چکے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں مغرب و عشا کے درمیان غسل فرمایا کرتے اور ظاہر ہے یہ غسل نفلی ہی تھا، حضرت شیخ کے مطالعہ میں یہ معمول اور روایت نہیں آئی تبھی انہوں نے فرمایا میرے نظر سے کوئی صریح روایت نہیں گزری لیکن شرح اوراد میں، غسل نفل کی اجازت دی گئی ہے ظاہر ہے ان بزرگوں کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا کیونکہ وہ اجتہادی طور پر ایسی بات کہاں کر سکتے ہیں؟

۲۷۔ آخری عشرہ میں پہلے سے بڑھ کر عبادت میں محنت فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارا سال ہی عبادتِ الٰہی میں کوئی کمی نہ فرماتے

ماہ رمضان المبارک میں دوسرے مہینوں سے بڑھ کر عبادت فرماتے اور جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو ان میں تو اور خصوصی عبادت کا اہتمام فرماتے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتھد فی العشر الاواخر مالا یجتھد فی غیرہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں جتنی محنت فرماتے دوسرے دنوں میں اتنی نہ فرماتے۔

(المسلم، باب الاجتہاد فی العشر الاواخر)

۵۔ وصال کا روزہ اور آخری عشرہ

پیچھے گزرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات دن کے ساتھ ساتھ رات کا بھی روزہ رکھتے اور یہ وصال کے روزوں کا معمول مبارک بھی اکثر طور پر آخری عشرہ رمضان میں ہوتا تاکہ وہ قلیل سے قلیل لمحات جو کھانے پینے میں لگتے ہیں ان کو بھی عبادت الٰہی کے لیے وقف کیا جائے شیخ ابن قیم لکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اسقدر عبادت فرماتے۔

حتی انہ کان لیواصل فیہ احیانا لیوفر ساعات لیلہ ونہارہ علی العبادۃ	حتی کہ بعض اوقات وصال کا روزہ رکھ لیتے تاکہ دن رات کی ہر گھڑی کو عبادت الٰہی کے لئے ہی مخصوص کیا جا سکے۔

(صوم النبی، ۵۸)

۷۶۔ کمر کس کر باندھ لیتے

آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت میں مشغولیت کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنی کمر مبارک کو کس کر باندھ لیتے جو خوب محنت و جد و جہد کی علامت ہوا کرتا ہے۔

صحابہ سے مروی ہے جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وجد و شد المئزر	خوب محنت فرماتے اور مبارک
(المسلم، باب الاعتکاف)	کمر کو باندھ لیتے

شد المئزر کا معنی بیان کرتے ہوئے امام نووی فرماتے ہیں۔

هو الاجتهاد فی العبادات	یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر
زیادۃ علی عادتہ صلی اللہ	ایام کی نسبت عبادات میں
علیہ وسلم فی غیرہ	محنت اور اضافہ تھا۔

(شرح مسلم، ۱: ۳۷۲)

امام عبدالرؤف المناوی نے ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

وهو کنایۃ عن الاجتهاد	یہ عبادت میں محنت کا بیان
فی العبادۃ	ہے۔

(فیض القدیر، ۵: ۱۳۲)

امام ابن حجر مکی آخری عشرہ کے معمولات میں بیان کرتے ہیں۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمر باندھ لیا
ابشد المئزر	کرتے۔

(اتحاف اهل الاسلام، ۲۰۸)

"تمام رات بیدار رہتے"

رمضان کی باقی راتوں میں کچھ آرام بھی فرماتے مگر آخری راتوں میں وہ تھوڑا سا آرام بھی ترک فرما دیتے اور تمام رات بیدار رہ کر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا۔

اذا دخل العشر احیی اللیل — جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات بیدار رہتے۔

شیخ ابن رجب فرماتے ہیں یہ روایت ان الفاظ سے بھی مروی ہے۔

واحیا اللیل کلہ — تمام رات بیدار رہتے۔

(لطائف المعارف، ۳۳۹)

مسند احمد کی روایت اس کی تائید کر رہی ہے۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم یخلط العشرین بصلاۃ ونوم فاذا جاء العشر شمر وشد المئزر — رمضان کے بیس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز و آرام دونوں کرتے لیکن جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو کمر کس کر باندھ لیا کرتے۔

(مسند احمد، ۶ : ۱۴۶)

امام ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آپ کا یہ معمول نقل کیا ہے

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا شهد رمضان قام ونام فاذا کان اربعا وعشرین — جب رمضان شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام بھی فرماتے اور آرام بھی لیکن چوبیس رمضان

لم یذق غمضًا — ہوتی تو آپ ایک لمحہ بھی نیند نہ فرماتے

(الحلیہ، ۶ : ۳۰۶)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔

لم یأوِ الی فراشہ حتی ینسلخ رمضان — رمضان گزرنے تک آپ بستر پہ آرام فرما نہ ہوتے۔

دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں۔

وطوی فراشہ — آپ کا مبارک بستر لپیٹ دیا جاتا۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۲۰۸)

باقی پیچھے جو گزرا کہ حالتِ اعتکاف میں بستر اور چارپائی بھی بچھائی جاتی تھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر نیند فرماتے ہوں، ممکن ہے امت کے لئے تعلیم ہو کہ معتکفین مسجد میں بستر وغیرہ لا سکتے ہیں اور سو بھی سکتے ہیں۔

۸۔ سارے رمضان کا معمول

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک معمول فقط آخری عشرہ رمضان کا ہی نہ تھا بلکہ پورے رمضان کا تھا۔ امام بیہقی نے فضائل اوقات میں اور امام جلال الدین سیوطی نے جامع الصغیر میں ام المومنین سے روایت کے الفاظ یہ نقل کیے ہیں۔

کان اذا دخل رمضان شد مئزرہ ثم لم یات فراشہ حتی ینسلخ — جیسے ہی رمضان شروع ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس کر باندھ لیتے اور اس کے اختتام تک آرام فرما نہ ہوتے۔

(الجامع الصغیر، حدیث ۶۶۸۰)

۷۹۔ گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے

رمضان کی آخری راتوں میں صرف خود ہی بیدار نہ رہتے بلکہ گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے ہے جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا۔

احیی اللیل وایقظ اھلہ — تمام رات قیام فرماتے اور گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے۔

(المسلم، باب الاجتہاد فی العشر)

یہاں اہل سے مراد صرف ازواج مطہرات ہی نہیں بلکہ ہر وہ چھوٹا بڑا مراد ہے جو نماز ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے کیونکہ طبرانی کی روایت میں یہی ہے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو بیدار کرتے۔

وکل صغیر وکبیر یطیق الصلاۃ — اور اس چھوٹے بڑے کو بیدار کرتے جو نماز پڑھ سکتا ہے۔

(مسند احمد، ۱: ۳۳۳)

حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے منقول ہے

لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا بقی من رمضان عشرۃ ایام یدع احداً من اھلہ یطیق القیام الا اقامہ — جب رمضان کے دس دن باقی رہ جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں جسے نماز کی طاقت ہوتی اسے بیدار فرما دیتے

(فتح الباری، ۴: ۲۱۸)

۸۰- اعتکاف فرماتے

رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نہایت ہی مبارک معمول اعتکاف ہے، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم۔

كان يعتكف العشر الاواخر	رمضان کے آخری عشرہ میں ہمیشہ
من رمضان حتى توفاه الله	اعتکاف فرماتے یہاں تک کہ اللہ
تعالے ثم اعتكف ازواجه	تعالے نے آپ کو وصال عطا
من بعده	فرمایا آپکے بعد ازواج مطہرات
(بخاری کتاب الاعتکاف)	اعتکاف کیا کرتیں۔

امام ابن شہاب زہری لوگوں کے اعتکاف نہ کرنے پر کہا کرتے۔

عجبا للمسلمين تركوا الاعتكاف	افسوس مسلمانوں پر انہوں نے اعتکاف
والنبى صلى الله عليه وسلم لم يتركه	ترک کر دیا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
منذ دخل المدينة حتى	نے وصال تک مدینہ منورہ میں اعتکاف
قبضه الله	ترک نہ فرمایا

(فتح الباری، ۴: ۲۲۹)

۸۱- پہلے اور دوسرے عشرہ کا اعتکاف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ آخری عشرہ کے علاوہ رمضان کے پہلے اور دوسرے عشرہ میں بھی اعتکاف فرمایا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا پہلا عشرہ اعتکاف

فرمایا پھر دوسرا عشرہ بھی اعتکاف فرمایا اور یہ اعتکاف ایسے ترکی خیمہ میں تھا جس کے دروازے پر بطور پردہ چٹائی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی کو مبارک ہاتھ سے پکڑ کر خیمہ کی طرف ہٹایا۔

ثم اطلع راسه فکلم الناس	سر اقدس نکال کر صحابہ کو قریب
فدنوا منه فقال انی اعتکفت	آنے کا فرمایا جب وہ قریب آگئے
العشر الاول التمس ھذہ اللیلة	تو فرمایا میں نے لیلۃ القدر کی تلاش
ثم اعتکفت العشر الاوسط	میں پہلا عشرہ اعتکاف کیا پھر میں نے
ثم اتیت فقیل لی انھا فی	درمیانی عشرہ اعتکاف کیا پھر مجھے
العشر الاواخر فمن احب	بتایا گیا وہ آخری عشرہ میں ہے
منکم ان یعتکف فلیعتکف	تم میں سے جو اعتکاف جاری رکھنا
(المسلم، کتاب الصیام)	چاہتا ہے وہ اسے جاری رکھے۔

ایک مقام پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اعتکف العشر الاوسط من	لیلۃ القدر پر آگاہی سے پہلے
رمضان یلتمس لیلة القدر	اس کی تلاش کے لیے درمیانی
قبل ان تبان له	عشرہ میں بھی اعتکاف فرمایا۔

(عمدۃ القاری، ۱۱ : ۱۳۳)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کر دیا گیا کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم صرف آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے، امام ابن حجر مکی اس روایت کے تحت لکھتے ہیں۔

فاعتکافه فی الاوسط لرجائھا قبل ان یتبین لہ ذلک فلما تبین لہ انھا فی الاخیر اعرض عن الوسطیٰ

(اتحاف اھل الاسلام، ۲۰۱)

لیلۃ القدر کی تلاش کے لئے درمیانی عشرہ میں اعتکاف، اس پر مطلع ہونے سے پہلے تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کردیا گیا کہ وہ آخری عشرہ میں ہے تو آپ نے وسط کا اعتکاف ترک فرمادیا۔

۸۲ شوال میں قضأ اعتکاف

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں اعتکاف نہ فرمایا ہوا یوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کے لیئے مسجد میں خیمہ لگایا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اعتکاف کی اجازت چاہی جو مل گئی انہوں نے الگ خیمہ لگایا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتکاف کی اجازت حاصل کر کے خیمہ لگا لیا، جب یہ منظر حضرت زینب بنت حجش رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی اعتکاف کیلیئے خیمہ لگایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول صبح کی نماز کے بعد اپنے خیمہ میں جلوہ افروز ہونے کے لیئے تشریف لائے تو دیکھا آپ کے خیمہ کے ساتھ تین اور خیمے بھی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمے اٹھانے کا حکم دیدیا۔

فترک الاعتکاف ذلک الشھر ثم اعتکف عشرا من شوال

(البخاری، باب اعتکاف النساء)

اس ماہ رمضان میں اعتکاف نہ فرمایا پھر شوال کے عشرہ میں اعتکاف فرمایا۔

اعتکاف ترک فرمانے کی حکمتیں

امام بدر الدین عینی اور دیگر محدثین کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک اعتکاف کی درج ذیل حکمتیں بیان کی ہیں۔

۱۔ کہیں ان کا یہ عمل کمال اخلاص سے خالی نہ ہو، محض آپ کے قرب اور آپس میں غیرت و رشک کی بنا پر ہو۔

۲۔ مسجد میں ہر قسم کے لوگ اعراب اور منافقین کی آمد و رفت تھی خواتین کے لئے آمد و رفت میں تنگی و پریشانی نہ ہو۔

۳۔ ان کے خیموں کی وجہ سے مسجد نمازیوں کے لیے تنگ ہو گئی تھی

۴۔ چوتھی یہ بیان فرمائی۔

لانہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا راھن عندہ فی المسجد تصار کانہ فی منزلہ بحضرۃ مع ازواجہ و ذھب المقصود من الاعتکاف وھو التخلی عن الازواج ومتعلقات الدنیا	جب آپ نے مسجد میں ازواجِ مطہرات کو اردگرد دیکھا تو محسوس فرمایا یہاں تو گھر والا معاملہ ہی بن گیا ہے اور اس سے مقصدِ اعتکاف (ازواج اور امورِ دنیا سے جدا ہونا) فوت ہو جائے گا۔

(عمدۃ القاری، ۱۱: ۱۴۸)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہی حکمت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

او بالنسبۃ الی ان اجتماع النسوۃ عندہ یصیرہ کالجالس	کہ خواتین کے اجتماع کی وجہ سے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے

فی بیتہ و د بما شغلنہ من التخلی لما قصد من العبادۃ فیفوت مقصود الاعتکاف	آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہی تشریف فرما ہیں اور یہ بات خلوت میں عبادت کے منافی ہے اور اس سے اعتکاف کا مقصد فوت ہونے کا خطرہ تھا۔

(فتح الباری، ۴: ۲۲۳)

اہم نوٹ

اس پر وہ لوگ ضرور غور کریں جو حالت اعتکاف میں بھی اپنے اردگرد عام زندگی کے ماحول کو قائم رکھتے ہیں جس سے یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ ان دنوں کچھ معمولات میں تبدیلی آئی ہے، اگر معمولات میں تبدیلی نہیں لانی تو پھر اعتکاف بیٹھنے کی کیا ضرورت ؟ آپ نے دیکھا نہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں گھر والا ماحول ہی محسوس فرمایا تو اعتکاف ترک فرمادیا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ماحول اثر انداز نہیں ہوسکتا۔

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک معمول یہ تھا جس عبادت کو ایک دفعہ شروع فرما لیتے کبھی اسے ترک نہ فرماتے اس لیے آپ نے یہ متروکہ اعتکاف کی قضا

اعتکف فی آخر العشر من شوال	شوال کے آخری عشرہ میں فرمائی۔

(البخاری، باب الاعتکاف فی شوال)

۸۳ وصال کے سال بیس دن اعتکاف

اکثر طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا مگر وصال کے سال آپ نے بیس روز اعتکاف فرمایا یعنی گیارہ رمضان المبارک سے اعتکاف شروع فرما کر آخر رمضان تک جاری رکھا، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس روز اعتکاف فرمایا کرتے۔

فلما کان العام الذی قبض	وصال کے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم
فیہ اعتکف عشرین یوما	نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔

(البخاری، باب الاعتکاف فی العشر الاوسط)

بیس روز اعتکاف کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے شارحین حدیث لکھتے ہیں،

۱- اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کو اس لیے بڑھا دیا۔

من اجل انہ علم بانقضاء	چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وصال
اجلہ اراد استکثار عمل الخیر	سے آگاہ ہو چکے تھے آپ نے عمل
لیبن لامتہ الاجتہاد فی العمل	خیر میں اضافہ فرما کر امت کو تعلیم دی کہ
اذا بلغوا اقصی العمر لیلقوا	عمر کے آخری حصہ میں عمل خیر میں خوب
اللہ علی خیر احوالھم	محنت سے کام لیا جائے تاکہ بہتر حال
	میں باری تعالےٰ کی بارگاہ میں حاضری
	ہو۔

۲- دوسری وجہ بعض علما نے یہ بیان فرمائی کہ رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت جبریل امین قرآن کا دور کیا کرتے تھے جس سال آپ کا وصال ہوا انہوں نے آپ سے دو دفعہ دور کیا

فلذلک اعتکف قدر ما	اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کان یعتکف مرتین — دو مرتبہ کا اعتکاف ایک دفعہ فرمایا۔

۳۔ امام ابن العربی اس کی وجہ یہ بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کی وجہ سے جس اعتکاف کو ترک فرمایا تھا اس کی قضا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرہ شوال میں کر لی تھی مگر آپ کی خواہش ہوئی کہ قضا رمضان میں بھی کرنی چاہیئے۔

اعتکف فی العام الذی یلیہ عشرین لیتحقق قضاء العشر فی رمضان۔ — متصل سال میں بیس دن اعتکاف فرمایا تاکہ اس کی قضا رمضان ہی میں ہو جائے۔

۴۔ بعض نے اس عمل مبارک کی حکمت یہ بھی بیان کی ہے کہ یہ مذکورہ اعتکاف کی قضا نہ تھی وہ تو شوال میں کر لی تھی یہ اس اعتکاف کی قضا تھی جو اس سے پچھلے سال سفر کی وجہ سے رہ گیا تھا۔

انہ کان فی العام الذی قبلہ کان مسافرا فلم یعتکف فلما کان العام المقبل اعتکف عشرین — اس سے پہلے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت سفر کی وجہ سے اعتکاف نہ فرما سکے تھے تو آئندہ سال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔

(عمدۃ القاری ۱۱: ۱۴۷)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہ وجہ اقوی ہے کیونکہ اس کا ذکر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث میں موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے۔

فسافر عاما فلم یعتکف فلما کان العام المقبل اعتکف عشرین — ایک سال ہم نے سفر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف نہ فرما سکے پھر آئندہ سال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس یوم اعتکاف فرمایا

(فتح الباری، ۴: ۲۲۹)

وصال کا کمال شوق

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک عمل کی حکمت ان پر محبت الفاظ میں بیان کی ہے۔

از جہت کمالِ شوق و تہیا و استعداد

بوصول درگاہ۔ بیت

وعدہ وصل چوں شود نزدیک

آتشِ شوق تیز تر گردد

(اشعۃ اللمعات، ۲: ۱۲۰)

بارگاہ خداوندی میں کے وصال و ملاقات کے شوق اور اس کی بہتر تیاری کے لیئے ایسا کیا کسی نے کہا خوب کہا

جب ملاقات کا وعدہ قریب آتا ہے

تو شوق کی آگ مزید بھڑک اٹھتی ہے۔

۸۴۔ اعتکاف مسجد میں فرماتے نہ کہ حجرہ میں

حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے مسجد سے ہی متصل بلکہ بقول بعض تابعین کے مسجد کے اندر تھے مگر اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اعتکاف نہ فرمایا حضرت عطاء بن ابی رباح سے جب یہ پوچھا گیا کہ مجاورت اور اعتکاف ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یا یہ الگ ہیں انہوں نے جواب میں فرمایا یہ دونوں مختلف ہیں، مجاورت کے لیے مسجد شرط نہیں اور اعتکاف کے لیے مسجد شرط ہے پھر اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول بطور دلیل بیان کیا

کانت بیوت النبی صلی اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس

علیہ وسلم فی المسجد فلما	حجرے مسجد میں ہی تھے مگر جب
اعتکف فی شھر رمضان	آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان
خارج من بیوتہ الی	میں اعتکاف فرماتے تو ان سے نکل کر
بطن المسجد فاعتکف فیہ	مسجد میں تشریف فرما ہو کر اعتکاف
(عمدۃ القاری، ۱۱: ۱۴۱)	فرماتے۔

حجرے میں اعتکاف نہیں ہوتا

یہاں اس بات کا ذہن نشین کر لینا نہایت ضروری ہے کہ جس مقام پر اعتکاف کیا جا سکتا ہے وہ مسجد کا ہال، برآمدہ اور صحن ہے کیونکہ انہی پر حقیقۃً مسجد کا اطلاق ہوتا ہے اس کے علاوہ وہ حصہ جو مسجد کی ضروریات کے لیے وقف ہوتا ہے مثلاً وضو خانہ، حجرہ امام اور گودام وغیرہ وہ مسجد نہیں بلکہ وہ حکم مسجد میں ہوتا ہے لہذا اس حصہ میں اعتکاف نہیں کیا جا سکتا بلکہ معتکف حالت اعتکاف میں اگر ان حصص میں بلا ضرورت جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا جب اعتکاف کے لیے مسجد کا ہونا ضروری ہے تو جو لوگ حجروں میں اعتکاف کرتے ہیں ان کا اعتکاف نہیں ہوگا۔

آج کئی لوگ اپنا امتیاز اور پروٹوکول قائم رکھنے کے لیے مسجد کے بجائے الگ حجروں میں اعتکاف کرتے ہیں انہیں احساس ہونا چاہیے مسجد سب سے افضل و اعلیٰ مقام ہے کہیں ایسا نہ ہو وہ اللہ کے گھر کی رحمتوں اور برکات سے محروم کر دیئے گئے ہوں حبیب اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ چھوڑ کر مسجد میں بیٹھتے ہیں تو انہیں کیا ہو گیا ہے؟

۸۵۔ اعتکاف کیلئے خیمہ لگواتے

اعتکاف چونکہ نام ہی مخلوق سے جدا کر خالق کی چوکھٹ پر بیٹھ جانے کا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ یہ مقام ہر وقت حاصل ہے مگر آپ امت کی تعلیم کی خاطر باقاعدہ خیمہ میں اعتکاف فرماتے تاکہ اعتکاف کرنے والے کو اپنے رب سے خلوت نصیب ہو اور ایسی یکسوئی مل جائے کہ سارا سال اس کا دل اپنے خالق و مالک کی طرف ہی متوجہ رہے، اس کا دل کسی کار کی طرف ہو مگر دل حقیقی محبوب اور یار کی طرف ہی رہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے۔

فکنت اضرب لہ خباء	میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
(البخاری، باب اعتکاف النساء)	خیمہ نصب کیا کرتی تھی۔

دوسرے مقام پر فرماتی ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز (فجر)
اذا صلی انصرف الی بنائہ	ادا کر کے اپنے مقدس خیمہ میں تشریف
(البخاری، باب من اراد ان یعتکف)	فرما ہوتے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالے عنہ سے ہے کہ آپ نے پہلا عشرہ بھی اعتکاف فرمایا۔

ثم اعتکف العشر الاوسط	دوسرا عشرہ بھی اعتکاف فرمایا اور
فی قبۃ ترکیۃ علی سدتھا	یہ اعتکاف ترکی خیمہ میں تھا جس
حصیر قال فاخذ الحصیر	کے دروازہ پر چٹائی پردہ تھا،

بیدہ فنحاھا فی ناحیۃ	اس چٹائی کو آپ صلی اللہ
القبۃ ثم اطلع راسہ	علیہ وسلم نے ایک طرف کر کے سر اقدس
فکلم الناس	نکال کر لوگوں سے کلام فرمایا۔

(موطا امام مالک، کتاب الاعتکاف)

امام ابن ماجہ نے ایک باب قائم کیا ہے جس کا عنوان ہی باب الاعتکاف فی خیمۃ فی المسجد ہے۔

انہی روایات کی بنا پر اہلِ سیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ معمول بیان کیا۔ شیخ ابنِ قیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک معمول کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

وکان یامر بخباء فیضرب	آپ خیمہ لگانے کا حکم فرماتے جو
لہ فی المسجد یخلو فیہ	مسجد میں لگا دیا جاتا آپ اس میں
بربہ عزوجل	اپنے رب کے ساتھ خلوت میں رہتے

(صوم النبی، ۱۹۴)

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی لکھتے ہیں۔

کان اعتکافہ فی قبۃ تنصب	آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں اعتکاف
لہ فی المسجد قریب بیتہ	فرماتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس
(ھکذا اصام رسول اللہ، ۳۰)	گھر کے پاس نصب کیا جاتا تھا۔

شیخ عطیہ محمد سالم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

ففی ھذا الحدیث اعتکافہ	اس حدیث نے واضح کر دیا کہ آپ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی قبۃ ترکیۃ	علیہ وسلم ترکی خیمہ میں اعتکاف فرماتے تھے

وفی بعض الآثار قبۃ من خوص — بعض روایات میں کھجوری خیمہ کا بھی ذکر ملتا ہے۔

(مع الرسول فی رمضان، ۸۹)

شیخ محمد بن عبداللہ العلوی حاشیہ ابن ماجہ میں قبۃ ترکیۃ کے تحت لکھتے ہیں۔

ای قبۃ صغیرۃ من لبود — یعنی چمڑے کا چھوٹا خیمہ ہوتا تھا۔

(مفتاح الحاجہ، ۱۲۸)

خدارا سوچئے

آپ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول پڑھا کہ اپنے رب اکرم سے خلوت کے لئے خیمہ لگاتے۔ اگرچہ آپ خیمہ کے محتاج نہ تھے مگر اس میں ہمارے لئے تعلیم تھی تم اگر اپنے رب سے یکسوئی چاہتے ہو تو یہ چند دن اس طرح تنہائی میں بیٹھو بس تمہارا رب ہو اور تم۔ اعتکاف کو کو میلہ بنانے والے اس پر ضرور غور کریں کہیں لوگوں کو اپنے رب کریم کی طرف متوجہ کرنے کے بجائے غافل تو نہیں کر رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی پیروی ہی بندے کو رب کا محبوب بناتی ہے اسے چھوڑ کر رب کو نہیں پایا جا سکتا لہٰذا ضروری ہے لوگوں کو اعتکاف کے موقعہ پر اجتماعیت کے بجائے تنہائی کا درس دیا جائے تاکہ وہ مقصدِ اعتکاف کو پا سکیں۔

۸۶۔ خیمہ میں نماز فجر ادا کر کے داخل ہوتے

اعتکاف کی ابتدا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیس رمضان المبارک کی شام کو فرما دیتے، رات مسجد میں ہی بسر ہوتی مگر خیمہ میں اکیس رمضان کی نماز فجر ادا کر کے داخل ہوتے، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف کرتے۔

فکنت اضرب لہ خباء
فیصلی الصبح ثم یدخلہ
(البخاری، باب اعتکاف النساء)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خیمہ نصب کیا جاتا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر ادا کر کے تشریف فرما ہوتے۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ رمضان کا اعتکاف فرماتے

فاذا صلی الغداۃ دخل
مکانہ الذی اعتکف فیہ
(البخاری، باب الاعتکاف فی شوال)

جب فجر کی نماز ادا فرما لیتے تو پھر اس مقام (خیمہ) پر تشریف فرما ہوتے یہاں آپ معتکف ہوتے۔

مسلم کے الفاظ ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا اراد ان یعتکف
صلی الفجر ثم دخل معتکفہ
(المسلم، کتاب الاعتکاف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو نماز فجر ادا کر کے اعتکاف کی جگہ تشریف فرما ہوتے

شارح مسلم امام نووی اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انہ دخل المعتکف
وانقطع فیہ و تخلی بنفسہ

نماز فجر کے بعد جائے اعتکاف میں داخل ہو جاتے، تمام لوگوں سے

بعد صلوۃ الصبح لان ذلک وقت ابتداء الاعتکاف بل کان من قبل المغرب معتکفا لابثا فی جملۃ المسجد فلما صلی الصبح انفرد	منقطع ہو کر تنہائی میں تشریف لے جاتے اس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے بعد اعتکاف شروع کرتے بلکہ اعتکاف تو مغرب کے بعد شروع کرتے مگر مسجد میں ٹھہرے رہتے فجر کی نماز ادا کر کے تنہائی میں تشریف لے جاتے۔
(شرح مسلم، ۱: ۳۷۱)	

تنہائی اور خلوت کی تائید

پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک معمول گزرا کہ آپ اعتکاف کے لئے خیمہ لگایا کرتے مذکورہ احادیث اسی کی تائید کر رہی ہیں، ان میں "انفرد (آپ جدا ہو جاتے) اور دخل معتکفہ (آپ جائے اعتکاف میں داخل ہو جاتے) کے الفاظ اسی بات کی نشاندہی کر رہے ہیں۔

محدثین کرام نے لفظ معتکف کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ اس سے مراد

الموضع الذی کان یخلو فیہ عن اعین الناس	وہ مقام ہے جس میں اعتکاف کرنے والا لوگوں کی نگاہوں سے غائب اور خلوت میں چلا جاتا ہے۔
(حاشیہ مشکوٰۃ، ۱۸۳)	

انہی روایات کے پیشِ نظر اہل سیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول بیان کیا۔

وکان صلی اللہ علیہ وسلم یدخل معتکفہ اذا صلی فجر الیوم الاول من العشر	آپ صلی اللہ علیہ وسلم جائے اعتکاف میں آخری عشرہ کے پہلے دن نمازِ فجر کے بعد داخل ہوتے۔

(مع الرسول فی رمضان، ۹۰)

ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معمول کی حکمت یہ ہو کہ چونکہ رات کو مسجد نمازیوں سے خالی ہو جاتی ہے لوگوں کا آنا جانا کم ہو جاتا ہے اس لیے معتکف رات کو خیمہ سے باہر رہ سکتا ہے اور دن کو لوگوں کا آنا جانا زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے وہ خیمہ میں منتقل و مقیم رہے

۸۷ حسبِ ضرورت گفتگو فرماتے

دورانِ اعتکاف حسبِ ضرورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر لوگوں سے ملاقات اور گفتگو فرمانے کا معمول بھی تھا۔

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے گزرا، آپ نے درمیانی عشرہ بھی اعتکاف فرمایا ہم بھی آپ کے ساتھ اعتکاف میں تھے ہمیں خیمہ سے سر اقدس نکال کر فرمایا۔

فقیل لی انہا فی العشر الاواخر فمن احب منکم	مجھے آگاہ کیا گیا ہے لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہے تم میں سے

ان یعتکف فلیعتکف (المسلم، کتاب الصیام) — جو اعتکاف جاری رکھنا چاہتا ہے جاری رکھے۔

۸۸ حسب ضرورت ملاقات فرماتے

گفتگو کے علاوہ ملاقات فرمانا بھی ثابت ہے آپ کی اہلیہ محترمہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے۔

جاءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزورہ فی اعتکافہ فی المسجد فی العشر الاواخر من رمضان فتحدثت عندہ ساعۃ ثم قامت فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم معہا یقلبہا حتی اذا بلغت باب المسجد عند باب ام سلمہ (البخاری، باب ھل یخرج المعتکف)

وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آخری عشرہ کے اعتکاف میں مسجد میں زیارت کے لیے حاضر ہوئیں، تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی جب وہ واپس جانے کیلئے اٹھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکو الوداع کرنے کے لیے ساتھ چلے یہاں تک کہ وہ مسجد کے اس دروازے تک پہنچ گئیں جو باب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قریب ہے،

حضرت صفیہ کے آنے کی وجہ

حالت اعتکاف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی حکمت بھی محدثین نے بیان کی کہ یہ ______ زعماء یہود کے رئیس کی صاحبزادی تھیں وہاں سے گرفتار ہو کر آئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد فرما کر اپنے عقد میں لے لیا۔

لقد عز علیها فراق رسول الله صلی اللہ علیه وسلم فاستوحشت لبعده فجاءته تسعی لزیارته والانس به رضوان اللہ علیها ما ابرها واصدقها
(حکمۃ الصیام، ۷۶)

تو ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی شاق گزری اور دوری کی وجہ وحشت زدہ ہو گئیں اس لیئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور ملاقات کے لیے حاضر ہوئیں۔

روایت ہشام بن یوسف میں ہے کہ اس موقعہ پر دیگر ازواج مطہرات بھی ملاقات کے لئے حاضر ہوئی تھیں (عمدۃ القاری ۱۱ : ۱۵۱)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو گھر تک چھوڑنے جانے کی حکمت محدثین نے بیان کرتے ہوئے کہا۔

ان خروجه صلی اللہ علیه وسلم مع صفیة محمول علی انه خروج لم یکن له بد منه لانه کان لیلاً فلم یامن علیها۔
(الاعتکاف، ۶۳)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا ایسا تھا جس کے بغیر چارہ نہ تھا کیونکہ رات کا وقت تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں عدم تحفظ محسوس فرمایا۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ایک حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے۔

ان بیوت رفقتها کانت اقرب من منزلها فخشی النبی صلی اللہ علیه وسلم علیها
(فتح الباری، ۴ : ۳۲۴)

باقی ازواج مطہرات کے گھر انکے گھر سے قریب تھے ان کا دور تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تنہا جانا مناسب نہ سمجھا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے

کان یخرج رأسہ من المسجد وھو معتکف فاغسلہ (البخاری، باب غسل المعتکف)	آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت اعتکاف میں سر اقدس مسجد سے باہر نکالتے اور میں اسے دھو یا کرتی تھی۔

یعنی حالت اعتکاف میں نہ تو اتنی سختی ہے کہ انسان بات ہی نہ کرے اور نہ اتنی کھلی چھٹی ہے کہ اس کا مقصد ہی فوت ہو جائے اس لئے یہاں دو باتوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔

۱۔ یہ ملاقات اور گفتگو حسبِ ضرورت ہی ہونی چاہیئے نہ کہ عام معمول کے مطابق۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقدس معمول سے اتنا تو ثابت کرنا عین اسلام ہے کہ معتکف حسبِ ضرورت کسی سے گفتگو کر سکتا ہے یا کسی سے مل سکتا ہے مگر اس سے جماعتی کانفرنسوں جلسوں جلوسوں اور میٹنگوں پر ثبوت فراہم کرنا اسلام پر ظلم اور زیادتی کے سوا کچھ نہیں۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ان کے گھر تک چھوڑ آنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ معتکف ہر وہ کام کر سکتا ہے جس کے بغیر چارہ نہ ہو اور وہ کام مسجد میں نہ ہو سکتا ہو اور معتکف کے علاوہ کوئی دوسرا اسے انجام بھی نہ دے سکتا ہو۔ اس لئے فقہاکرام نے یہ تصریح کی ہے۔

کل مالا بد لہ منہ ولا یمکن فعلہ فی المسجد فلہ الخروج الیہ ولا یفسد اعتکافہ (الاعتکاف، ۵۹)	ہر وہ عمل جس کے بغیر چارہ نہ ہو اور مسجد میں اس کی ادائیگی ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں معتکف باہر جا سکتا ہے اس لیے اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

٨٩۔ بستر اور چارپائی

خیمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بستر یا چارپائی بھی بچھائی جاتی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما بیان کرتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تو

طرح لہ فراشہ او یوضع لہ سریرہ	آپ کے لیے بستر یا چارپائی بھی بچھائی جاتی تھی۔

(ابن ماجہ، ۱۲۸)

آپ کا مقامِ اعتکاف

مذکورہ روایت میں آپ کے مقامِ اعتکاف کی نشاندہی بھی کی گئی ہے

یوضع لہ سریرہ وراء اسطوانۃ التوبۃ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ستونِ توبہ کی پچھلی طرف چارپائی بچھائی جاتی تھی۔
(ابن ماجہ، ۱۲۸)	

یہ ستون ریاض الجنۃ میں ہے، صحابیٔ رسول حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے غلطی ہوگئی تو انہوں نے اپنے آپ کو اس ستون کے ساتھ باندھ لیا اور قسم کھائی۔

لایفکہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان یتوب اللہ علیہ	جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کھولیں گے اور اللہ تعالٰی توبہ قبول نہیں فرمائے گا میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔

اللہ تعالےٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے انہیں کھولا اس وجہ سے اس مبارک ستون کا نام ستونِ توبہ ہے اسے "ستون ابو لبابہ" بھی کہا جاتا ہے۔

محلِ اعتکاف اور ستونِ سریر

مذکورہ روایت سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ محلِ اعتکاف ستونِ توبہ کی پچھلی طرف تھا لیکن اس کی خصوصی نشاندہی کے لیے ترکوں نے ستون سریر بنایا جو اس مقام پر ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے اور وہ ستون روضہ اقدس کی جالی میں مرجع زیارت ہے، الشیخ عطیہ محمد سالم رقمطراز ہیں۔

ویوجد الان اسطوانۃ تسمی	اب اس مقام پر جو ستون ہے اس
اسطوانۃ السریر وتقع شرقی	کا نام "اسطوانۃ السریر" ہے وہ ریاض
الروضۃ فی اول المشبک	الجنۃ کی مشرقی جانب حجرہ نبوی کی پہلی
الموجود علی الحجرۃ	جالی میں ہے۔

(مع الرسول فی رمضان، ۹۰)

صحابہ اس مقام کی زیارت کرواتے

صحابہ کرام نے اس مقام کو نہ صرف یاد رکھا بلکہ اپنے شاگردوں کو اس مقام کی نشاندہی کرتے اور اس کی زیارت کرواتے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے شاگرد رشید حضرت امام نافع رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے۔

قد ارانی عبد اللہ بن	مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی

عمر المكان الذى كان يعتكف فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم من المسجد	اللہ تعالٰی عنہا نے اس مقدس مقام کی زیارت کروائی یہاں اللہ تعالٰی کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے۔

(المسلم کتاب الاعتکاف)

۹۰۔ کھانا وہیں تناول فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت اعتکاف میں فقط تجدید وضو وغیرہ کے لئے حجرہ انور میں تشریف لے جاتے لیکن کھانا وہاں تناول نہ فرماتے بلکہ مسجد میں ہی مقام اعتکاف میں تناول فرماتے

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقط حاجت انسانی کے لیے گھر تشریف لاتے اس کے تحت شیخ عطیہ محمد سالم لکھتے ہیں۔

اما طعامه وشرابه فكان يؤتى به اليه فى معتكفه	آپ کے لیے کھانا مقام اعتکاف میں ہی لایا جاتا تھا۔

(مع الرسول فی رمضان، ۹۲)

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی رقمطراز ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت طبعی اور تجدید وضو وغیرہ کے لئے گھر تشریف لے جاتے۔

اما طعامه وشرابه فكان يأتيه الى معتكفه فى المسجد	لیکن کھانا مسجد میں ہی آپ کے محل اعتکاف میں لایا جاتا تھا۔

(هكذا صام رسول الله، ۴۷)

۹۱۔ شب قدر کی فضیلت بیان فرماتے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شب قدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

لیلۃ القدر خیر من الف شھر (القدر)	شب قدر، ہزار ماہ سے افضل ہے۔

یعنی ہزار سال کی عبادت کے برابر نہیں بلکہ بڑھ کر ثواب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی فضیلت اور قدر منزلت بیان فرمایا کرتے۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ (البخاری، فضل لیلۃ القدر)	جس نے حالت ایمان اور اپنا احتساب کرتے ہوئے شب قدر میں قیام کیا اسے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قامھا ابتغاءھا ثم وقعت لہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر (مسند احمد، ۵: ۳۱۸)	جس نے اسکی تلاش کے لئے قیام کیا پھر اسے نصیب ہو گئی تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آقا دو جہاں صلی اللہ

علیہ وسلم نے رمضان المبارک کا ذکر اور اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا!
اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے۔

من حرم خیرھا فقد حرم	جو اسکی خیر سے محروم رہا وہ
(النسائی، فضل شہر رمضان)	محروم کردیا گیا۔

۴- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول خطبہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی یہ کلمات ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینہ سے افضل و بہتر ہے۔

فیہ لیلۃ خیر من الف	اس میں ایک رات ہے جو
شھر (صحیح ابن خزیمہ)	ہزار ماہ سے بڑھ کر ہے۔

۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر رمضان المبارک سایہ فگن ہو رہا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے

من حرمھا فقد حرم	جو اس سے محروم رہا وہ تمام
الخیر کلہ ولا یحرمھا الا	خیر سے محروم کردیا گیا اور اس
محروم	سے سوائے محروم کے کوئی محروم
(اتحاف اھل الاسلام، ۲۱۹)	نہیں رہتا۔

۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ ینظر لیلۃ القدر	شب قدر میں اللہ تعالٰی حضور
الی المؤمنین من امۃ محمد	صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے
فیعفو عنھم ویرحمھم	اہل ایمان پر نظر رحمت فرما کر
الا اربعًا۔	انہیں معاف فرماتا ہے اور

ان پر رحم کرتا ہے مگر ان چار
آدمیوں پر نظر رحمت نہیں فرماتا۔

شرابی، والدین کا نافرمان، کاہن اور صلہ رحمی قطع کرنے والا

(اتحاف ۲۳۳-۲)

۷- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر میں حضرت جبرئیل، جماعت ملائکہ کے ساتھ زمین پر آتے ہیں اور ہر ذکر الٰہی کرنے والے کے لیئے دعا کرتے ہیں خواہ وہ حالتِ قیام میں ہو یا حالت قعود میں ہو (شعب الایمان للبیہقی)

۹۲- شب قدر کی علامات بیان فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کی فضیلت کے ساتھ ساتھ اس کی علامات بھی بیان فرماتے۔

۱- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا شب قدر، رمضان کی تئیس رات ہے، حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس پر کیا دلیل ہے تو فرمایا۔

بالعلامة التي اخبرنا بها رسول الله صلی الله علیه وسلم انها تطلع یومئذ لاشعاع لها کانها طست (المسلم، باب فضل لیلة القدر)	اس علامت کی بنا پر جس کی اطلاع ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اس دن اس کا سورج بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے گویا وہ طشت کی طرح ہوتا ہے

مسند احمد کے الفاظ ہیں۔

وآیة ذلک ان الشمس	اس کی علامت یہ ہے کہ اس

يصبح الغد من تلك الليلة	کی صبح کا سورج بغیر شعاعوں
تزقرق ليس لها شعاع	کے طلوع ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں شب قدر کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ايكم يذكر حين طلع القمر	تم میں سے کس کو یاد ہے اس
وهو مثل شق جفنة	رات چاند پیالہ کی مانند طلوع ہوا
(المسلم، کتاب الصیام)	تھا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کی علامت یہ ہے۔

صافية بلجة كان	وہ نہایت ہی صاف روشن ہوتی
فيها قمراً ساطعاً لا برد فيها	ہے اس میں چاند چمکدار، نہ اس
ولا حر ولا يحل لكوكب	میں ٹھنڈک اور نہ گرمی اور اس
ان يرمى به فيها حتى	میں صبح تک ستارے نہیں مارے
تصبح	جاتے۔

(الفتح الربانی ۷، ۱۰ : ۲۶۶)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے شب قدر سے آگاہ کیا گیا پھر اسے بھلا دیا گیا۔ یہ آخری عشرہ میں ہے۔

وهي ليلة طلقة بلجة لا	یہ رات صاف شفاف ہوتی ہے
حارة ولا باردة كان فيها	نہ اس میں گرمی اور نہ ٹھنڈک
قمرا يفضح كوكبها لا	ہوتی ہے اس میں چاند ہونے

يخرج شيطانها حتى يخرج فجرها (صحیح ابن خزیمہ، ۳: ۳۳۰)

کے باوجود ستارے واضح ہوتے ہیں اس دن طلوع آفتاب بغیر شیطان کے ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کے بارے میں فرمایا۔

ليلة سمحة طلقة لا حارة ولا باردة تصبح شمسها صبيحتها ضعيفة حمراء (مسند طیالسی، ۳۴۹)

رات نہایت معتدل اور صاف ہوتی ہے نہ گرم اور نہ ٹھنڈی، اس دن کا سورج سرخی مائل طلوع ہوتا ہے۔

حضرت ابو عقرب اسدی کہتے ہیں ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت وہ اپنے گھر کی چھت پر تھے ہم نے یہ کہتے ہوئے سنا۔

صدق الله ورسوله

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔

جب نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا اے ابو عبدالرحمن آپ کہہ رہے تھے اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اس کی کیا حکمت تھی؟ فرمانے لگے، شب قدر "سبع اواخر" کے نصف میں آتی ہے۔

وذلك ان الشمس تطلع يومئذ بيضاء لا شعاع لها فنظرتها فوجدتها كما حدثت فكبرت (مصنف ابن ابی شیبہ، ۳: ۷۳)

اس دن سورج سفید طلوع ہوتا ہے اس کی شعاعیں نہیں ہوتی میں نے اسے آج دیکھا تو اسے اس طرح پایا تو میں نے اللہ کی بڑھائی بیان کی۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کی رات کے بارے میں فرمایا۔

لیلۃ بلجۃ لاحارۃ ولا باردۃ ولا سحاب فیہا ولا مطر ولا ریح ولا یرمی فیہا بنجم۔ — وہ رات روشن ہوتی ہے نہ گرم نہ ٹھنڈی نہ اس میں بادل ہوتے ہیں نہ ہوا اور نہ اس میں ستارے ٹوٹتے ہیں۔

اور اس کے دن کے بارے میں فرمایا۔

تطلع الشمس لا شعاع لہا — سورج بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے

(المعجم الکبیر للطبرانی، ۲۲: ۵۹)

۹۳۔ شب قدر پانے کا طریقہ بیان فرماتے

امت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رافت کا یہ عالم کہ آپ نے شب قدر پانے کا طریقہ بھی بیان فرما دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صلی العشاء الاخیرۃ فی جماعۃ فی رمضان فقد ادرک لیلۃ القدر — جس نے تمام رمضان میں نماز عشا با جماعت ادا کی اس نے شب قدر پالی۔

(صحیح ابن خزیمہ، ۳: ۳۳۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صلی المغرب والعشاء — جس نے شب قدر میں عشاو

فی جماعۃ فقد اخذ من	فجر جماعت کے ساتھ ادا کی اس
لیلۃ القدر بنصیب وافر	نے شب قدر سے خوب حصہ
(الکامل، ۴: ۸۲)	پالیا۔

امام ابو الشیخ اصبہانی نے سند ضعیف سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صلی العشاء الاخرۃ	جس نے تمام رمضان میں عشا
جماعۃ فی رمضان فقد	باجماعت ادا کی اس نے شب قدر
ادرک لیلۃ القدر	کو پالیا۔
(غایۃ الاحسان، ۵۸)	

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے مرسلاً نقل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے رمضان المبارک پایا، دن کو روزہ رکھا رات کو قیام کیا، اپنی نگاہ، شرمگاہ، زبان اور ہاتھ کی حفاظت کی، باجماعت نماز ادا کی، جمعہ میں جلدی حاضر رہا۔

استکمل الاجر وادرک	اس نے اجر کامل طور پر پالیا،
لیلۃ القدر وفاز بجائزۃ	شب قدر اور رب اکرم سے
الرب	انعام حاصل کرتے ہیں کامیاب
(غایۃ الاحسان، ۵۸)	ہوگیا۔

۹۴ تلاش شب قدر کی تلقین فرماتے

اپنے صحابہ کو لیلۃ القدر کی جستجو و تلاش اور اس کے حصول کی تلقین فرمایا کرتے۔

۱۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔

تحروا لیلۃ القدر فی العشر الاواخر من رمضان	رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر پانے کی کوشش کرو۔
(البخاری، ۲۰۱۷)	

۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

التمسوھا فی العشر الاواخر من رمضان	شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔
(البخاری، ۲۰۲۱)	

۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من کان متحریھا فلیتحرھا فی السبع الاواخر	جو شب قدر تلاش کرنا چاہے وہ اسے رمضان کی آخری سات
(البخاری، ۲۰۱۵)	راتوں میں تلاش کرے۔

۹۵- لیلۃ القدر کا معمول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر میں تمام رات قیام فرماتے خوب عبادت ودعا کا اہتمام فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ	جس نے حالت ایمان اور رضا الٰہی کے لیے شب قدر میں عبادت کی اس کے سابقہ
(بخاری ومسلم)	گناہ معاف کر دیئے جائیں گے

بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کی خاطر دس راتیں (آخری عشرہ) قیام فرماتے، پیچھے گزر چکا ہے کہ اپنی مبارک کمر کس کر باندھ لیتے اور شب روز عبادت الہٰی میں محنت و جدوجہد فرماتے حتیٰ کہ وصال کا روزہ رکھ لیتے تاکہ جو وقت کھانے پینے کے لیے استعمال ہوتا ہے. وہ عبادت الہٰی میں گزرے۔

۹۶۔ دعا کی تعلیم دیتے

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے میں نے رحمۃ للعالمین اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

کان یوقظ اھلہ فی العشر الاخیر من رمضان	رمضان کے آخری عشرہ میں اپنے گھر والوں کو بیدار فرماتے۔

(فتح الباری، ۴ : ۲۱۸)

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ

ارائیت ان وافقت لیلۃ القدر ما اقول فیھا	آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا فرماتے ہیں اگر میں لیلۃ القدر پالوں تو اس میں کیا پڑھوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ ان کلمات سے اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کرو اور مانگو

اللّٰھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی (الترمذی، کتاب الدعوات)

اے اللہ تو معاف فرمانے والا ہے معافی دینے کو پسند فرماتا ہے پس مجھے معاف فرما دے

دعا کی تشریح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی دعا کی مختصر تشریح بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

عفوٌ، اللہ تعالےٰ کا اسم گرامی ہے۔ اس کا معنی ہے بندوں کے گناہوں سے درگزر فرمانے والا اور ان سے ان کے گناہوں کے اثرات ختم فرما دینے والا،

تحب العفو۔ معافی دینے کو پسند فرماتا ہے۔ یعنی اپنے بندوں کو معافی دینا پسند فرماتا ہے اور یہ بھی پسند فرماتا ہے کہ بندے ایک دوسرے کو معاف فرما دیں، جو بندہ چاہتا ہے کہ اسے اللہ تعالےٰ معافی دے وہ اس کے بندوں کو معافی دینا سیکھے یعنی دوسروں کو معاف کر کے یہ عرض کرے اے اللہ میں نے بندہ ہو کر دوسروں کو معاف کر دیا ہے تو خالق و مالک ہے مجھے معاف فرما، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک فرمان ہے۔

لا یرحم لا یرحم

جو کسی پر رحم و شفقت نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا

تم مہربانی کرو اہل زمین پر
خدا مہربان ہو گا فرش بریں پر

اور اگر بندہ ناتوان و محتاج ہو کر کسی کو معاف نہیں کرتا تو وہ کس منہ سے اللہ تعالےٰ سے معافی مانگنے لگ جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ کو عذاب کی

بنسبت معافی دنیا محبوب ہے، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کیا کرتے۔

اعوذ برضاك من سخطك وعفوك من عقوبتك (المسلم، باب یقال فی الرکوع)

میں تیری ناراضگی سے تیری رضا میں پناہ چاہتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیرے عفو و درگزر میں پناہ چاہتا ہوں۔

اس دعا کی جامعیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بتائی ہوئی دعا اسقدر جامع ہے کہ دنیا و آخرت کی کوئی شی اس سے باہر و خارج نہیں واقعۃً جس شخص کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے معافی کا انعام و مژدہ مل جائے اس کے دونوں جہاں سنور گئے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اللہ تعالےٰ سے عافیت کی دعا کرتے

اللھم انی اسئالک العافیۃ (المسلم کتاب الذکر)

اے اللہ میں تجھ سے عافیت مانگتا ہوں

حضرت عبداللہ بن ادفی رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔

لاتمنوا لقاء العدو واسئلوا اللہ العافیۃ (البخاری، کتاب الجہاد)

دشمن سے مٹھ بھیڑ کی تمنا مت کرو، اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے رہا کرو۔

ایک صحابی کو یہ دعا مانگنے کی تعلیم دی۔

اللھم عافنی فی بدنی

اے اللہ مجھے میری بدن میں عافیت

اللھم عافنی فی جسدی — عطا فرما میرے جسم میں اور میری
اللھم عافنی فی بصری — آنکھوں میں عافیت عطا فرما۔

(المسلم، کتاب الذکر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر نبوی پر تشریف فرما ہوتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک تذکرہ کیا اور رو دیئے حتی کہ تین دفعہ ایسے کیا پھر فرمایا۔

ان الناس لم یعطوا فی ھذہ الدنیا شیئا افضل من العفو والعافیة فسلوھما اللہ عزوجل۔ — لوگوں کو اس دنیا میں معافی اور عافیت سے بڑھ کر کوئی شئی نہیں دی گئی لہذا تم اللہ عزوجل سے انہی کو مانگا کرو۔

(مسند حمیدی، ۱/۵)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے آپ فرمایا کرتے۔

لان اعافی فاشکر احب الی من ان ابتلی فاصبر — مجھے عافیت ملے اور اس پر میں شکر ادا کروں میرے لئے یہ اس سے بہتر ہے کہ میں کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں اور صبر کروں۔

(فتح الباری، ۶: ۱۵۶)

حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ تعالے کا ارشاد گرامی ہے

لیس بعارف من لم یکن غایة املہ من اللہ سبحانہ وتعالے العفو — وہ صاحب معرفت ہو ہی نہیں سکتا جس کی اپنے رب سبحانہ وتعالے سے آخری اور انتہائی

(لطائف المعارف، ۱،۳) امید معافی کی نہ ہو۔

حضرت مطرف رحمہ اللہ تعالٰی یہ دعا کیا کرتے ۔

اللھم ارض عنا فان لم	اے اللہ ہم سے راضی ہو جا
ترض عنا فاعف عنا	اگر راضی نہیں ہوتا تو ہمیں معاف
(اتحاف اھل الاسلام، ۲۳۳)	فرما دے۔

حضرت صلہ بن الشیم ساری رات عبادت الٰہی میں بسر کرتے اور سحری کے وقت یہ دعا کرتے ۔

اللھم انی اسألک ان	اے اللہ میں آپ سے دوزخ
تجیرنی من النار ومثلی	سے نجات کی دعا کرتا ہوں اور
یجترئ ان یسألک الجنة	مجھ جیسا آپ سے جنت کا سوال
(لطائف المعارف، ۳۸۴)	کرنے کی کیسے جرأت کرسکتا ہے؟

اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کا یہی وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ	وہ رات کو بہت کم سوتے ہیں
وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ	(عبادت میں مشغول رہتے ہیں)
	اور بوقت سحری اپنے رب سے
	معافی مانگتے ہیں ۔

گویا ان کا سبق یہ ہے کہ جس کے گناہ کثیر و عظیم ہیں وہ رضا کے بجائے معافی کا خواستگار رہے

ان کنت لا اصلح للقرب نشانکم عفو عن الذنب

(اگرچہ مجھ میں محبوب کے قرب کی صلاحیت نہیں مگر معافی دینا تو اس کی شان کریمی ہے)

شیخ ابن رجب لکھتے ہیں کہ بعض صلحا اپنے رب اکرم کے حضور یوں دعا کرتے

اللھم ان ذنوبی قد عظمت فجلت عن الصفة و انھا صغیرة فی جنب عفوك فاعف عنی	اے اللہ میرے جرائم بلاشبہ اتنے بڑے ہیں کہ بیان سے باہر ہیں مگر تیرے عفو و درگزر کے مقابلہ میں ان کوئی حقیقت نہیں لہذا مجھے معاف فرما دے۔

ایک بزرگ کی دعا کے یہ کلمات ہوا کرتے تھے۔

جرمی عظیم و عفوك کبیر فاجمع بین جرمی و عفوك یا کریم (لطائف المعارف، ۳۷۰)	میرے جرائم عظیم مگر تیرا عفو کبیر ہے اے کریم میرے جرم اور اپنے عفو دونوں کو اکٹھا فرما کر فیصلہ فرما دے۔

قاضی عطیہ محمد سالم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وھذا الدعاء فی ایجازہ جامع کل الخیر باعجازہ لان من رزق عوضا فی بدنہ و نفسہ و من الحساب والعقاب فیفوز بسعادة الدارین (مع الرسول فی رمضان، ۹۲)	یہ دعا مختصر ہونے کے باوجود تمام بھلائیوں کو معجزةً شامل ہے کیونکہ جسے بدن و نفس میں حساب اور عقاب سے عافیت نصیب ہوگی وہ سعادت دارین سمیٹنے میں کامیاب ہو گیا۔

دیگر معمولات پر اسے ترجیح دی جائے

چونکہ یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ وظیفہ ہے شب قدر میں اس کو دیگر معمولات پر ترجیح دینی چاہیے لہذا بارگاہ الہٰی کی طرف امیدوارین کر دل کو متوجہ کر کے نہایت ہی اخلاص اور آہ وزاری سے کثرت کے ساتھ یہ دعا کی جائے، بعض اہل معرفت کا تو یہ قول ہے کہ دعا اس رات نفلی عبادت سے بھی افضل ہے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

الدعاء فی تلک اللیلۃ	میرے نزدیک اس رات میں دعا
احب الی من الصلوۃ	کرنا نفلی نماز سے افضل ہے

(لطائف المعارف، ۳۶۷)

اگرچہ جمہور علما کی رائے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات دعا کے ساتھ قیام کا بھی حکم دیا ہے ہاں وہ عمل افضل ہوگا جس میں کثرت کے ساتھ دعا ہو مثلاً کثرت دعا اس نماز سے افضل ہوگی جو دعا سے خالی ہوگی۔

شیخ ابن رجب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فیجمع بین الصلاۃ والقراۃ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز،
والدعاء والتفکر وھذا	تلاوت قرآن، دعا اور تفکر
افضل الاعمال واکملھا	سب کو بجا لاتے اور آخری
فی لیالی العشر وغیرھا	عشرہ رمضان۔ اور دیگر اوقات
(لطائف، ۳۶۸)	میں بھی اعمال افضل واکمل ہیں

معافی کی تعلیم میں حکمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقدس ومبارک موقعہ پہ بندوں کو اپنے رب الکرم سے معافی مانگنے کی تعلیم دی، شارحین حدیث نے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بندوں نے رمضان المبارک میں، اس کے آخری عشرہ اور لیلۃ القدر میں خوب عبادت میں محنت وجد وجہد کی ہوتی ہے کہیں ان کی نگاہ اپنے اعمال پر نہ چلی جائے انھیں بجائے اپنے اعمال پر نظر رکھنے کے اپنے رب کی رحمت وفضل پر نظر رکھ کر معافی کا خواستگار ہونا چاہیے کیونکہ کون ہے جو اپنے رب کی بارگاہ کے شایانِ شان عمل بجالاسکے اور اس کی کسی ایک نعمت کا شکریہ ادا کر سکے، انسان تو اس کی نعمتوں کو شمار ہی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ ان کا کما حقہ شکریہ بجالاتے

شیخ ابن رجب اس کی حکمت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انما امر بسوال العفو	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر
فی لیلۃ القدر بعد الاجتہاد	اور آخری عشرہ میں عبادت
فی الاعمال فیہا وفی	وریاضت میں محنت وجدوجہد
لیالی العشر لان العارفین	کے بعد عفو ودرگزر کا سوال کرنے
یجتہدون فی الاعمال	کا حکم وتعلیم اس لئے دی کہ اہل
ثم لا یرون لانفسہم	معرفت اعمال میں محنت کے
عملاً صالحاً ولا حالاً	باوجود اپنے کسی عمل، حال اور
ولا مقالاً فیرجعون	مقال پر نظر نہیں رکھتے بلکہ کوتاہی
الی سوال العفو کحال	کرنے والے گناہ گار کی طرح
المذنب المقصر	وہ اپنے رب سے معافی مانگتے

(لطائف المعارف، ۳۷۱)

ہیں۔

حافظ ابن حجر مکی رقمطراز ہیں۔

انما امر صلی اللہ علیہ وسلم بسوال العفو فی لیلۃ القدر بعد الاجتهاد فی الاعمال فیها وفی لیال العشر ایثاراً للمقام الاعظم الاکمل والعمل الاسنی الارفع وهو بذل الوسع فی العمل مع عدم رؤیته والاعتداد به والتعویل علیه لشهوده لتقصیره وعدم وفائه لما یجب لتلک الاعمال وینبغی لها من الکمالات والاعتبارات فمن تامل ذلک علم انه لیس لنفسه عمل ولا قال ولا حال فیرجع الی سوال العفو کحال المذنب المقصر (اتحاف اهل الاسلام، ۲۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر اور رمضان کی آخری راتوں میں ریاضت و مجاہدہ کے بعد معافی مانگنے کی تعلیم کے ذریعے بڑے کامل مقام اور ارفع و بلند عمل کی طرف متوجہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اعمال میں پوری محنت کرنے کے باوجود ان پر نظر، اعتماد، بھروسہ اور گھمنڈ نہ کیا جائے کیونکہ ان کا کیا مقام ہے اور جو شکر لازم ہے اسکی ادائیگی ان کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتی، بلکہ ان سے اعلیٰ اور کامل عمل ہونا چاہیئے جو ان میں غور کریگا وہ جان لے گا میرا نہ کوئی عمل ہے نہ حال و قال لہٰذا وہ گناہ گار بندے کی طرح معافی مانگنے والا بن جائے گا۔

۹۰۔ مسجد میں قیام کا معمول

شب قدر کی تلاش کے لئے گھر میں بھی قیام کیا جا سکتا ہے مگر افضل و مستحب یہ ہے کہ اس کے لئے قیام مسجد میں کیا جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی ملتا ہے،

ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا حتیٰ کہ جب سات راتیں باقی رہ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام فرمایا، تیسویں رات کا ایک تہائی حصہ، چوبیس کو قیام فرمایا، پچیس کو نصف رات تک قیام فرمایا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ بقیہ حصہ بھی قیام فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آدمی جب امام کے ساتھ کچھ رات نماز ادا کرتا ہے تو اس کی بقیہ رات بھی عبادت میں شمار ہو جاتی ہے، چھبیس کو آپ نے قیام نہ فرمایا، ستائیس کو قیام فرمایا

بعث الی اھلہ واجتمع الناس فقام بنا حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح	اور اپنے گھر والوں اور لوگوں کو جمع کر کے اتنا قیام فرمایا کہ ہمیں سحری فوت ہونے کا خوف لاحق ہوا۔

(ابوداؤد، ۱۳۷۵)

پھر کسی رات ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا، نسائی میں یہ اضافہ ہے

فقام لیلۃ السابع والعشرین یلحھا حتی السحر ثم وصلوا الفجر	ستائیس رات کو تمام رات قیام فرمایا حتیٰ کہ سحری کا وقت ہوا، سحری کی اور نماز فجر ادا کی۔

مسند احمد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے تیئس رات کو ہمارے ساتھ ایک تہائی رات تک قیام فرمایا پھر فرمایا۔

لا احسب ما تطلبون الا وداء کم — میں محسوس کرتا ہوں جس کی تمہیں تلاش ہے وہ بعد میں آنے والی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس رات کو نصف رات تک قیام کیا اور فرمایا تمہارا مطلوب بعد میں ہے۔

ثم قمنا معه لیلة سبع و عشرین حتی اصبح وسکت — پھر ہم نے ستائیس کو آپ کے ساتھ صبح تک قیام کیا اس کے بعد آپ نے خاموشی اختیار فرمائی

ڈاکٹر فاروق حمادہ اس حدیث کے تحت رقمطراز ہیں۔

وبهذا الحدیث نستدل علی ان احیاء اللیلة یکون فی المسجد ویکون باجتماع الناس فیها صغیرهم وکبیرهم ممن یستطیع ذلك — اس حدیث سے ہم یہ استدلال کر سکتے ہیں کہ شب قدر میں قیام مسجد میں ہونا چاہیے اس میں لوگ جمع ہونے چاہیں خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے۔

(لیلة القدر، ۱۰۴)

۹۸۔ غسل کا معمول

جیسا کہ پیچھے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ خصوصاً شب قدر میں مغرب کے بعد غسل فرمایا کرتے۔ حضرت انس بن مالک اور حضرت زربن جیش رضی اللہ تعالٰی عنہما دونوں فرمایا کرتے شب قدر

ستائیس رات ہے۔

فاذا کان تلک اللیلۃ فلیغتسل احدکم ویفطر علی لبن و لیؤخر فطرہ الی السحر	جب یہ رات آئے تو غسل کرو اور دودھ سے افطار کرو اور افطار کے کھانے کو سحری تک مؤخر کردو

(مصنف عبدالرزاق، ۴: ۲۵۳)

فقط دودھ پر افطار اس لئے تاکہ بیدار رہنا آسان ہو۔

حضرت ابراہیم نخعی تابعی کے بارے میں ہے

یغتسل کل لیلۃ فی العشر الاواخر فی رمضان	وہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہر رات غسل کیا کرتے۔

(مصنف، ۴: ۲۵۴)

امام محمد بن جریر الطبری اسلاف کا معمول بیان کرتے ہیں۔

کانوا یستحبون ان یغتسلوا کل لیلۃ من لیال العشر الاواخر فی رمضان	وہ آخری عشرہ رمضان میں ہر رات غسل کیا کرتے تھے

(مصنف، ۴: ۲۵۴)

خوشبو اور بہتر لباس

صحابہ اور تابعین کا یہ بھی معمول ملتا ہے کہ شب قدر کے موقعہ پر خوشبو لگاتے اور اچھا لباس پہنتے حضرت ثابت بنانی تابعی بیان کرتے ہیں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے

حلة اشتراها بالف درہم	ہزار درہم کا حلہ خرید رکھا
وکان یلبسها فی اللیلة	تھا اسے اس رات زیب
التی ترجی فیها لیلة	تن فرماتے جس میں شب قدر
القدر	کی امید ہوتی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے جب چوبیس رات آتی (ان کے نزدیک یہی شب قدر ہے) غسل کرتے خوشبو لگاتے

ولبس حلة وازارا وردائ	خوبصورت حلہ، تہہ بند اور
فاذا اصبح طواهما فلم	چادر پہنتے اور صبح کے وقت
یلبسهما الی مثلهما	ان کو طے لگا کر رکھ دیتے پھر
من قابل	اس طرح کے کپڑے آئندہ
	سال نہ پہنتے۔

حضرت ایوب السختیانی تابعی کے بارے میں ہے وہ تئیسویں رات کو شب قدر جانتے اس میں غسل فرماتے، خوشبو لگاتے۔

ویلبس ثوبین جدیدین	اور دونوں کپڑے نئے
ویستجمر	پہنتے۔

(مصنف عبدالرزاق، ۴ : ۲۵۰)

شیخ حافظ ابن رجب ان معمولات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

فتبین بهذا انه یستحب	اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ جن
فی اللیالی التی ترجی	راتوں میں شب قدر کی امید ہو
فیها لیلة القدر التنظف	ان میں تنظافت، زینت خوشبو

والتزين والتطيب بالغسل والطيب واللباس الحسن كما يشرع في الجمع والاعياد وكذلك يشرع اخذ الزينة بالثياب في سائر الصلوات كما قال تعالٰی خذوا زينتكم عند كل مسجد

(لطائف المعارف، ۳۴۷)

غسل اور خوبصورت لباس مستحب ہے جیسا کہ جمعہ اور عیدین میں اسی طرح بقیہ نمازوں میں لباس اچھا ہونا چاہیئے اللہ تعالٰی کا فرمان ہے ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔

۹۹۔ قیام میں تمام گھر والوں کو شریک کرنا

شب قدر کے موقعہ پر تمام گھر والوں حتی کہ باشعور بچوں کو بیدار کرنا مستحب ہے جیسا کہ پیچھے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا آخری عشرہ اور خصوصاً شب قدر میں تمام اہل کو بیدار فرماتے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

كان يوقظ اهله في العشر الاواخر من رمضان

(مصنف عبدالرزاق، ۴/۲۵۱)

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اپنے تمام گھر والوں کو بیدار رکھتے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے جب ستائیس رات آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بعث الى اهله واجتمع الناس

اپنے گھر والوں کو بلا بھیجا اور لوگوں کو بھی جمع فرمایا۔

(ابو داود، ۱۳۷۵)

امام اسود، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں

کانت توقظنا لیلة ثلاث وعشرین — آپ تئیسویں رات میں ہمیں بیدار رکھا کرتیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ۳: ۷۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔

یرش الماء علی اهله لیلة ثلاث وعشرین، — آپ تئیسویں رات اپنے گھر والوں پر بیدار کرنے کے لئے پانی چھڑکتے

(مصنف ابن ابی شیبہ، ۳: ۷۷)

لیلۃ القدر تا قیامت باقی ہے

اس پر اجماع ہے کہ لیلۃ القدر تا قیامت باقی ہے ہاں فقط اس کی تعین اٹھالی گئی ہے نسائی میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ مجھے شب قدر کے بارے میں آگاہ فرمائیے فرمایا وہ رمضان میں آتی ہے میں نے عرض کیا، کیا وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوتی ہے۔

فاذا قبضوا رفعت ام هی الی یوم القیامة؟ — جب ان کا وصال ہوا تو ساتھ اسے بھی اٹھا لیا گیا ہے یا یہ قیامت تک باقی ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بل هی الی یوم القیامة — بلکہ یہ تا قیامت باقی ہے

(النسائی)

امام عبدالرزاق حضرت عبداللہ بن یحنس سے نقل کرتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کچھ لوگ کہتے ہیں

ان لیلۃ القدر رفعت — شب قدر اٹھالی گئی ہے۔

آپ نے فرمایا۔

کذب من قال ذلک — ایسا کہنے والا کاذب اور جھوٹا ہے۔

(فتح الباری، ۴: ۲۱۲)

حضرت عبداللہ بن شریک سے ہے کہ حجاج نے شب قدر کا تذکرہ اس انداز میں کیا گویا وہ اس کا انکار کر رہا ہے تو صحابی رسول حضرت زر بن جلیش رضی اللہ عنہ نے اسے پتھر مارنے کا ارادہ فرمالیا مگر لوگوں نے روک لیا۔ (غایۃ الاحسان، ۴۸)

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی شرح مسلم میں رقمطراز ہیں

اجمع من یعتد بہ من العلماء المتقدمین والمتاخرین علی ان لیلۃ القدر باقیۃ دائمۃ الی یوم القیامۃ للاحادیث الصریحۃ الی الصحیحۃ فی الامر بطلبھا

تمام قابل اعتماد علماء متقدمین و متاخرین کا اس پر اتفاق ہے کہ شب قدر تا قیامت باقی ہے کیونکہ اس کی تلاش پر احادیث صریح صحیحہ وارد ہیں۔

(المجموع للامام النووی ۶، ۴۵۸)

بعض لوگوں کا رد

کچھ روافض نے شب قدر کا انکار کرتے ہوئے اس روایت سے استدلال کیا جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے کے لیے تشریف لائے اس وقت دو مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے آیا تھا مگر

فتلاحی فلان و فلان	فلاں فلاں آپس میں جھگڑ رہے
فرفعت	تھے تو اسے اٹھا لیا گیا۔

(موطا مالک، ۱: ۳۲۰)

تو یہ روایت واضح کر رہی ہے کہ شب قدر اٹھالی گئی ہے لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ اسی حدیث کے آخری الفاظ اس کی تردید کر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وعسی ان یکون خیرا لکم	یہ مخفی ہونا تمہارے لیے بہتر ہے
فالتمسوھا فی التاسعة والسابعة	تم اسے نو، سات اور پانچ
والخامسة	رات میں تلاش کرو۔

(البخاری، فضل لیلة القدر)

"تو رفعت" کا معنی شب قدر کا اٹھایا جانا نہیں بلکہ اس کی تعیین کا اٹھایا جانا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی شرح بخاری میں اس روایت کے تحت لکھتے ہیں۔

المراد انه انسی علم تعیینھا	مراد یہ ہے کہ اس سال اس
فی تلك السنة	کی تعیین کا علم اٹھا لیا گیا۔

(فتح الباری، ۴: ۲۰۸)

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

اذا تقرر ان الذی ارتفع علم تعینها تلک السنۃ

یہ بات ثابت ہے کہ اس سال اس کی تعیین کا علم اٹھا لیا گیا تھا۔

(فتح الباری، ۴ : ۲۱۷)

...شب قدر اور علم نبوی

متعدد احادیث واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اللہ تعالٰے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر کی تعیین کا علم عطا فرمایا تھا اور فقط ایک سال اس کی تعیین کا علم اُٹھا لیا تھا۔

۱۔ اگر لوگ دیگر راتوں میں نماز ترک نہ کر دیں تو میں آگاہ کر دوں

حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ مجھے اس رات کے بارے میں آگاہ فرمایئے

تبتغی فیہا لیلۃ القدر

جس میں شب قدر تلاش کی جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لولا ان تترک الناس الصلاۃ الا تلک اللیلۃ لاخبرتک

اگر لوگ اس کے علاوہ راتوں میں نماز ترک نہ کریں تو میں تجھے اسکے بارے میں آگاہ کر دیتا۔

امام ھیثمی اس کے بارے میں لکھتے ہیں

اسنادہ حسن — اس روایت کی سند حسن ہے

(مجمع الزوائد، ۳: ۱۷۸)

امام طبرانی نے بھی اسے المعجم الکبیر میں سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے (غایۃ الاحسان، ۵۳)

یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کا علم رکھنے کے باوجود لوگوں کو اس حکمت کے تحت آگاہ نہ فرمایا کہیں لوگ دیگر راتوں میں عبادت ترک نہ کر دیں۔

۲- اگر اجازت ہوتی تو میں آگاہ کر دیتا

حضرت مرثد رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے منیٰ میں جمرہ وسطیٰ کے پاس حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے شب قدر کے بارے میں پوچھا تو فرمانے لگے۔

ما کان احد یا سأل عنها منی — جس قدر شب قدر کے بارے میں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے اسقدر کسی نے نہیں پوچھا۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے شب قدر کے بارے میں آگاہ فرمایئے وہ رمضان میں ہوتی ہے یا غیر رمضان میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بل ھی فی رمضان — یہ رمضان میں ہوتی ہے

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ستاہے یہ انبیاء کے ساتھ ہوتی ہے جب ان کا وصال ہوتا ہے تو کیا اسے اٹھا لیا جاتا ہے یا یہ قیامت

تک باقی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بل ھی الی یوم القیامۃ — یہ قیامت تک باقی ہے

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ رمضان کے کسی حصہ میں ہوتی ہے
فرمایا اسے عشرہ اول اور عشرہ آخیر میں تلاش کرو، اس کے بعد کچھ دیر
اور باتیں ہوتی رہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

فی ای العشرین ؟ — ان دونوں عشروں میں سے کس میں ہوتی ہے۔

فرمایا اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

لاتسألنی عن شئ بعدھا — اب اس کے بعد مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔

کچھ دیر ٹھہر کر میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آگاہ فرما
دیجئے آپ مجھ سے اتنے خفا ہوئے کہ اسقدر کبھی خفا نہیں ہوئے
اور فرمایا۔

ان اللہ لو شاء لاطلعکم علیھا التمسوھا فی السبع الاواخر — اگر اللہ تعالٰی پسند فرماتا تو تمہیں اس سے آگاہ فرما دیتا تم سات آخری راتوں میں تلاش کرو۔

(صحیح ابن خزیمہ، ۳: ۳۲۱)

امام حاکم نے اسے روایت کر کے فرمایا یہ شرائط مسلم پر صحیح
روایت ہے، امام ذہبی نے امام حاکم کے اس حکم کو ثابت رکھا۔

(المستدرک، ۱: ۴۳۷)

امام اوزاعی سے مروی روایت میں یہ کلمات ہیں

ان اللہ لو اذن لی لاخبرتکم — اللہ تعالٰی نے اگر مجھے اس کے بتانے کی اجازت

—— بها فالتمسوها فی | دی ہوتی تو میں ضرور اسکے بارے میں آگاہ کر
العشر الاواخر فی احدی | دیتا تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو
السبعین ولا تسألنی | اس کے بعد مجھ سے سوال نہ کرو۔
عنها بعد مرتك هذه

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے گفتگو فرمانے لگے تھوڑی دیر کے بعد میں نے عرض کیا

اقسمت علیك یا رسول اللہ | یا رسول اللہ آپ کو قسم مجھے بتائیں وہ
لتخبرنی ای السبعین هی؟ | کونسی ساتویں میں ہے۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور فرمایا

لا ام لك هی تکون فی | تیری ماں نہ ہو یہ آخری ساتواں
السبع الاواخر | میں ہے۔

(موارد الظمآن، ۹۲۶)

محدث بزار کے الفاظ یہ ہیں۔

الم انهك عنها لو اذن لی | کیا میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا
لانبأتك بها | اگر میرے لیے رب کی طرف سے اجازت ہوتی تو میں
(کشف الاستار، ۱۰۳۵) | تجھے اسکے بارے میں ضرور آگاہ کر دیتا۔

یہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرما دیا کہ مجھے اس کا علم ہے لیکن آگے بتانے سے منع فرما رکھا ہے

۳۔ صحابی کا اسقدر سوال کرنا

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں اسقدر سوالات کرنا بھی واضح کر رہا ہے کہ وہ جانتے

تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آگاہ ہیں ورنہ اتنی دفعہ عرض نہ کرتے۔

۴۔ صحابی کو آگاہ فرمانا

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ میں کافی دور ایک دیہات میں رہتا ہوں بحمداللہ وہاں نماز ادا کرتا ہوں۔

فمرنی بلیلۃ انزلہا الی ھذا المسجد	مجھے آپ حکم دیں میں کونسی رات مسجد نبوی میں آپ کی خدمت میں آکر بسر کیا کروں ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انزل لیلۃ ثلاث عشرین	رمضان کی تیئسویں رات آیا

یہ صحابی ہمیشہ تیئسویں رمضان کو مسجد نبوی میں آکر شب بیداری کرتے۔ لوگوں نے ان کے صاحبزادے سے پوچھا بتاؤ آپ کے والد گرامی اس رات کیا کرتے تھے ؟ تو انہوں نے بتایا وہ عصر کے بعد مسجد نبوی میں داخل ہو جایا کرتے۔

فلا یخرج الالحاجۃ حتی صلی الصبح فاذا صلی الصبح وجد دابتہ علی باب المسجد فجلس علیہا ولحق	اور صبح تک مسجد سے بغیر کسی حاجت کے باہر نہ آتے، فجر کی نماز ادا کر کے اپنی سواری پر سوار ہو کر اپنے دیہات چلے

ببادیتہ جاتے۔

(ابوداؤد، ۱ : ۱۹۶)

اس کے تحت فوائد بیان کرتے ہوئے شیخ عبدالرحمن حسن المیدانی رقمطراز ہیں۔

فھذا یشعر ضمناً بان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم قد دلہ علی افضل لیالی العشر الاخیر من رمضان وھی لیلۃ القدر (الصیام و رمضان، ۱۹۲)	یہ حدیث ضمناً اس بات سے آگاہ کر رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رمضان کے آخری عشرہ کی افضل رات کے بارے میں آگاہ فرمایا اور وہ شب قدر ہی ہے۔

حافظ ابن عبدالبر اس حدیث کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

اما حدیث عبداللہ بن انیس الجھنی فھو مشھور (التمھید، ۲ : ۲۰۵)	حضرت عبداللہ بن انیس الجہنی رضی اللہ عنہ والی حدیث مشہور کے درجہ پر فائز ہے۔

اسی صحابی سے یہ بھی مروی ہے کہ میں چھوٹا تھا بنو سلم کے لوگوں کی ایک مجلس میں شریک تھا انہوں نے کہا کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھے میں نے کہا یہ کام میں کروں گا یہ اکیس رمضان کی بات ہے میں نے اس دن مغرب کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ادا کی اور آپ کے حجرہ انور کی چوکھٹ پر کھڑا ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مجھے اندر داخل ہونے کا فرمایا پھر آپ نے رات کا کھانا کھایا جب فارغ ہوئے تو فرمایا میرے نعل لاؤ میں نے پیش کیے

میں بھی آپ کے ساتھ چلا، راستہ میں فرمایا۔

کان لک حاجۃ	تمہیں کوئی کام تھا؟

میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔

ارسلنی الیک رھط من	مجھے آپ کی خدمت میں بنو
بنی سلمۃ یسألونک عن	سلمہ کے لوگوں نے بھیجا ہے تاکہ
لیلۃ القدر	شب قدر کے بارے میں معلوم کروں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آج کونسی رات ہے میں نے عرض کیا آج رمضان کی بائیسویں رات ہے فرمایا۔

ھی اللیۃ ثم رجع فقال	فرمایا یہی رات پھر فرمایا آئندہ
والقابلۃ یرید لیلۃ	رات یعنی رمضان کی تیئسویں
ثلث وعشرین	رات ہے۔

(ابوداؤد، ۱: ۱۹۶)

جہنی کی رات

چونکہ اس صحابی کا تعلق جہنی قبیلہ سے تھا لہذا یہ رات اہل مدینہ کے ہاں لیلۃ الجہنی (جہنی کی رات) کے نام سے مشہور ہوئی۔

امام ابن عبدالبر رمضان کی تیسویں رات کے بارے میں لکھتے ہیں

ھذہ اللیلۃ تعرف بلیلۃ	مدینہ طیبہ میں یہ رات لیلۃ الجہنی
الجہنی بالمدینۃ	کے نام سے معروف ہے۔

(اتحاف اھل الاسلام ۲۲۵)

مسند ابن راہویہ میں ہے کہ قبیلہ بنو بیاضہ میں سے ایک صحابی تھے،

جنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں دور دیہات میں رہتا ہوں مجھے شب قدر کے بارے میں فرمایئے تاکہ میں بھی آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو جایا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انزل لیلة ثلاث و عشرین	تم تیسویں رمضان کو آجایا کرو

(مسند اسحاق بن راہویہ)

اگر تعیین کا علم نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیسویں کا تعین نہ فرماتے۔

شب قدر اور اہل مدینہ کا معمول

روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ اہل مدینہ رمضان کی تیسویں رات کو شب قدر کے طور پر منایا کرتے تھے یعنی اس میں خصوصی عبادت اور دعا کا اہتمام کیا کرتے شیخ ابن رجب امام شافعی کا قول نقل کرتے ہیں کہ غالب گمان یہی ہے کہ شب قدر تیسویں رمضان ہے پھر لکھتے ہیں

وهذا قول اهل المدينة وحكاه سفيان الثوری عن اهل مكة والمدينة	یہ اہل مدینہ کا قول ہے، اسے حضرت سفیان ثوری نے اہل مکہ و مدینہ سے بیان کیا ہے۔

(لطائف المعارف ۳۵۸)

شب قدر کے بارے میں مختلف بزرگوں کے معمولات بیان کرتے ہوئے امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کے استاذ حضرت ایوب السختیانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں۔

وكان ايوب السختياني
يغتسل ليلة ثلاث
وعشرين واربع وعشرين
ويلبس ثوبين جديدين
ويستجمر ويقول ليلة ثلاث
وعشرين هي ليلة اهل
المدينة والتي تليها
ليلتنا يعني البصريين

حضرت ایوب السختیانی تیئیسویں اور چوبیسویں
رات کو غسل کرتے نئے کپڑے پہنتے خوشبو
لگاتے اور فرماتے تیئیسویں اہل مدینہ
کی رات ہے اور چوبیسویں
اہل بصرہ کی

(لطائف المعارف، ٣٤٦)

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

كان حميد وايوب و
ثابت يحتاطون فيجمعون
بين الليلتين اعني ليلة
ثلاث واربع

حضرت حمید، حضرت ایوب
اور حضرت ثابت احتیاطاً تیئیسویں
اور چوبیسویں دونوں رات میں
شب بیداری کیا کرتے تھے۔

(لطائف المعارف، ٣٥٩)

حافظ ابن حجر مکی اہل مدینہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ان قول اهل المدينة
وحكاه سفيان الثوري عن
اهل مكة ايضا انها ليلة
ثلاث وعشرين وعليه
مكحول وكانت عائشة

اہل مدینہ کا قول اور بقول حضرت
سفیان ثوری کے اہل مکہ کا بھی
یہی قول ہے کہ شب قدر تیئیسویں
رات ہے امام مکحول کی یہی رائے
ہے سیدہ عائشہ اور حضرت عبداللہ

وابن عباس یوقظان	بن عباس رضی اللہ عنہ اس رات
اهلها فیها	میں اپنے گھر والوں کو بیدار رکھتے۔

(اتحاف اهل الاسلام، ۲۲۵)

۵۔ ایک اور صحابی کو مطلع فرمانا

مذکورہ صحابی کے علاوہ بھی ایک صحابی کو لیلۃ القدر کے بارے میں آگاہ فرمایا، مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ایک شخص نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بوڑھا آدمی ہوں مجھ پر روزے رکھنا دشوار ہیں۔

فمرنی بلیلة لعل الله تعالیٰ	مجھے ایسی رات بتا دیں جس میں اللہ
یوفقنی فیها للیلة القدر	تعالیٰ مجھے شب قدر عطا فرما دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیك بالسابعة	تم ساتویں رات عبادت کرو۔

(مسند احمد)

حافظ ابن حجر مکی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا اور فرمایا لفظ سابعہ میں دو احتمال ہیں اس سے سابقہ تیسویں یا آئندہ ستائیسویں بھی مراد ہو سکتی ہے تو ممکن ہے اس سے مراد بھی تیسویں رات ہی ہو (اتحاف، ۲۲۶)

امام ہیثمی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا۔

ورجاله رجال الصحیح	اس روایت کے رجال، صحیح کے
(مجمع الزوائد، ۳: ۱۷۶)	رجال ہیں۔

شیخ ابن رجب کا اس پر تبصرہ یہ ہے

واسنادہ علی شرط البخاری	اس کی سند امام بخاری کے شرائط پر ہے۔

۶۔ حضرت سفیان بن عیینہ کا قول

بخاری میں حضرت سفیان بن عیینہ کا قول منقول ہے۔

ما کان فی القرآن ما ادراک فقد اعلمہ وما قال یدراک فانہ لم یعلمہ (البخاری، باب فضل لیلۃ القدر)	قرآن میں جس چیز کا بیان "ما ادراک" کے ساتھ ہے اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا کیا گیا ہے اور جس کا ذکر "یدریک" کے ساتھ ہے اس کا علم آپ کو نہیں،

شیخ ابو حاتم رازی سے ان کا یہ قول ان الفاظ میں منقول ہے۔

کل شیٔ فی القران وما ادراک فقد اخبرہ بہ وما یدریک فلم یخبرہ بہ (عمدۃ القاری، ۱۱: ۱۳۰)	جس کا ذکر قرآن میں "وما ادراک" سے ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا گیا ہے اور جس کا تذکرہ "وما یدریک" سے ہے اس کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی گئی۔

حافظ ابن حجر اس قول کے تحت رقمطراز ہیں۔

ومقصود ابن عیینہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یعرف تعیین لیلۃ القدر (فتح الباری، ۴: ۱۳۰)	امام ابن عیینہ کا مقصود یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کو معین طور پر جانتے تھے۔

دوسرے حصے کا رد

مذکورہ ضابطہ کے پہلے حصہ کو تسلیم کیا گیا ہے مگر دوسرے حصہ کو کامل طور پر نہیں بلکہ جزوی طور پر تسلیم کیا گیا ہے محدثین کرام نے اس پر سوال اٹھایا ہے قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ

وما یدریک لعلہ یزکی — اور تمہیں کیا معلوم، شاید! وہ ستھرا ہو

نابینا صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حال سے واقف تھے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں

وقد تعقب هذا الحصر	اس حد بندی پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی
بقوله تعالیٰ لعله یزکی	وما یدرک لعلہ یزکی، سے اعتراض کیا
فانها نزلت فی ابن ام مکتوم	گیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ صحابی رسول حضرت
وقد علم صلی اللہ علیه وسلم	عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کے بارے
بحاله وانه ممن تزکی	میں نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
ونفعته الذکری	انکے بارے میں خوب جانتے تھے کہ وہ ان لوگوں
(فتح الباری، ۴ : ۲۰۶)	میں سے ہیں جو تزکیہ پانے والے اور نصیحت سے نفع اٹھانے والے ہیں۔

یعنی ان کا یہ کہنا کہ یہاں "وما یدریک" کا لفظ آیا ہے اس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں کیا گیا محل نظر ہے کیونکہ مذکورہ آیات میں "وما یدریک" ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا۔

۷۔ محدثین کی تائید

یہ بات تو مسلم ہے کہ اس سال شب قدر کی تعیین کا علم اٹھا

لیا گیا لیکن محدثین نے یہاں یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تعیین کا علم تھا یا نہیں؟

امام بدرالدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی دونوں نے ان الفاظ میں سوال ذکر کیا ہے۔

لما تقرر ان الذی ارتفع علم تعیینها فی تلک السنة فهل اعلم النبی صلی اللہ علیه وسلم بعد ذلک بتعیینها	جب یہ بات ثابت ہے کہ اس سال شب قدر کی تعیین کا علم اٹھا لیا گیا ہے تو کیا اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا معین طور پر علم رکھتے ہیں۔

اور دونوں نے جواب میں حضرت سفیان بن علیینہ کے حوالے سے کہا۔

انه اعلم بعد ذلک بتعینها (عمدة القاری، ۱۱ : ۱۳۸) (فتح الباری، ۴ : ۲۱۷)	اس سال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر کی تعین کا علم تھا

اور قریب کے عظیم محدث شیخ عبداللہ الصدیق الغماری اس مسئلہ پر رقمطراز ہیں

قلت والصحیح انه صلی اللہ علیه وسلم کان یعلمها (غایة الاحسان، ۵۳)	صحیح یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کے بارے میں علم رکھتے تھے۔

الغرض ان سات شواہد سے یہ بات آشکار ہو جاتی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر کا معین طور پر علم تھا، اس کا انکار ہرگز مناسب نہیں

اشکال کا جواب

یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اس کا جواب بھی دینا ضروری ہے اشکال یہ ہے شیخ محمد بن نصر نے حضرت واہب المعافری سے نقل کیا کہ انہوں نے حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے عرض کیا۔

ھل کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم لیلۃ القدر ؟	کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کے بارے میں جانتے تھے ؟

انہوں نے فرمایا۔

لا لو علمھا لما اقام الناس غیرھا (فتح الباری، ۴: ۲۱۷)	نہیں اگر جانتے ہوتے تو لوگوں سے دیگر راتوں میں قیام نہ کرواتے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کے جواب میں رقمطراز ہیں کہ ان کا یہ قول محض اجتہاد ہے حتمی بات نہیں کیونکہ

لاحتمال ان یکون التعبد وقع بذلک ایضا فیحصل الاجتھاد فی جمیع العشر (فتح الباری، ۴: ۲۱۷)	یہ بھی تو احتمال ہے کہ اس ذریعہ سے بھی عبادت کی جائے تاکہ پورے عشرہ میں عبادت الٰہی میں محنت وجد وجہد رہے۔

ارشاد نبوی سے تائید

حافظ ابن حجر کی رائے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی شاہد ہے جب حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ مجھے لیلۃ القدر کے بارے میں آگاہ فرمائیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لولا ان تتنزل الناس الصلاۃ الا تلك الليلة لاخبرتك (مجمع الزوائد، ۳: ۱۷۸)	اگر لوگ اس رات کے علاوہ میں عبادات ترک نہ کردیں تو میں شب قدر پر مطلع کردوں۔

یعنی مخفی رکھنے کا مقصد یہی ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ بارگاہ خداوندی میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔

۱۰۱۔ رمضان کی آخری رات کی فضیلت بیان فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے رمضان المبارک کی پہلی رات کی فضیلت بیان فرماتے اس طرح اس کی آخری رات کی عظمت و عزت کو بھی اجاگر فرماتے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رمضان کی ہر رات افطار کے وقت لاکھوں افراد کو دوزخ سے آزاد کیا جاتا ہے جب جمعہ کا دن آتا ہے تو اس کی ہر گھڑی میں اسقدر افراد کو آزاد کیا جاتا ہے۔

فاذا كان اخر ليلة من شهر رمضان اعتق الله فی ذلك اليوم بعدد ما اعتق من اول الشهر الی اخرہ (لطائف المعارف، ۳۸۰)	جب رمضان کی آخری رات آتی ہے تو اللہ تعالے اس دن میں اتنی مقدار لوگوں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے جسقدر تمام مہینہ میں اس نے آزاد فرمائے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے حوالے سے میری امت پانچ ایسی چیزیں عطا ہوتی ہیں جو کسی بھی امت کو حاصل نہیں ہوئیں۔

۱۔ صائم کے منہ کی بو اللہ تعالے کو کستوری سے بھی زیادہ پسند ہے۔

۲۔ افطار تک روزہ دار کے لئے ملائکہ بخشش مانگتے ہیں۔

۳۔ ہر دن اس کے لئے یہ کہتے ہوئے جنت سجائی جاتی ہے کہ عنقریب میرے بندے اس میں آئیں گے۔

۴۔ شیاطین کو رمضان میں جکڑ دیا جاتا ہے

۵۔ ویغفر لھم فی آخر لیلۃ فیہ۔ — امت کو اس کی آخری رات میں معاف کر دیا جاتا ہے۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ

اھی لیلۃ القدر؟ — کیا یہ لیلۃ القدر ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا ولکن العامل انما یوفی اجرہ اذا قضی عملہ — نہیں مزدور جب اپنا عمل مکمل کر لیتا ہے تو اسے پورا اجر دیدیا جاتا ہے

(مسند احمد، ۲: ۲۵۲)

بعض اوقات آخری رات رمضان المبارک کی انتیس ہوتی ہے اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یعتق اللہ فیھا مثل جمیع من اعتق فی کل الشھر — اللہ تعالیٰ اس میں اتنی مقدار دوزخی آزاد فرماتا ہے جتنی مقدار تمام مہینہ میں فرماتا ہے۔

(دمع الوسول فی رمضان، ۹۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول عشرہ کو رحمت، درمیانے کو مغفرت اور آخری کو دوزخ سے آزادی بھی قرار دیا۔

وداعِ رمضان اور صحابہ وتابعین کا معمول

اسلاف کے بارے میں منقول ہے وہ رمضان المبارک کے حصول کے لئے چھ ماہ دعا کرتے اور اس کے گزرنے پر چھ ماہ قبولیت کی دعا کرتے رہتے۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے جب رمضان المبارک کی آخری رات آتی تو اعلان کرواتے۔

من هذا المقبول فنهنيه — جس کی عبادات قبول ہو گئیں ہم

ومن هذا المحروم فنعزيه — انہیں مبارک دیتے ہیں اور جو محروم

رہا اس سے تعزیت کرتے ہیں،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کلمات کے علاوہ یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

ايها المقبول هنيئا لك، — عبادت قبول ہونے کیلئے مبارک ہو

ايها المردود جبر الله مصيبتك — اے رد ہو جانے والے اللہ تعالیٰ

(لطائف المعارف، ۳۷۷)

تیری پریشانی کا ازالہ کرے

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے جس نے اس عزم اور ارادہ سے رمضان کے روزے رکھے

انه اذا افطر بعد رمضان — کہ وہ رمضان کے بعد اللہ تعالیٰ

ان لا يعصی الله دخل — کی نافرمانی نہیں کرے گا تو وہ

الجنة بغير مسألة ولا حساب — بغیر حساب کتاب جنت میں

داخل ہو گا۔

لیکن جس نے اس عزم سے روزے رکھے۔

اذا افطر بعد رمضان	رمضان کے بعد اپنے رب کی
عصی ربه فصیامه علیه	نافرمانی کروں گا اس کے روزے
مردود	اس کے منہ پر مار دیئے جاتے
(لطائف المعارف، ۳۸۵)	ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اختتام رمضان پر تمام شہروں میں ایک مراسلہ روانہ فرماتے جس میں لوگوں کو استغفار اور صدقۃ الفطر کی تاکید کی جاتی کیونکہ صدقۃ الفطر روزہ دار سے سرزد ہونے والی کوتاہیوں کا ازالہ کرتا ہے اور استغفار، روزہ میں واقع ہونے والی کمیوں کے ازالہ کا سبب ہے۔ اور ساتھ یہ تلقین کرتے، لوگو تم بھی اپنے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کی طرح اپنے رب کے حضور ان کلمات سے معافی مانگو۔

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم	اے ہمارے رب ہم نے اپنی
تغفرلنا وترحمنا لنکونن	ذاتوں پر ظلم کیا اور اب اگر آپ
من الخاسرین	معاف و رحم نہیں فرمائیں گے تو ہم
(الاعراف، ۲۳)	

گھاٹے والے ہیں۔

اور جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی تم بھی اس طرح مانگو

وَاِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَکُنْ	اگر مجھے معاف نہ فرماتے اور
مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ	مجھ پر رحم نہ فرماتے تو میں خاسر ہوں
(ہود، ۴۷)	

اسی طرح مانگو جیسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالٰی سے مانگا

وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَلِیْ	میں اس سے امید رکھتا ہوں

خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ (الشعراء ، ۸۲)	وہ روز قیامت میرے گناہ معاف فرما دے گا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے کلمات سے دعا کرو

رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ (القصص ، ۱۶)	اے میرے رب میں نے اپنی ذات پر ظلم کیا تو مجھے معاف فرما دے

اور حضرت یونس علیہ السلام کی طرح دعا کرو۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء ، ۸۷)	تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تیری ذات پاک ہے میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔

واقعتاً استغفار، روزہ میں واقع ہونے والے داغوں اور سوراخوں کو جوڑنے کا کام دیتی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے غیبت روزے کو پھاڑ دیتی ہے اور استغفار اسے جوڑ دیتی ہے

فمن استطاع منکم ان یجیٔ بصوم مرقع فلیستغفر۔	تم میں سے جو چاہتا ہے وہ پیوند شدہ روزہ کے ساتھ آئے وہ استغفار کثرت سے کرے۔

کیسے تھے وہ لوگ

رمضان المبارک ہی نہیں اسلاف ہر عمل کی قبولیت کے لئے نہایت ہی خوفزدہ و پریشان ہوتے یہی وجہ ہے رمضان المبارک کی قبولیت

کے لئے چھ چھ ماہ دعا کرتے رہتے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کی ایک صفت یہ بھی بیان کی ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ (المومنون ۵۸)	وہ لوگ جو راہِ خدا میں دیتے ہیں تو جو کچھ دیتے ہیں اسی طرح دیتے ہیں کہ ان کے دل ڈرتے ہیں کہ انہیں خدا کی طرف پلٹنا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے آپ لوگوں سے فرمایا کرتے

کونوا بقبول العمل اشد اهتماماً منكم بالعمل الم تسمعوا الله عز وجل يقول انما يتقبل الله من المتقين،	عمل میں اہتمام کرنے سے اس کی قبولیت کے لیے زیادہ اہتمام کرو کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا اللہ صاحبِ تقویٰ سے قبول فرماتا ہے۔

صحابی رسول حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں فرمایا کرتے۔

لان اكون اعلم ان الله قد تقبل منى مثقال حبة من خردل احب الى من الدنيا وما فيها لان الله يقول ان يتقبل الله من المتقين (لطائف المعارف، ۳۷۵)	اگر مجھے علم ہو جائے اللہ تعالیٰ نے میرے عمل کو دانے کی مقدار قبول فرما لیا ہے تو یہ مجھے دنیا وما فیہا سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ صاحب تقویٰ سے قبول فرماتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار تابعی کا ارشادِ گرامی ہے۔

الخوف علی العمل ان لایتقبل اشد من العمل — عمل کے نہ قبول ہونے کا خوف عمل سے بڑھ کر ہونا چاہیئے۔

شیخ عبدالعزیز بن ابی رماد بیان کرتے ہیں ہم نے اسلاف کو عمل صالح کے بارے میں یوں پایا کہ اس میں خوب محنت اور اہتمام سے کام لیتے۔

فاذا فعلوہ وقع علیھم الھم ایقبل منھم ام لا؟ — اور کرنے کے بعد انہیں یہ غم لاحق ہو جاتا کیا یہ قبول بھی ہو گا یا نہیں؟

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ عید کے دن خطبہ میں فرماتے لوگو تم نے تیس دن اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے روزے رکھے، تیس راتیں تراویح ادا کیں،

وخرجتم الیوم تطلبون من اللہ ان یتقبل منکم — آج تم اللہ تعالےٰ سے یہ دعا کرتے نکلے ہو کہ وہ تمہارے اعمال کو قبول فرمالے۔

حضرت وہیب بن الورد رحمہ اللہ تعالےٰ نے عید کے روز کچھ لوگوں کو خوب ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمایا اگر ان کی عبادات کو قبول کر لیا گیا ہے۔

فماھذا فعل الشاکرین — تو یہ شکر گزاروں کا عمل وطریقہ نہیں اور ان کی عبادات کو قبول نہیں کیا گیا۔

فماھذا فعل الخائفین — تو یہ عمل خوف رکھنے والوں کا نہیں

امام حسن بصری فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کو اپنی مخلوق کیلئے زینہ بنایا ہے تاکہ لوگ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے سبقت لے جائیں تو جنہوں نے سبقت حاصل کر لی وہ کامیاب ہو گئے اور جو پیچھے رہ گئے وہ خائب و خاسر ہو گئے۔

فالعجب من اللاعب الضاحك فی الیوم الذی یفوز فیہ المحسنون ویخسر فیہ المبطلون	تعجب ہے اس شخص پر جس نے لہو ولعب میں زندگی بسر کر دی اور ہنس رہا ہے، آج نیکی کرنے والے کامیاب اور جھٹلانے والے خائب و خاسر ہیں۔

شیخ ابن رجب لکھتے ہیں کہ اسلاف میں سے ایک بزرگ عید کے دن نہایت غمگین تھے ان سے کہا گیا آج تو خوشی و سرور کا دن ہے لیکن تم اس حال میں ہو فرمایا تم سچ کہہ رہے ہو۔

ولکنی عبد امرنی مولای ان اعمل لہ عملا فلا ادری ایقبلہ منی ام لا (لطائف المعارف، ۳۷۶)	میں تو ایک بندہ ہوں جسے اس کے مولیٰ و آقا نے عمل کا حکم دیا اب میں نہیں جانتا یہ قبول بھی ہے یا نہیں؟

آپ کی ظاہری حیات میں زیادہ مرتبہ رمضان انتیس کا ہوا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا میں جو تو رمضان پائے ان میں سے زیادہ مرتبہ رمضان انتیس دنوں کا ہوا، کم ہی رمضان تیس کے ہوئے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔

لما صمنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسعاً وعشرین اکثر مما صمنا معہ ثلثین

ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیس کی نسبت انتیس روزے اکثر رکھے۔

(ابوداؤد ۳۱۸)

۱۰۲۔ عید رات میں شب بیداری کا معمول

جس طرح رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے اس طرح عید رات کو بھی قیام فرماتے اور اپنی امت کو بھی اس کی تلقین فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں یہ بھی ملتا ہے کہ آپ عید رات بھی جائے اعتکاف میں رہتے اور وہاں ہی سے صبح عیدگاہ تشریف لے جاتے۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الی مصلی العید من معتکفہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جائے اعتکاف سے عیدگاہ تشریف لے جایا کرتے،

(مع الرسول فی رمضان، ۱۰۷)

اس معمول کے پیش نظر بعض مالکی علماء کی رائے یہ ہے کہ معتکف کو نماز عید تک جائے اعتکاف میں ہی رہنا چاہیئے حتیٰ کہ وہ جائے اعتکاف سے عیدگاہ جائے اور نماز عید ادا کر کے پھر گھر جائے حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہ رائے ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

المعتکف لا یتم اعتکافہ حتی یغدو الی المصلی قبل انصرافہ الی بیتہ

معتکف کا اعتکاف تب پورا ہوگا جب وہ گھر جانے سے پہلے عیدگاہ جائے گا۔

(فتح الباری، ۲: ۳۵۸)

امام ابراہیم نخعی تابعی، صحابہ اور تابعین کا معمول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کانوا یستحبون للمعتکف	معتکف کے لیئے یہ مستحب ہے
فقط ان یبیت لیلۃ الفطر	کہ وہ رات مسجد میں ہی بسر
فی مسجد حتی یکون خروجہ	کرے حتی کہ عیدگاہ کی طرف
منہ (فقہ الصوم، ۲: ۹۲۴)	وہاں ہی سے جائے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ایک باب قائم کیا جس کا عنوان من کان یحب ان یغدو المعتکف کما ھو من مسجدہ الی المصلی ہے۔

۱۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قام لیلتی العیدین	جس نے عیدین کی راتوں میں رضائے
محتسبا للہ لم یمت قلبہ یوم	الہی کی خاطر قیام کیا اس کا دل اس
تموت القلوب	دن نہیں مرے گا جب دل مریں
(ابن ماجہ، باب فیمن قام لیلتی العیدین)	گے۔

۲۔ امام ابوالقاسم اصبہانی نے کتاب الترغیب میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من احیا اللیالی الخمس	جس نے یہ پانچ راتیں قیام کیا
وجبت لہ الجنۃ	اس کے لئے جنت ثابت ہو گئی۔

ترویہ کی رات، عرفہ کی رات، عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات اور شب برات۔

۳:۔ امام طبرانی نے المعجم الکبیر اور اوسط میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من احیا لیلۃ الفطر	جس نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ
ولیلۃ الاضحیٰ لم تمت قلبہ	کی رات عبادت اور قیام کیا اس
یوم تموت القلوب	کا دل مردہ نہیں ہوگا جس دن
	دل مردہ ہو جائیں گے

۴:۔ ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ لیطلع فی العیدین	اللہ تعالیٰ عیدین کے موقعہ پر زمین پر خصوصی
الی الارض فابرزوا من	توجہ فرماتا ہے اپنے گھروں سے (نماز کے لئے)
المنازل تلحقکم الرحمۃ	نکلو تاکہ تمہیں رحمت حاصل ہو۔

۵ ۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے بصرہ کے گورنر کو لکھا۔

علیک باربع لیال من	سال میں چار راتیں ایسی ہیں جن
السنۃ فان اللہ یفرغ ،	میں اللہ تعالےٰ خوب رحمت و
فیھن الرحمۃ افراغاً	کرم برساتا ہے۔

رجب کی پہلی رات، نصف شعبان کی رات، عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات۔

۶:۔ حضرت امام شافعی کا ارشاد گرامی ہے ہمیں اسلاف سے یہ بات پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعائیں قبول ہوتیں ہیں۔

جمعہ کی رات، عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات، پہلی رجب کی

رات اور نصف شعبان کی رات،

(غایۃ الاحسان، ۶۱)

عید رات میں تکبیر الٰہی

اللہ تعالٰے ہمیں حکم فرماتا ہے جب رمضان کے روزے مکمل کر لو تو اللہ تعالٰے کے اس انعام پر بڑھائی بیان کرو۔

ارشاد فرمایا۔

ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ھداکم (البقرۃ)	مدت کو مکمل کرو اور اس انعام وہدایت پر اللہ تعالٰے کی بڑھائی بیان کرو۔

ڈاکٹر سعید بن حسین العفانی بزرگوں کا معمول بیان کرتے ہیں۔

وکان ابن المسیب وعروۃ وابو سلمۃ وابو بکر یکبرون لیلۃ الفطر فی المسجد یجھرون بالتکبیر	حضرت ابن مسیب، حضرت عروہ حضرت ابو سلمہ اور حضرت ابو بکر عید رات کو مسجد میں بلند آواز سے تکبیر پڑھا کرتے تھے۔

(فقہ الصوم وفضل رمضان، ۲۱۷:۹)

اہم نوٹ

ہم عید کا چاند دیکھتے ہی شہر اور اس کی مارکیٹوں کا رخ کرتے ہیں۔ عید کی ساری رات خریداری یا دیگر لہو ولعب میں گزار دیتے ہیں اس رات کی فضیلت سے ہم بے خبر ہیں حالانکہ وپر گزرا عید رات ان مقدس راتوں میں سے ہے جس میں اللہ تعالٰے اپنے بندوں کو نوازتا ہے،

یہ مغفرت و بخشش کی رات ہے، اس میں غفلت کے بجائے اپنے رب کے حضور میں حاضری دینی چاہیئے اور اپنے رب کی بڑھائی بیان کرتے رہنا چاہیئے۔

انعام خداوندی کا دن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن کو انعام الٰہی کا دن قرار دیا ہے، امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں اور شیخ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں حضرت سعید بن اوس انصاری سے نقل کیا کہ میرے والدِ گرامی نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو ملائکہ مختلف راستوں پر کھڑے ہو کر آواز دیتے ہیں، اے مسلمانوں اپنے رب کریم کے در پر آؤ وہ تم پر بھلائی اور اجر جزیل کے ساتھ احسان فرمائے گا۔

لقد امرتم بقیام اللیل فصمتم وامرتم بصیام النھار فصمتم واطعتم ربکم فاقبضوا جبر جوائزکم	تمہیں قیام لیل کا حکم دیا گیا تم نے قیام کیا، تمہیں دن کو روزہ رکھنے کا حکم ملا تم نے روزے رکھے، اپنے پروردگار کی طاعت کی اب اپنی انعامی سندیں حاصل کرو۔

جب لوگ عید کی نماز ادا کر لیتے ہیں آواز دینے والا یہ خوشخبری دیتا ہے۔

الا ان ربکم قد غفر لکم فارجعوا الی رحالکم فھو یوم الجائزہ	سنو تمہارے پروردگار نے تمہیں معاف فرما دیا اب تم اپنے گھروں کی طرف جاؤ تو آج کا دن انعام کا ہے۔

یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے مگر بیہقی اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا شاہد نقل کیا ہے۔ (غایۃ الاحسان، ۶۴)

اور وہ یہ ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عید الفطر کے دن فرشتے زمین پر آکر راستوں میں کھڑے ہو کر یہ آواز دیتے ہیں جسے جن وانس کے علاوہ تمام مخلوقِ خدا سنتی ہے

وہ کہتے ہیں اے امتِ محمدیہ:-

اخرجوا الی رب کریم یعطی الجزیل ویغفر الذنب العظیم	اپنے رب کریم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ وہ تمہیں اجر جزیل عطا فرمائے اور تمہارے بڑے گناہ معاف فرما دے۔

جب لوگ عیدگاہ میں حاضر و جمع ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے، اے میرے ملائکہ

ماجزاء الاجیر اذا عمل عمله ؟	مزدور جب عمل کرے تو اس کا کیا اجر ہے ؟

وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے معبود اور آقا اس کو پورا اور کامل اجر دیا جانا چاہیئے، اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

انی اشهد کم انی قد جعلت ثوابهم من صیامهم وقیامهم رضائی ومغفرتی انصرفوا مغفوراً لکم	میں خوشخبری دیتا ہوں میں نے ان کو روزوں کا ثواب اور ان کا قیام میری رضا اور میری مغفرت و بخشش کے لئے ہے جاؤ تمہیں معافی دیدی گئی ہے

تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو جبریل امین فرشتوں کی جماعت کے ساتھ زمین پہ اترتے ہیں اور ذکر الٰہی میں مشغول و مستغرق لوگوں کے لیئے دعا رحمت کرتے ہیں خواہ وہ حالت قیام میں ہوں یا حالت قعود میں، اور جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالےٰ ان ذکر کرنے والوں پر ملائکہ میں فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے اے میرے فرشتو ان میرے بندوں اور غلاموں نے میرا فریضہ پورا کیا ہے اور آج دعا کے لئے نکلے ہیں

وعزتی وجلالی وکرمی و علوی و ارتفاع مکانی لاجیبنھم — مجھے اپنی عزت، اپنے جلال اپنے کرم، اپنے علو اور اپنے بلند مقام کی قسم میں تمہاری دعائیں قبول فرماتا ہوں۔

اور فرماتا ہے جاؤ میں نے بخش دیا۔

وبدلت سئیاتکم حسنات — میں نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔

تو وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔

(شعب الایمان للبیہقی)

یوم عید اور معمولات نبوی

اللہ تعالےٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ
(یونس، ۵۸)

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرما دو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے حصول پر خوشی کیا کرو یہ اس تمام سے بہتر ہے جو تم جمع کر رہے ہو۔

اس موقع پر خوشی کا اظہار اللہ تعالٰے کو پسند ہے یہی وجہ ہے اس دن روزہ رکھنا اللہ تعالٰے کو ناپسند ہے اور اللہ تعالٰے کی معافی سے اعراض کی وجہ سے حرام ہے۔

۱۰۳۔ اچھے کپڑے پہننا

امام شافعی اور امام بغوی نے امام جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبس برد حبرۃ فی کل عید
(الصیام ورمضان، ۳۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عید کے موقع پر دھاری دار یمنی کپڑے کا لباس زیب تن فرمایا کرتے۔

شیخ ابن قیم لکھتے ہیں۔

وکان یلبس للخروج الیھما اجمل ثیابہ وکان لہ حلۃ یلبسھا للعیدین والجمعۃ ومرۃ کان یلبس بردین

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے لیئے اچھا لباس پہنتے آپ کے پاس عیدین اور جمعہ کے لیے حلہ تھا کبھی دبیز چادریں اور کبھی ایسی چادر بھی

اخضرین ومرۃ بردا احمر لیس ھو احمر بحتا کما یظنہ بعض الناس فانہ لو کان کذلک لم یکن بردا وانما فیہ خطوط حمر کالبرود الیمنیۃ سمی احمر باعتبار ما فیہ من ذلک

اوڑھی جس میں دھاری دار سرخ خطوط تھے بعض لوگوں نے اسے سراسر سرخ سمجھا ہے۔ جو درست نہیں۔

(زاد المعاد، ھدیہ فی صلاۃ العیدین)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے۔

یلبس احسن ثیابہ فی العیدین

عیدین میں اچھے کپڑے پہنا کرتے تھے۔

(فتح الباری، ۲: ۴۳۹)

امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا ہم عید کے روز جہاں تک ہو سکے عمدہ کپڑے پہنیں۔

وان نتطیب باجود ما نجد

اور عمدہ خوشبو لگائیں

(المستدرک للحاکم)

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اہل علم صحابہ اور تابعین کے بارے میں سنتا ہے۔

یستحبون الطیب والزینۃ فی کل عید

وہ نماز عید کے لیے خوشبو اور زینت کو محبوب جانتے

۱۰۴۔ غسل فرماتے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یغتسل یوم الفطر و یوم الاضحیٰ — عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر

(ابن ماجہ، باب الاغتسال فی العیدین) — غسل فرماتے۔

حضرت نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کرتے ہیں

کان یغتسل یوم الفطر قبل — عیدگاہ میں جانے سے پہلے

ان یغدو الی المصلی — غسل کیا کرتے۔

(مصنف عبدالرزاق)

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں عیدالفطر میں تین سنن ہیں۔

المشی الی المصلی والاکل قبل — عیدگاہ کی طرف پیدل چلنا،

الخروج والاغتسال — نکلنے سے پہلے کھانا اور غسل کرنا ہے

(ارواء الغلیل، ۲: ۱۰۴)

۱۰۵۔ نماز عیدالفطر سے پہلے کچھ کھانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک معمول بھی ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہ کچھ تناول فرما کر نماز عیدالفطر کے لیے تشریف لے جاتے اور عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر نماز ادا فرماتے کے بعد تناول فرماتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لا یغدو یوم الفطر حتیٰ یاکل — عیدالفطر کے لئے تشریف لے

تمرات ویاکلھن وترا — جاتے تو پہلے طاق کھجوریں تناول

(البخاری، باب الاکل یوم الفطر) — فرماتے

شیخ ابن حبان اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

ماخرج یوم فطر حتی یاکل تمرات ثلاثاً او خمساً او سبعاً او اقل من ذلك او اکثر وتراً	عید الفطر کے موقع پر تمہیں، پانچ سات یا کم وبیش کھجور تناول فرما کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

(المستدرک)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

لا یغدو یوم الفطر حتی یاکل ولا یاکل یوم الاضحیٰ حتیٰ یرجع	عید الفطر کے لئے کچھ نہ کچھ تناول فرماتے اور عید الاضحیٰ کے موقعہ پر واپس تشریف لاکر تناول فرماتے۔

(الترمذی، ابن ماجہ)

مسند احمد میں یہ اضافہ بھی ہے عید الاضحیٰ سے واپس تشریف لاتے کے کے بعد

فیاکل من اضحیتہ	اپنی قربانی کا گوشت تناول فرماتے

۱۔ شیخ ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ تعالےٰ نے اس کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ لزوم روزہ کے بعد لزوم افطار کا حکم ہے

استحب تعجیل الفطر بادرۃ الی امتثال امر اللہ تعالےٰ	لہذا اللہ تعالیٰ کے حکم (افطار) کو جلدی بجالانا مستحب ٹھہرا۔

۲۔ شیخ مہلب نے اس کی حکمت یہ بیان کی ہے۔

ان لا یظن ظان لزوم	تاکہ کوئی یہ گمان نہ کرے نماز عید

الصوم حتی یصلی العید فکانه اراد سد هذه الذریعة (فتح الباری، ۲: ۴۴۷)

تک روزہ رکھتا ہے گویا آپ نے سدِ ذرائع کے طور پر یہ عمل فرمایا۔

(۳) شیخ ابن منیر رقمطراز ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین میں وقت مشروع میں تناول فرمایا

لاخراج صدقتها الخاصة بهما فاخراج صدقة الفطر قبل الغدلة الی المصلی واخراج صدقة الاضحیة بعد ذبحها (فتح الباری، ۲: ۳۵۹)

عیدین میں صدقہ کا وقت مخصوص ہے عید الفطر میں پہلے ہے اس لئے آپ نے پہلے تناول فرمایا اور عید الاضحیٰ میں بعد میں ہے اس لئے وہاں بعد میں تناول فرمایا۔

بعض مالکی علماء کی رائے

بعض مالکی علماء کی رائے یہ ہے کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جائے اعتکاف سے ہی عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے کہیں کوئی یہ محسوس نہ کرے کہ عید تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ روزہ میں ہوتے ہیں اس لئے آپ کچھ نہ کچھ تناول فرماتے حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہ رائے ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

قال بعض المالکیة لما کان المعتکف لایتم اعتکافه حتی یغدو الی المصلی قبل انصرافه الی بیته خشی ان یعتمد فی هذا الجزء

بعض مالکی علما فرماتے ہیں معتکف کا اعتکاف تب مکمل ہوتا ہے جب وہ گھر لوٹنے سے پہلے جائے اعتکاف سے ہی عیدگاہ جاتے تو خوف تھا کہ کوئی پہلے کی طرح آج بھی نماز

من الانتهار باعتبار استحباب الصائم ما يعتمد من استحباب (فتح الباری، ۲: ۳۵۸)

عید تک روزہ ہی محسوس نہ کرے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تناول فرما کر فرق فرما دیا۔

۱۰۶- کھلے میدان میں نماز ادا کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نماز عید ادا نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ کھلے میدان میں نماز عید ادا فرماتے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یخرج یوم الفطر والاضحی الی المصلی (بخاری ومسلم)

عید الفطر اور عید الاضحی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں تشریف لے جاتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے آپ کے آگے صحابی نیزہ اٹھا کر چلتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں پہنچ جاتے تو آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا، آپ اسے سترہ بنا کر نماز پڑھاتے۔

ذلك ان المصلی کان فضاء لیس فیہ شئ یستتر بہ (ابن ماجہ)

اس لئے کہ عیدگاہ کھلے میدان میں تھی اور اس میں سامنے کوئی پردہ یا دیوار نہ تھی

نماز عید کھلے میدان میں ادا کرنا سنت ہے البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً جگہ نہیں یا بارش وغیرہ ہے تو پھر مسجد میں ادا کی جا سکتی ہے حضرت ابوہریرہ

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

عید کے روز بارش ہوگئی تو رسول	اصابہم مطر فی یوم عید فصلی
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد	بہم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
میں نماز عید پڑھا دی۔	وسلم صلاۃ العید فی المسجد

(ابو داؤد، باب یصلی بالناس فی المسجد)

کھلے میدان میں نماز عید ادا کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی رقمطراز ہیں۔

تمام اہل شہر یا اکثر ایک ہی جگہ میں جمع ہو	ان یجتمع اھل البلد او
کر اپنے اللہ کی بڑائی بیان کریں، اس	اکثرھم فی مکان واحد
کا شکریہ ادا کریں اس میں متعارف	یکبرون اللہ ویشکرونہ
ہوں، ایک دوسرے کو عید کی	ویتعارفون فیما بینھم
مبارک دیں، ان کی عبادات	ویتبادلون التھنئۃ
اور ان کے اجتماع پر، ایک	بالعید من عبادتھم ویوم
دوسرے سے نیکی اور تقوی پر	اجتماعھم وتراحمھم
تعاون کا عہد کریں۔	وتعاونھم علی البر و
	التقوی

(ھکذا صام رسول اللہ، ۲۰۶)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ تعالے اس کا مقصد یوں بیان کرتے ہیں۔

ہر قوم کے لیے کوئی میدان ہوتا	ان کل امۃ لابد لھا
ہے جس میں وہ جمع ہوتے ہیں۔	من عرضۃ یجتمع فیھا
تاکہ ان کی شرکت وکثرت کا اظہار	اھلھا لتظھر شوکتھم

وتعلم كثرتهم ولذلك كان النبي صلى الله عليه وسلم يخالف في الطريق ذهابا وايابا ليطلع اهل كلتا الطريقين على شوكة المسلمين

(حجة الله البالغة)

ہو یہی وجہ ہے رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم آتے جاتے راستہ تبدیل فرماتے تاکہ ہر طرف کے لوگ مسلمانوں کی شرکت سے آگاہ ہو جائیں۔

شیخ عبدالرحمن حسن المیدانی ان احادیث مبارکہ کا تذکرہ کرتے ہیں جن میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھلے میدان میں نماز عید ادا فرماتے اور اس میں خواتین سمیت ہر ایک کو شرکت کا حکم فرماتے اس کے بعد لکھتے ہیں:

دلت هذه الاحاديث على ان اعظم مظاهر العيد في الاسلام صلاة العيد الجامعة للمسلمين كبارا وصغارا نساء ورجالا حتى البنات الابكار والحيض وقال الرسول صلى الله عليه وسلم بشان الحيض فاما الحيض فيعتزلن الصلاة ويشهدن الخير ودعوة المسلمين ومن لا جلباب لها تستزيد تستعير جلبابا حرها

یہ احادیث واضح کر رہی ہیں کہ اسلام میں عید کے موقعہ پر سب سے بڑا خوشی کا مظاہرہ نماز عید ہے جس کے اجتماع میں تمام چھوٹے بڑے، مرد اور خواتین حتیٰ کہ صاحبِ حیض عورتیں بھی شامل ہوتیں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خواتین کو فرمایا نماز سے الگ رہو مگر مسلمانوں کے ساتھ دعا میں ضرور شریک ہوں اور جس کے پاس حجاب نہیں وہ دوسری خاتون سے مانگ لے، یہ ارشاد گرامی کسقدر عید کے اجتماع میں خواتین کی شرکت

من الرسول علی شهودهن — کا تقاضا کرتا ہے۔

الجید (الصیام و رمضان ۳۵۱)

۱۰۷۔ تمام خواتین کو شرکت کا حکم

نماز عید کے اجتماع کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی کیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام خواتین کو اس میں شرکت کا خصوصی حکم فرماتے خواہ وہ حالت حیض میں کیوں نہ ہوں، ہاں ایسی خواتین کو حکم ہوتا کہ وہ نماز میں شریک نہ ہوں لیکن دعا و اجتماع میں ضرور شرکت کریں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ہے

امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نخرجهن فی الفطر والاضحی العواتق والحیض وذوات الخدور فاما الحیض فیعتزلن الصلاة ویشهدن الخیر ودعوة المسلمین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عیدین میں نکلنے کا حکم دیا حتیٰ کہ تمام خواتین کو حکم تھا خواہ بوڑھی ہوں، صاحب حیض ہو یا پردہ دار خواتین ہاں حیض والی خواتین نماز سے الگ رہتی تھیں اور دعا میں شریک ہوتیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کسی کے پاس جلباب نہ ہو تو پھر فرمایا کوئی دوسری بہن اسے دیدے۔ (المسلم)

امام ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کان یخرج نساءہ وبناتہ فی العیدین

اپنی تمام ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کو نماز عید میں شریک فرماتے۔

(ابن ماجہ، باب خروج النساء)

۱۰۸- پیدل چل کر جانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف پیدل تشریف لے جاتے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کان یخرج الی العید ماشیاً و	عیدگاہ پیدل تشریف لے جاتے
یرجع ماشیاً	اور پیدل ہی واپس آتے۔

(ابن ماجہ، باب الخروج الی العید)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے:۔

ان من السنۃ ان تاتی العید	نماز عید کے لیے پیدل جانا سنت
ماشیاً (الترمذی)	ہے

حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز
کان یاتی العید ماشیاً	عید کے لئے پیدل تشریف
(ابن ماجہ)	لے جاتے

۱۰۹- آمد و رفت میں راستہ بدلنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لیے جس راستہ پر تشریف لے جاتے واپسی اس پر نہ ہوتی بلکہ دوسرے راستہ کو شرف بخشتے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم	آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید
اذا خرج الی العید یرجع	کے لئے تشریف لے جاتے تو
فی غیر الطریق الذی خرج	واپسی دوسرے راستہ سے
فیہ (البخاری)	تشریف لاتے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک معمول تھا۔

اذا خرج الی العید یرجع فی غیر الطریق الذی خرج فیہ (المسلم)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لیے تشریف لے جاتے تو اس راستہ پر واپسی نہ ہوتی بلکہ کسی دوسرے سے واپس آتے۔

شیخ ابن قیم اس مقدس معمول کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

قیل یسلم علی اهل الطریقین وقیل لینال برکته الفریقان وقیل لیتق حاجة من له حاجة عنهما وقیل لیظهر شعائر الاسلام فی سائر الفجاج والطرق وقیل لیغیظ المنافقین برؤیتهم عزة الاسلام و اهله وقیام شعائره وقیل لتکثر شهادة البقاع فان الذاهب الی المسجد والمصلی احدی خطوتیه ترفع درجة والاخری تحط خطیئة حتی یرجع الی منزله وقیل وهو الاصح انه لذلک کله ولغیره من الحکم التی لا یخلو فعله عنها

تاکہ دونوں راستہ والوں کو سلام کا شرف بخشیں بعض نے کہا تاکہ دونوں اطراف کے لوگوں کو برکت حاصل ہو جائے بعض کے نزدیک اسکی وجہ یہ تھی تاکہ ہر کوئی اپنی حاجت عرض کر سکے بعض نے کہا تاکہ تمام راستوں میں شعائر اسلامی کا غلبہ ہو جائے بعض نے کہا تاکہ مسلمانوں کی عزت دیکھ کر اہل نفاق جل اٹھیں بعض نے کہا تاکہ کثرت کے ساتھ مقامات گواہ بن جائیں کیونکہ مسجد و عید گاہ کی طرف ہر قدم اٹھانے پر گناہ کی معافی اور درجہ کی بلندی ہوتی ہے اور راجح یہ ہے کہ مذکورہ اور ان کے علاوہ بھی متعدد حکمتیں پیش نظر تھیں۔

(زاد المعاد، ھدیہ فی صلاۃ العیدین)

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کی متعدد حکمتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قیل لیسوی بینھما فی مزیۃ الفضل بمرورہ او فی التبرک بہ او یشم رائحۃ المسک من الطریق التی یمر بھا لانہ کان معروفاً بذلک

(فتح الباری، ۲ : ۳۷۹)

تاکہ دونوں اطراف کے لوگ آپ کے گزرنے کے شرف کو برابر طور پر حاصل کرلیں، اس سے برکت پالیں اور وہ خصوصی مہک پائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گزرنے سے راستہ کو حاصل ہوا کرتی تھی۔

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے حکمت یہ بیان کی ہے کہ راستہ اس لئے بدل لیتے۔

لیمر باکبر عدد من الناس فیھنئھم بالعید ویسلم علیھم لیسرھم بذلک ویشیع الفرح فی نفسھم

(ھکذا صام رسول اللہ، ۲۰۶)

تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی طرف گزر کر انہیں عید کی مبارک دی جائے انہیں سلام کا شرف عطا کیا جائے تاکہ ان کے دل اور سینوں میں خوشی کی مزید لہر دوڑ جائے۔

۱۱۰ عیدگاہ میں نماز عید سے پہلے اور بعد میں نماز نہ پڑھنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں فقط نماز عید ادا فرماتے اس سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز ادا نہ فرمایا کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کی فقط دو رکعتیں ادا فرماتے

لم یصل قبلھا ولا بعدھا

(البخاری، باب الخطبۃ بعد العید)

ان سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز نہ پڑھتے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپسی پر گھر میں دو رکعات نماز ادا فرماتے

انہ کان لا یصلی قبل العید شیا فاذا رجع الی منزلہ صلی رکعتین (ابن ماجہ، باب فی الصلوۃ قبل العید)

آپ عیدگاہ میں نماز عید سے پہلے کوئی نماز ادا نہ فرماتے ہاں جب گھر واپس تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے۔

۱۱۔ بغیر اذان و تکبیر کے نماز

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کی جماعت اذان اور تکبیر کے بغیر کرواتے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ہے

صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم العید غیر مرۃ ولا مرتین بغیر اذان ولا اقامۃ۔ (المسلم، کتاب صلاۃ العیدین)

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعدد دفعہ بغیر اذان و تکبیر کے نماز عید ادا کی۔

مسند بزار میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

صلی العید بغیر اذان والا قامۃ (الصیام ورمضان، ۳۴۸)

بغیر اذان و اقامت نماز عید ادا فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے

لم یکن یوذن یوم الفطر ولا یوم الاضحیٰ

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقعہ پہ اذان نہیں دی جاتی تھی۔

(المسلم، کتاب صلاۃ العیدین)

۱۱۲۔ نماز کی ادائیگی خطبہ سے پہلے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ میں خطاب پہلے ارشاد فرماتے مگر عیدین میں نماز کی ادائیگی پہلے ہوتی اور خطاب بعد میں فرمایا کرتے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے موقعہ پر عیدگاہ تشریف لاتے تو

فیبداء بالصلوٰۃ — سب سے پہلے نماز ادا فرماتے

(المسلم، کتاب صلاۃ العیدین)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

اول شئی یبداء بہ الصلاۃ — جس سے آپ نے ابتداء فرمائی وہ نماز تھی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ تشریف لائے۔

فصلی فبداء بالصلوٰۃ — تو آپ نے سب سے پہلے نماز پڑھائی

(المسلم، صلاۃ العیدین)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا معمول یوں منقول ہے۔

یصلون العید قبل الخطبۃ — تمام خطبہ سے پہلے نماز عید ادا فرماتے۔

(المسلم، کتاب صلاۃ العیدین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی اقتداء میں نماز عید ادا کی۔

كلهم كانوا يصلون قبل الخطبة — تمام کے تمام نماز عید خطبہ دینے سے پہلے پڑھاتے۔

(البخاری، باب الخطبۃ بعد العید)

۱۱۳۔ نماز میں سورۃ ق اور القمر کی تلاوت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا

ما كان يقرأ به رسول الله صلى الله عليه وسلم في الاضحى والفطر — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الاضحی اور فطر میں قرآن کا کونسا حصہ تلاوت فرمایا کرتے؟

تو انہوں نے بتایا۔

كان يقرأ فيهما "ق والقرآن المجيد واقتربت الساعة وانشق القمر" (المسلم) — ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ق و والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ تلاوت فرمایا کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلى" اور دوسری رکعت میں "ھل اتاك حديث الغاشية"، تلاوت فرماتے۔

(ابن ماجہ، باب القراۃ فی العیدین)

۱۱۴۔ خطاب نماز کے بعد فرماتے

نماز عید ادا فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطاب فرماتے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے عید گاہ میں آپ صلی اللہ

علیہ وسلم تشریف لاکر سب سے پہلے نماز عید پڑھاتے پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تمام لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاتے۔

فیعظھم ویوصیھم و یامرھم	آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں وعظ، نصیحت اور متعدد تعلیمات سے نوازتے۔

(المسلم، کتاب صلوۃ العیدین)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے کبھی دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز عید پڑھنے کا شرف پایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نماز عید بغیر اذان واقامت کے پڑھاتے اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھے کھڑے ہو کر خطاب فرماتے

فامر بتقوی اللہ وحث علی الطاعۃ ووعظ الناس وذکرھم	لوگوں کو اللہ کا تقوٰی اسکی اطاعت و فرمانبرداری اور انہیں وعظ و نصیحت ارشاد فرماتے۔

(النسائی)

۱۱۵ خطبہ کے درمیان بیٹھنا

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ کے دوران کچھ دیر کے لیے بیٹھ جاتے اسی طرح عید کے خطبہ کے دوران بھی کچھ دیر کے لیئے بیٹھ جاتے

مسند بزار میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الفطر اذان واقامت کے بغیر پڑھاتے۔

وکان یخطب خطبتین قائما یفصل بینھما بجلسۃ	جب خطبہ ارشاد فرماتے تو ان کے درمیان بیٹھ کر فصل فرماتے

(الصیام ورمضان، ۳۴۸)

۱۱۶ خطاب میں تکبیر کی کثرت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطاب کے دوران تکبیر (اللہ تعالیٰ کی کبریائی) کی کثرت فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یکبر بین اضعاف الخطبۃ	عیدین کے خطبہ میں کثرت
ویکثر التکبیر فی خطبۃ	کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بڑھائی
العیدین	بیان فرماتے۔

(ابن ماجہ، باب الخطبۃ فی العیدین)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے ایام مخصوصہ میں جو خواتین ہوتیں انہیں بھی عید کے اجتماع میں شرکت کا حکم تھا۔

الحیض یخرجن لیکن خلف	وہ بھی اجتماع میں شریک ہوتیں
الناس یکبرن مع الناس	تمام کے پیچھے بیٹھیں جب لوگ
(ابوداؤد، باب خروج النساء)	تکبیر پڑھتے تو ان کے ساتھ وہ
	بھی اللہ کا نام بلند کرتیں۔

شیخ عبدالرحمٰن حسن المیدانی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

فلیس الاقتداء بالنبی	تکبیر کہنے میں آپ صلی اللہ علیہ
فی ھذا معلوم ان شعار	وسلم کی اقتداء کرنی چاہیئے اور
التکبیر ھو شعار المسلمین	یہ حقیقت ہے کہ عید کے موقعہ
فی العید	پر تکبیرات کہنا مسلمانوں کا شعار
(الصیام ورمضان، ۳۵۸)	ہے۔

۱۱۷۔ خواتین کے اجتماع سے الگ خطاب

عیدین کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کے اجتماع میں خطاب فرمانے کے بعد، خواتین کے اجتماع میں تشریف لے جاتے اور انہیں الگ خطاب فرماتے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالفطر کی نماز پڑھائی اور پھر لوگوں کو خطاب فرمایا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے فارغ ہوئے۔

فاتی النساء فذکرھن وھو یتوکأ علی ید بلال وبلال باسط ثوبہ یلقی فیہ النساء الصدقۃ

تو خواتین کے اجتماع میں تشریف فرما ہوتے بلال سے ٹیک لگائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خطاب فرمایا بلال چادر پھیلائے ہوئے تھے اور خواتین اس میں صدقات ڈال رہی تھیں۔

(البخاری، باب موعظۃ الامام النساء یوم العید)

چند اہم معلومات

۱۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اس لئے لے جایا گیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خازن اور ناظم مالیات تھے حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

لان بلالاً کان خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومتولی قبض الصدقۃ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی خادم اور وصولی صدقات کے انچارج ہوا کرتے تھے۔

(فتح الباری، ۲: ۳۷۳)

۲۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جو صدقات اس موقعہ پر جمع کئے وہ صدقہ

فطر نہیں تھا بلکہ یہ نفلی صدقات تھے کیونکہ بخاری کی روایت میں موجود ہے کہ ابن جریج نے حضرت عطاء سے پوچھا

زکاۃ یوم الفطر ؟ کیا صدقہ فطر تھا ؟

تو انہوں نے فرمایا۔

لا ولکن صدقۃ یتصدقن حینئذ — یہ صدقہ نہیں تھا بلکہ اس موقعہ پر نفلی صدقات دیئے گئے

(البخاری، باب موعظۃ الامام)

۳ ۔ وہ عطیات تمام کے تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاشرہ کے فقراء و مساکین میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے۔

فقسمہ علی فقراء المسلمین (ابوداؤد، باب الخطبۃ یوم العید) — آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام صدقات مسلمان فقراء پر تقسیم فرما دیتے

الغرض ہماری طرح گھر نہیں لے جایا کرتے بلکہ تمام تقسیم فرما کر گھر تشریف لے جاتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ توفیق دے کہ لوگوں سے ہم جس کی خاطر رقوم اور چندہ حاصل کرتے ہیں اس پر خرچ کریں نہ کہ اپنی ذات پر خرچ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد عالی ہر وقت سامنے رہنا چاہیئے۔ جو لوگ یتامیٰ کا مال ناجائز کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔

۱۱۸۔ عید پر مبارک بادی

عید کے روز ایک دوسرے کو مبارک باد کہتے ہوئے دعا دینا بھی ثابت ہے

امام ابن عدی نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہیں عید کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

تقبل اللّٰہ منا و منک — اللہ تعالٰے ہمارا اور آپ کا عمل قبول فرمائے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا۔

نعم تقبل اللہ منا و منک — ہاں اللہ تعالٰے ہم سب کی طرف سے قبول فرمائے

اس روایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں محمد بن ابراہیم شامی ہیں جو ضعیف ہیں۔

(فتح الباری، ۲ : ۳۵۷)

لیکن اس کی تائید صحابہ کے معمول سے ہوتی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ہم نے محاملیات میں سند حسن کے ساتھ حضرت جبیر بن نغیر سے نقل کیا ہے۔

کان اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا التقوا یوم العید یقول بعضھم لبعض تقبل اللّٰہ منا و منک (فتح الباری، ۲ : ۳۵۷)	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام عید کے روز جب آپس میں ملتے تو ایک دوسرے سے کہتے اللہ تعالٰے ہم سب کے عمل کو قبول فرمائے۔

اس روایت کو امام سیوطی نے بھی "وصول لاماني باصول التہانی" میں حسن قرار دیا ہے۔

شیخ ابن تیمیہ سے عید کے روز مبارک باد کہنے کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے بھی صحابہ کا یہی معمول نقل کرتے ہوئے کہا۔

اما الابتداء بالتھنئۃ فلیس سنۃ ماموراً بھا	مبارک باد دینا نہ تو سنت اور مامور ہے اور نہ ایسی چیز ہے جس سے

ولا هو ایضاً معا نہی عنہ	منع کیا گیا مبارک دینے اور
فمن فعلہ فلہ قدوۃ ومن	چھوڑنے والے دونوں کے پاس
ترکہ فلہ قدوۃ	دلیل ہے۔

(مجموعہ الفتاوی، ۲۴: ۲۵۳)

شیخ قمولی، جواہر میں لکھتے ہیں سال، ماہ اور عید کی آمد پر لوگ ایک دوسرے کو جو مبارک دیتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔

لم ار لاحد من اصحابنا کلاما	لوگ جو ایک دوسرے کو عید سال
فی التھنئۃ بالعید والاعوام	اور مہینوں کی آمد پر مبارک باد
والاشھر کما یفعلہ الناس	کہتے ہیں اس میں ہمارے علماء
(زرقانی علی المواہب، ۱۱: ۲۲۳)	کو کوئی اعتراض نہیں۔

۱۱۹۔ صدقہ فطر کی تعلیم

اسلام نے ہر مرحلہ خصوصاً خوشی کے موقعہ پر غرباء، یتامیٰ اور مساکین کو یاد رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ عید الفطر کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام کو صدقہ فطر ادا کرنے کی تلقین فرمائی، اچھے میز بانوں کا طریقہ بھی یہی ہوتا ہے کہ اپنے مہمان کو ہدایا اور تحائف کے ساتھ رخصت کیا کرتے ہیں، رمضان المبارک ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور مہمان آتا ہے ہمیں چاہیئے ہم اسے تحائف کے ساتھ الوداع کہیں، صدقۃ الفطر اس کے تحائف میں شامل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ فطر کی ادائیگی کے لیے دو دن عید الفطر سے پہلے خطبہ ارشاد فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں

خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر

الناس قبل الفطر بیومین فامر بصدقة الفطر — کے دو دن پہلے صدقہ فطر کی ادائیگی کے بارے میں خطبہ ارشاد فرمایا۔
(ابو داؤد، باب من روی نصف صاع)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ لازم فرمایا ہے۔
(ابو داؤد، باب زکوٰۃ الفطر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے

فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکاۃ الفطر من رمضان علی الناس (المسلم) — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر رمضان کے اختتام پر، صدقہ فطر لازم فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر لازم کرتے ہوئے فرمایا کہ صدقہ فطر

طھرۃ للصائم من اللغو والرفث وطعمۃ للمساکین — روزہ دار کے لغو اور فحش کلامی کے لیے طہارت اور مساکین کے لئے طعام کا ذریعہ ہے
(ابو داؤد، باب زکوٰۃ الفطر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا حکم دیتے ہوئے فرمایا!

اغنوھم عن طواف ھذا الیوم — آج فقرا کو اسی طرح دو کہ انہیں کسی سے مانگنا نہ پڑے۔
(الصیام و رمضان، ۳۹۹، بحوالہ بیہقی)

گھر کے ہر فرد کی طرف سے

صدقہ فطر گھر کے ہر فرد کی طرف سے ادا کرنا لازم ہے خواہ وہ بڑا ہو

یا چھوٹا بچہ، خواہ وہ مرد ہو یا خاتون حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی گلیوں میں یہ اعلان کروایا

صدقہ فطر ہر مسلمان پر لازم ہے	
ذکرا او انثی حرا او عبد	خواہ وہ مرد ہے یا عورت خواہ
صغیرا او کبیر	وہ آزاد ہے یا غلام خواہ وہ چھوٹا
(الترمذی)	ہے یا بڑا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے انہوں نے رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا اپنے روزوں کا صدقہ دو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ہر ایک پر لازم فرمایا ہے۔

حر او مملوک ذکرا او انثی	خواہ وہ آزاد ہے یا غلام خواہ
صغیرا او کبیر	وہ مرد ہے یا عورت خواہ وہ
	چھوٹا ہے یا بڑا۔

اس کی مقدار

اگر کھجور یا جو ہوں تو ان کا ایک صاع اور اگر گندم ہو اس کا نصف صاع لازم ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کی مقدار بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

ھذہ الصدقۃ صاعا من	یہ صدقہ ایک صاع ہوتا ہے
تمرا او شعیر او نصف صاع	اگر کھجور یا جو ہوں اور اگر گندم
من قمح۔	ہو تو نصف صاع۔
(ابوداؤد باب من روی نصف صاع)	

ادائیگی کا وقت

صدقہ فطر کی ادائیگی رمضان المبارک میں کسی وقت بھی کی جاسکتی ہے۔ ہاں

نماز عید الفطر ادا کرنے سے پہلے پہلے اس کی ادائیگی ضروری ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

امر بزکاۃ الفطران تودی قبل خروج الناس الی الصلاۃ (البخاری)

لوگوں کے نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے اس کی ادائیگی کا حکم فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ فطر تمہارے روزے میں کئے جانے والے لغو کاموں اور فحش کلام کا ازالہ کرتا ہے اور مساکین کا سبب طعام ہے۔

فمن اداھا قبل الصلاۃ فھی زکاۃ مقبولۃ ومن اداھا بعد الصلاۃ فھی صدقۃ من الصدقات

جس نے اسے نماز عید سے پہلے ادا کیا تو یہ مقبول صدقہ ہے اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا تو یہ فقط صدقہ ہے۔

(ابو داؤد، باب زکوٰۃ الفطر)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا یہ معمول ملتا ہے۔

کانوا یعطون قبل الفطر بیوم او بیومین (البخاری)

وہ فطرانہ عید سے قبل ایک یا دو دن ادا کر دیتے تھے۔

حضرت نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

یؤدیھا قبل ذلک بالیوم والیومین

آپ عید الفطر سے ایک دو دن پہلے صدقہ فطر ادا کر دیتے تھے

(ابو داؤد، باب متی یودی)